بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْہِ دَلِیْلًا

پھر ہم نے شمس کو اس پر دلیل ٹھہرایا

فَحَمَلَتْہُ فَانْتَبَذَتْ بِہٖ مَکَانًا قَصِیًّا

پھر مریم نے اُسے (عیسےٰ کو) حمل میں لیا اور اس کے ساتھ الگ ہو کر دُور چلی گئی (۱۹ آیت ۲۲)

اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ عِیْسٰی حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کَمَا تَحْمِلُ الْمَرْأَۃُ

کیا تم نہیں جانتے کہ عیسےٰ کو اس کی ماں نے حمل میں لیا جسطرح عورتیں حمل میں لیا کرتی ہیں (حدیث رسول اللہ)

(تفسیر ابن جریر)

# آیاتِ صریح فِی ولادتِ مسیح

حصّہ اوّل ازروئے قرآن مجید — و — حصّہ دوم ازروئے مقدس بائیبل

جسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسےٰ کی ولادت بغیر باپ کے نہیں ہوئی لہٰذا عیسائیوں کا یہ اعتقاد کہ وہ کنواری سے پیدا ہونے کی وجہ سے خدا۔ اور خدا کے بیٹے تھے۔ قطعاً باطل

مرتّبہ
شمسُ الدّین مجاہدِ اسلام

شمس الدین مبشر نے برانچ کو آپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس میں باہتمام شیخ ظہور الدین مینیجر چھپوا کر مصری شاہ اللہ بخش روڈ لاہور سے شائع کیا

باراوّل تعداد ایک ہزار

قیمت فی جلد ایک روپیہ

۱۹۴۰

# نذرِ عقیدت

چونکہ ہندوستان میں سب سے پہلے نہ صرف حضرت عیسیٰؑ کی وفات بلکہ اُن کا باپ بھی ثابت کرنے والے سر سیّد احمد خاں مرحوم و مغفور تھے لہذا یہ کتاب اُن کے نام نامی پر منسوب کرتا ہوں ۔

شمس الدین مجاہدِ اسلام
مصری شاہ ۔ لاہور

# فہرست مضامین

# عرض حال

ہندوستان ۔ سیلون ۔ برما ۔ ملایا ۔ چین ۔ مصر ۔ انگلینڈ ۔ مغربی ۔ جنوبی اور مشرقی افریقہ اور دیگر مختلف ممالک کی بیس سالہ سیر و سیاحت کے بعد خاکسار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ عیسائی مسلمانوں میں اپنا مذہب پھیلانے میں تو جلد کامیاب ہو جاتے ہیں مگر اہل اسلام عیسائیوں میں اپنا مذہب پھیلانے میں اتنے کامیاب نہیں ہوتے چنانچہ تیرہ سو سال میں دوسری قوموں میں تو اسلام خوب پھیلا مگر یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں میں نہ پھیل سکا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کے متعلق عام طور پر مسلمانوں کے وہی عقائد ہیں جو کہ عیسائیوں کے ہیں لہٰذا اُن میں تبلیغ کیا کریں ۔ ذیل میں دونوں کے عقائد کا مقابلہ پیش کیا جاتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں ۔

| حضرت عیسےٰؑ کے متعلق عام عیسائیوں کے عقاید | حضرت عیسےٰؑ کے متعلق عام مسلمانوں کے عقائد |
|---|---|
| (۱) حضرت عیسےٰؑ کی والدہ مکرمہ تمام عمر کنواری رہیں ۔ | (۱) حضرت عیسےٰؑ کی والدہ مکرمہ تمام عمر کنواری رہیں ۔ |
| (۲) حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ۔ | (۲) حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ۔ |
| (۳) حضرت عیسےٰؑ اللہ کا بیٹا تھے | (۳) حضرت عیسےٰؑ اللہ کا معجزہ تھے |
| (۴) حضرت عیسےٰؑ خدا تھے | (۴) حضرت عیسےٰؑ روح اللہ تھے |
| (۵) حضرت عیسےٰؑ نے جسمانی مردے زندہ کئے | (۵) حضرت عیسےٰؑ نے جسمانی مردے زندہ کئے ۔ |
| (۶) حضرت عیسےٰؑ خالق تھے ۔ | (۶) حضرت عیسےٰؑ نے چمگادڑ اور دیگر پرندے بنائے ۔ |
| (۷) حضرت عیسےٰؑ کو غیب کا علم تھا ۔ | (۷) حضرت عیسےٰؑ کو علم غیب تھا ۔ |
| (۸) حضرت عیسےٰؑ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے | (۸) حضرت عیسےٰؑ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے |

| | |
|---|---|
| (۹) حضرت عیسےٰؑ آسمان سے اُتریں گے | (۹) حضرت عیسےٰؑ آسمان سے اُتریں گے۔ |
| (۱۰) حضرت عیسےٰؑ دنیا کے آخری مصلح ہوں گے۔ | (۱۰) حضرت عیسےٰؑ دنیا کے آخری مصلح ہوں گے۔ |

اب ایسے عقائد رکھنے والے اہل اسلام عیسائیوں میں کوئی تبلیغ نہیں کر سکتے کیونکہ ایسے مسلمانوں کے مقابلے میں ایک عیسائی دلائل کے ساتھ فوقیت لے جاتا ہے مثلاً عیسائی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ کی والدہ مکرمہ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کو ایک انسان کے ذریعے حمل ہوا ہے چونکہ خدا کا فعل انسان کے فعل سے بالا تر ہوتا ہے لہٰذا حضرت عیسےٰؑ حضرت محمد رسول اللہؐ سے افضل ہیں چنانچہ اُنہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت مریمؑ کے غیر معمولی حمل پر ہی رکھی ہوئی ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اُن کے مذہب کا بنیادی پتھر حضرت مریمؑ کا غیر معمولی حمل ہی ہے اگر عیسائیوں کو یہ ثابت کر دیا جائے کہ اُن کا حمل غیر معمولی نہ تھا بلکہ اُنہوں نے دوسری عورتوں کی طرح حضرت عیسےٰؑ کو حمل میں لیا تو پھر اُن کے مذہب کی بنیاد خود بخود ہی گر جاتی ہے مگر افسوس عام طور پر مسلمان بجائے اُن کے باطل عقائد کی تردید کرنے کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ واقعی حضرت مریمؑ کو بغیر کسی بشر کے چھونے کے خدا کی قدرت سے حمل ہوا یعنی اُن کا حمل غیر معمولی تھا جس سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تائید ہو جاتی ہے ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اُنہوں نے حضرت مریم کے حمل کو غیر معمولی مان کر اپنے مذہب کو کیا فائدہ پہنچایا۔ اُن سے تو عیسائی ہی عقلمند نکلے جنہوں نے کچھ تو فائدہ اُٹھا کر اپنے مذہب کو پھیلایا اگر یہ کہا جائے کہ وہ گمراہی پھیلا رہے ہیں تو پھر آپ بھی اس گمراہی کے پھیلانے میں نہ صرف حصہ لے رہے ہیں بلکہ اس کی تائید کرتے ہیں۔ بہر حال ذیل کا مقابلہ ملاحظہ کیجئے۔

| | |
|---|---|
| حضرت مریمؑ کا غیر معمولی حمل مان کر عیسائیوں نے مندرجہ ذیل فائدہ اٹھایا۔ | حضرت مریمؑ کا غیر معمولی حمل مان کر مسلمانوں نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ |
| (۱) حضرت عیسےٰؑ خدا کے اوتار تھے کیونکہ وہ کنواری سے پیدا ہوئے۔ | سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ خدا کی قدرت کا ظہور ہوا ایسے صاحبان سے کوئی یہ |

(۲) حضرت عیسٰیؑ خدا کے بیٹے تھے کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

(۳) چونکہ حضرت آدمؑ کے گناہ کرنے سے تمام لوگ گناہگار ہوگئے اس لئے ایک انسان کو بغیر نطفہ کے پیدا کیا تاکہ گناہوں سے پاک ٹھہرے اور تمام دنیا کا نجات دہندہ ہو۔

(۴) تمام لوگ مٹی اور نطفہ سے پیدا ہوئے مگر حضرت عیسٰیؑ روح سے اس لئے وہ انسانی سطح سے بالاتر تھے۔

نتیجہ

مذہب عیسائیت تو حکمت اور فلسفہ سے خالی ہے مگر آجکل اس کے چلانے والے اکثر حکمت اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں چنانچہ عیسائی کنواری کے حمل سے چار فلسفے بیان کرتے ہیں۔

پوچھے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہؐ یا اُن سے پہلے حضرت آدمؑ کی پیدائش سے خدا کی قدرت کا ظہور نہیں ہوا تھا؟ سوال تو یہ ہے کہ اللہ نے اس غیر معمولی حمل سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچایا اور آپ نے خود کیا اُٹھایا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسے حضرات نے بجائے کسی قسم کا فائدہ اُٹھانے کے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تائید کر کے بلاشبہ اسلام کی اشاعت کو سراسر نقصان پہنچایا۔ عقلمند صاحبان کے لئے غور کرنے کا موقع ہے۔

نتیجہ

مذہب اسلام تو حکمت اور فلسفہ سے بھرا ہوا ہے مگر آجکل اس کے پھیلانے والے اکثر حکمت اور فلسفہ سے خالی ہیں چنانچہ مسلمان کنواری کے حمل سے ایک فلسفہ بھی بیان نہیں کر سکتے۔

اب حضرت عیسٰیؑ کی پیدائش بلا باپ سے یہ حکمت اور فلسفہ چھانٹنا کہ بنی اسرائیل میں نبوت ختم ہوگئی تھی کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ اس سے عیسائیوں کے باطل عقاید پر کوئی زد نہیں پڑتی اور نہ اشاعت اسلام میں کوئی مدد ملتی ہے لہذا اس نتیجے پر یہ مثال صادق آتی ہے "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" سوال تو یہ تھا عیسائیوں نے کنواری کے غیر معمولی حمل سے جو غلط نتائج نکالے ہیں اُنہیں کیسے باطل کیا جائے اب عقلمندی تو یہ تھی۔ کہ حضرت مریمؑ کے حمل سے ایسے نتائج نکالتے جن سے اُن کے باطل عقائد کی تردید ہوتی اور عیسائیوں کو

یہ کہنے کا موقع نہ ملتا کہ جب اُن کے مذہب کی بنیاد کنورای کا غیر معمولی حمل درست ہے تو وہ عقائد جو کہ اس پر مبنی ہیں کیونکر غلط ہو سکتے ہیں۔ دوستو درخت کی شاخوں کو تو ماننا مگر اس کی جڑ سے انکار کرنا کوئی عقلمندی نہیں بلاشبہ ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ حضرت مریمؑ کا غیر معمولی حمل ماننے سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تائید ہوتی ہے یا تردید اب قادیانی حضرات کا بھی عیسائیوں کے اس عقیدے کے متعلق کہ حضرت عیسےٰ بلا باپ پیدا ہوئے تھے جس پر اُن کے تمام باطل عقائد کی بنیاد ہے کوئی تردید نہ کرنا اور صرف حضرت عیسےٰ کے آسمان پر جانے والے عقیدے کی مخالفت کرنا صاف بتاتا ہے کہ اس کی تہ میں کوئی خود غرضی ہے۔ جو کہ دوربین نگاہوں سے چھپ نہیں سکتی۔ حالانکہ اس عقیدے کے ساتھ عیسائیوں کے باطل عقائد کا کوئی دُور کا تعلق بھی نہیں۔

ناظرین تعجب کریں گے کہ باوجود اس بات کو تقلیدی طور پر ماننے کے کہ حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے پھر بھی عیسائیوں میں اُن کی پیدائش سے متعلق تحقیقات کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے چنانچہ جب میں انگلینڈ میں تھا تو اس وقت اینگلیکن چرچ کا ایک کمیشن عرصہ چودہ سال سے عیسائیوں کے عقاید کی تحقیقات کر رہا تھا آخر اس کمیشن نے متفقہ طور پر منجملہ اور باتوں کے اس بات کا بھی فیصلہ کیا کہ حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوئے۔ آخر مجھے بھی اس کی تحقیقات کرنے کا خیال پیدا ہوا اور اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے قرآن پاک اور حدیث شریف کی ورق گردانی شروع کر دی۔ جس سے معلوم ہوا کہ واقعی حضرت عیسےٰ کا باپ تھا کیونکہ وہ انسانی نطفہ سے ہی پیدا ہوئے تھے۔ جیسا کہ اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے۔

---

"شمس من المغرب"

مارِ شمس
۱۷ ستمبر ۱۹۳۸ء

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ "اور باپ کی اور جو اس سے پیدا ہوا" (۹۰۔ آیت ۳)

اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔ "اولاد اپنے باپ کا بھید ہے" (مشہور قول)

عیسائی مذہب کی بنیاد اس امر پر ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام کنواری کو روح القدس کے ذریعے بغیر خاوند کے ملاپ کے حمل ہوا لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام (العوذ باللہ) خدا اور خدا کے بیٹے۔ عیسائیوں کو تو مجبوراً اپنے باطل عقائد کی خاطر ایسا عقیدہ رکھنا پڑتا ہے مگر افسوس اکثر اہل اسلام بھی قرآن مجید کی بعض آیات کی ایسی غلط تاویلیں کر کے جو کہ محکم آیات کے قطعاً خلاف ہیں حضرت مریم علیہ السلام کے حمل کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے ہیں جس سے عیسائیوں کے باطل عقاید کو تقویت پہنچتی ہے ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سوچتے کہ کلام ربانی کے ایسے معنی کرنا جن سے باطل عقاید کی تائید ہوتی ہو بالکل درست نہیں کیونکہ ایسی تاویلوں سے تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے ہی عیسائی مذہب کی بنیاد کو مضبوط کرتے ہیں اور عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع دیتے ہیں کہ جب اُن کے مذہب کی بنیاد کو ہی قرآن پاک سچا تسلیم کرتا ہے تو پھر اُن کے دیگر عقائد جو کہ اس بنیاد پر منحصر ہیں کیونکر جھوٹے ہو سکتے ہیں درحقیقت ایسے مسلمان عقائد میں عیسائیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ من تشبہ بقوم فھو منھم پر غور کیجئے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ ایسے حضرات کو یہ جرأت نہیں پڑتی کہ حضرت عیسےؑ کو علانیہ خدا کا بیٹا کہہ سکیں۔ حالانکہ اُن کی پیدائش کے اُصول میں تو عیسائیوں کے ساتھ بالکل متفق ہیں کہ حضرت مریم علیہ السلام کنواری کو بغیر مرد کے چھونے کے خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ اور عیسائی صاحبان دلیری سے علانیہ کہتے ہیں۔ کہ مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا لہٰذا حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے۔ چنانچہ وہ دلیل بھی یہی دیتے ہیں کہ جس نے حمل کیا اُسی کا بیٹا کہلانا چاہئے۔ جیسا کہ دنیا کا قاعدہ ہے مگر یہ ایک آسان سی بات بھی ایسے مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آتی اور آئے بھی کیونکر جبکہ اس پر غور کرنا ہی نہ ٹھہرا۔ بلاشبہ

ایک عورت کے حمل کو تو خدا کی طرف منسوب کرنا اور ایسے حمل سے پیدا شدہ بچے کو اس کی طرف منسوب نہ کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔ آخر مذکورہ بالا قول کے ماتحت حضرت عیسیٰؑ کس کا بھید تھے؟

(۲) اب اس کے جواب میں اکثر اہل اسلام کا یہ کہنا کہ حضرت آدمؑ کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر دیا تھا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ سوال تو یہ ہے کہ حضرت مریم کو حمل کس نے کیا۔ جس نے حمل کیا اُسی کا بیٹا کہلانا چاہیئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ؕ اور باپ کی اور جو اس سے پیدا ہوا (۹۰۔ آیت ۳) مگر ایسے صاحبان حمل کو زیر بحث لانے کا نام ہی نہیں لیتے۔ حضرات! حضرت آدمؑ کی تو ماں ہی نہ تھی باپ کہاں سے ہوتا جو حمل کرتا۔ البتہ جس کی ماں ہو اس کا باپ ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے لئے قرآن مجید میں ولد کا لفظ نہیں آیا مگر حضرت عیسیٰؑ کے لئے موجود ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ " اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا" (۱۹۔ آیت ۳۳) مگر افسوس اکثر مسلمان اس فرق پر کوئی غور نہیں کرتے حالانکہ جو تولد ہوگا اس کا باپ بھی ہوگا۔ جیسا کہ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ کی آیت سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ کوئی پودا بغیر بیج کے پیدا نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس حدیث پر بھی غور کیجئے۔ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ " ہر ایک بچے کی ولادت فطرت پر ہوتی ہے (بخاری کتاب الجنائز) اب حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ فطرت کے خلاف بغیر مرد کے نطفہ کے پیدا ہو گئے تھے سراسر غلطی ہے کیونکہ انسان نطفہ سے ہی پیدا ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ بھی ایک انسان ہی تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہ نطفہ سے پیدا نہ ہوں۔ ان آیات پر غور کیجئے۔ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی ؕ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ؕ "کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ مہمل ہی چھوڑ دیا جائیگا۔ کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو ڈالی جاتی ہے" (۷۵۔ آیت ۳۶ و ۳۷) اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ " ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا ہے" (۷۶۔ آیت ۲) فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ؕ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ۔ پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ گرائے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے جو پیٹھ اور پسلیوں کے

---

۵؎ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کا کھیت قرار دیا گیا ہے سورۃ البقرہ آیت ۲۲۳ میں نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ملاحظہ کیجئے۔

بیچ میں سے نکلتا ہے۔ (۸۶۔ آیت ۵ و ۶)

(۳) اب حضرت محمد رسول اللہؐ کی پیدائش کو مذکورہ بالا آیات کے ماتحت نطفہ سے ماننا اور حضرت عیسےٰ کی پیدائش کو مرد کے نطفہ سے مستثنےٰ قرار دینا حقیقتاً یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہؐ سے ایک بالاتر ہستی تھے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ ایک دوات مٹی سے بنائی گئی اور ایک دوات اعلیٰ دھات چاندی یا سونا سے بنائی گئی اب افضل کونسی ہے بلاشبہ اعلیٰ دھات سے بنائی ہوئی چیز اعلیٰ ہوگی۔ اگر حضرت عیسےٰ نہ تو نطفہ سے اور نہ مٹی سے پیدا کئے گئے تو پھر وہ کس چیز سے بنائے گئے۔ آخر اس کا کچھ تو جواب ہونا چاہئے۔ اگر وہ روح سے پیدا کئے گئے تو پھر کون سی چیز افضل ہے روح یا مٹی؟ اب اکثر مسلمانوں کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰؑ کو انسانی پیدائش کے عام قاعدہ کے خلاف خاص طور پر پیدا کیا گیا تھا۔ گویا عیسائیوں کے ہاتھوں میں یہ ایک دلیل دینا ہے کہ وہ ایسی عظیم الشان انسانی سطح سے بالاتر غیر معمولی ہستی تھی جس کے لئے خدا کو بھی اپنا قانون توڑنا پڑا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۝ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائیگا۔ (۳۳۔ آیت ۶۲) چنانچہ حضرت محمد رسول اللہؐ کی پیدائش کے لئے بھی یہ قانون بدلا نہیں گیا۔ اور نہ ہی حضرت آدم کے لئے کوئی قانون توڑا گیا کیونکہ اُن کی پیدائش سے پہلے تو کوئی قانون ہی نہ تھا جو بدلا جاتا آخر حضرت عیسےٰؑ کی ولادت کے لئے کیوں یہ قانون بدلا گیا؟ اُن میں کیا تخصیص تھی بقول حضرت میرزا غلام احمد۔ ؎

کیوں بنایا ابن مریمؑ کو خدا　　　سنت اللہ سے وہ کیوں باہر رہا

اگر حضرت عیسےٰ کا آسمان پر اُٹھایا جانا سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ تو پھر بلا باپ کے پیدا کرنا کیونکر خلاف نہیں؟

(۴) اب رسول اللہؐ اور دیگر انبیا علیہ السلام اور عام لوگوں کو جب سے اللہ نے مرد اور عورت کا جوڑا بنایا نطفہ سے پیدا شدہ ماننا اور حضرت عیسےٰؑ کو اس سے مستثنےٰ کر دینا ہرگز مقتضائے عقل نہیں بلکہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں اسلام کے خلاف یہ ایک حربہ دینا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ حضرت محمد رسول اللہؐ سے افضل تھے کیونکہ اُن کی پیدائش تو معجزانہ تھی اور آنحضرت کی ولادت معجزانہ

نہ تھی اب خدا کا فعل انسان کے فعل سے کیونکر افضل نہ ہو ؎

خدا کے فعل سے فعل بشر کیونکر برابر ہو! وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے۔کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا جو خدا کی قدرت سے معجزہ کے طور پر سانپ بن گیا تھا سامریوں کے سانپوں پر جو کہ بطور معجزہ کے نہ تھے کیسے غالب آگیا تھا۔ان آیات کو ملاحظہ کیجیے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝ انہوں نے کہا اے موسیٰؑ کیا تو ڈالے گا یا ہم پہلے ڈالنے والے ہوں کہا بلکہ تم ڈالو تو ان کی رسیاں اور اُن کی لاٹھیاں اُن کے جادو سے اُسے ایسا خیال ہوا کہ گویا وہ دوڑ رہی ہیں پس موسیٰؑ نے اپنے دل میں خوف معلوم کیا ہم نے کہا ڈر نہیں تو ہی غالب ہے اور جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے ڈال دے کہ جو انہوں نے بنایا ہے اُسے نگل جائے جو انہوں نے بنایا ہے جادوگر کی چال ہے اور جادوگر کامیاب نہیں ہوتا خواہ کہیں سے آئے۔" (۲۰ آیت ۶۵ تا ۶۹)

دوستو! جیسے خدا کا کلام انسان کے کلام سے افضل ہوتا ہے اسی طرح سے خدا کا کام بھی انسان کے کام سے بالاتر ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس دلیل کے ماتحت حضرت عیسیٰؑ حضرت محمد رسول اللہ سے افضل نہ ہوں؟ آخر انسانی حمل اور خدائی حمل کے ذریعے پیدا شدہ لوگوں میں تو یقیناً کوئی فرق نمایاں ہونا چاہیے۔ ورنہ اس بات کی تمیز کیسے کی جاسکے کہ فلاں شخص بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا۔اگر خدا کے کام اور انسان کے کام میں کوئی فرق نہیں تو پھر اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے مانا جائے اور خواہ مخواہ عیسائیوں کو اُن کے باطل عقاید کی تائید کرنے کا موقع دیا جائے۔

(۵) عیسائی صاحبان ہمیشہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ کی پیدائش کا مقابلہ

کہکے یہ فرق بتاتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہُوا اور حضرت محمد رسول اللہ کی والدہ مکرمہ کو ایک انسان کے ذریعے حمل ہُوا لہٰذا حضرت عیسےٰؑ افضل ہیں مگر مسلمان بجائے اس مقابلہ کا جواب دینے کے یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر دیا جن کا اس مقابلے کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ اُن کی تو ماں ہی نہ تھی باپ کہاں سے ہوتا گویا اس جواب پر یہ مثال صادق آتی ہے "سوال گندم جواب چنہ" سوال تو دونوں رسولوںؐ کی ماؤں کے حمل کے مقابلے کا ہے کیونکہ دونوں رسول عورتوں سے پیدا ہوئے حضرت آدمؑ تو عورت سے پیدا ہی نہیں ہوئے اب ایسے مقابلے میں اُن کی مثال پیش کرنا سراسر بے معنی ہے ایسے صاحبان اتنا بھی غور نہیں کرتے کہ یہاں حضرت آدمؑ اور حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش کا مقابلہ نہیں بلکہ دو عورتوں کے حمل کا مقابلہ ہے جن سے دو رسول پیدا ہوئے۔

(۶) خدا معلوم اکثر اہل اسلام کو اس بات کے کہنے پر کہ حضرت عیسےٰؑ کا باپ تھا غصہ کیوں آتا ہے حالانکہ عیسائیوں کو ناراض ہونا چاہیئے جن کے باطل عقاید پر اس سے چوٹ پڑتی ہے درحقیقت بات یہ ہے کہ جیسے حضرت عیسےٰؑ کے متعلق آسمان پر بجسد عنصری اُٹھائے جانے کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں کے ذریعے آیا اسی طرح سے اُن کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کا عقیدہ بھی مسلمانوں میں عیسائیوں سے ہی رائج ہُوا حالانکہ نہ تو اللہ اور نہ اُس کے رسول نے یہ فرمایا کہ حضرت عیسےٰؑ بجسد عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے اور نہ یہ فرمایا کہ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے مابین شروع سے ہی حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش کے متعلق جھگڑا چلا آرہا ہے۔ یہودی تو یہ کہتے ہیں کہ حضرت مریمؑ نے ناجائز طور پر اُن کو حمل میں لیا لہٰذا وہ نبی نہیں اور عیسائی یہ کہتے ہیں کہ حضرت مریم روح القدس سے حاملہ پائی گئیں لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا اور خدا کے بیٹے۔ غرضیکہ دونوں افراط اور تفریط میں پڑ گئے۔ اس لئے قرآن مجید نے دونوں کے باطل عقائد کی تردید کی۔ بلا شبہ قرآن مجید کے نازل ہونے کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ اس معاملہ کو صاف کر دیا جائے ذیل کا مقابلہ ملاحظہ کیجئے۔

## تردید یہود

یہودیوں نے حضرت مریمؑ پر زنا کا الزام
لگایا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے
وَبِکُفْرِھِمْ وَقَوْلِھِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُھْتَانًا
عَظِیْمًا ۝ اور ان کے کفر کے سبب سے
اور ان کے مریمؑ پر بڑا بہتان باندھنے کی
وجہ سے (۴ - آیت ۱۵۶) چنانچہ اب بھی یہودی
یہی کہتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کا پنتھرا نامی یہودی
سے ناجائز تعلق تھا ملاحظہ ہو یہودی تاریخ
مسیح - اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کی اور ان
کی عصمت پر کسی قسم کا داغ نہ آنے دیا یہ آیت
ملاحظہ کیجئے - وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا -
اور وہ عورت (حضرت مریمؑ) جس نے اپنی
عصمت کی محافظت کی یعنی زنا نہ کیا (۲۱-۹۱)

## تردید نصاریٰ

عیسائیوں نے حضرت مریمؑ کے متعلق یہ
کہا کہ انہیں روح القدس کے ذریعے حمل
ہوا لہذا حضرت عیسےٰؑ خدا کے بیٹے جیسا کہ اس
آیت سے معلوم ہوتا ہے وَقَالَتِ النَّصٰرَی
الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ اور نصاریٰ نے کہتے ہیں
مسیح اللہ کا بیٹا ہے (۹-۳۰) قرآن پاک نے اس کی
تردید کی - اَلَآ اِنَّھُمْ مِّنْ اِفْکِھِمْ
لَیَقُوْلُوْنَ وَلَدَ اللّٰہُ وَاِنَّھُمْ
لَکٰذِبُوْنَ ۝ " دیکھو وہ اپنی طرف سے
جھوٹ بنا کر کہتے ہیں - کہ اللہ نے جنا
اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں " (۳۷ آیت
۱۵۱ و ۱۵۲)

اس طرح سے یہودیوں اور عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کرنے کے بعد اللہ اور
اس کے رسول نے اس معاملہ میں صحیح راستہ یہ بتلا دیا کہ حضرت مریمؑ کی شادی ہوئی اور حضرت
عیسےٰؑ جائز طور پر پیدا ہوئے - جیسا کہ دوسرے عظیم الشان نبی عورتوں سے پیدا ہوئے - ایسا کہنا
کسی نبی کی شان کے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے اس عقیدے پر کہ حضرت عیسےٰؑ ایک بلند
درجہ کے نبی اور رسول تھے - کوئی زد پڑتی ہے ۔

شمس الدین
مجاہد اسلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۚ "کہہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہیں جنا اُس نے اور نہ جنا گیا۔ اور اس کا کوئی ہمسر نہیں" (۱۱۲ آیت ۱ تا ۴)

# آیاتِ صریح فی ولادتِ مسیح

## ابن اللہ کے عقیدے پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار

اگر اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر مرد کے چھونے کے حضرت مریمؑ کو حاملہ کر دیا تھا جیسا کہ اکثر اہلِ اسلام کہتے ہیں تو پھر غور طلب بات یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کے اس کہنے پر کہ "مسیح خدا کا بیٹا" اتنی ناراضگی کا اظہار کیوں کرتا ہے اور کیوں اُن کو اتنی لعنت ملامت کرتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں اور کیوں خدائے پاک کو یہ عقیدہ اتنا ناگوار گذرتا ہے کہ زمین اور آسمان کے پھٹ جانے کی دھمکی دیتا ہے اور کس واسطے اس عقیدے کو جھوٹا قرار دے کر اس کی تردید کرتا ہے اور اس کی کیا وجہ ہے کہ اس عقیدے کو بُرا مان کر عیسائیوں کو ڈرانے کا حکم دیتا ہے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں

(ا) بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ ۚ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ "آسمانوں اور زمین کا عجیب پیدا کرنے والا اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے اور اس کی کوئی جورو نہیں اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے" (۶۔ آیت ۱۰۲)

(ب) وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ؕ

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اور یہودی کہتے ہیں عزیز اللہ کا بیٹا اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا یہ اُن کے منہ کی باتیں ہیں یہ اُن کی بات کی نقل کرتے ہیں جو پہلے کافر ہوئے اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں سے اُلٹے پھرے جاتے ہیں (۹- آیت ۳۰)

(ج) قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۚ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ "کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنایا وہ (اس سے) پاک ہے وہ بے نیاز ہے اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں کیا تم اللہ پر (جھوٹ) کہتے ہو جو تم نہیں جانتے" (۱۰- آیت ۶۸)

(د) وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۚ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ "اور ڈرائے اُنہیں جو کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا لیا اُنہیں اس کے متعلق کچھ بھی علم نہیں اور نہ اُن کے بڑوں کو (تھا) بُری بات ہے جو اُن کے مونہوں سے نکلتی ہے وہ جھوٹ ہی کہتے ہیں" (۱۸- آیت ۴ و ۵)

---

سلہ اللہ تعالیٰ کا تو یہ ارشاد ہے کہ عیسائیوں کو "مسیح ابن اللہ" کے کہنے پر ڈرا۔ اب آپ خود غور کریں کہ یہ کہہ کر کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے غیر معمولی طور پر حمل ہوا تھا آپ عیسائیوں کو ڈراتے ہیں۔ یا اُن کے باطل عقائد کی تائید کرتے ہیں۔ اب قادیانی حضرات کا حضرت عیسٰےؑ کے متعلق بجسد عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کے عقیدے کے خلاف اتنا زور دینا کہ زمین اور آسمان کے قلابے ملا دینا حالانکہ ایسے عقیدے پر اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی ناراضگی کا کوئی اظہار بھی نہیں کیا گیا اور اُن کے بلا باپ کے پیدا ہونے کے عقیدے کے خلاف ایک حرف تک نہ لکھنا بلکہ اس کی تائید کرنا کوئی عقلمندی نہیں حالانکہ عیسائیوں نے اسی عقیدے پر حضرت مسیحؑ کی الوہیت اور ابنیت کی بنیاد رکھی ہوئی ہے جس پر کئی دفعہ اللہ کی طرف سے نفرت اور ناراضگی کا اظہار کیا گیا ہے دراصل بات یہ ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد کے دعوے کی بنیاد وفات مسیح پر تھی لہٰذا اسی کے خلاف من تن دھن لگا دیا گیا کیونکہ جب تک حضرت عیسٰےؑ کی وفات ثابت نہ ہو اُن کے مسیح موعود کے دعوے کی بنیاد نہیں پڑتی۔

(۱) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ ۔ اور کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا بنا لیا یقیناً تم ایک خطرناک بات کر گذرے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ رحمٰن کے لیے بیٹے کا دعوے کرتے ہیں۔" (۱۹۔ آیت ۸۸ تا ۹۱) جب رحمٰن کو بیٹا بنانا ہی شایاں نہیں تو پھر وہ اپنی قدرت

(۲) اللہ تعالیٰ کی طرف بیٹا منسوب کئے جانے پر مندرجہ بالا ناراضگی اور نفرت کے اظہار کی صرف یہی وجہ ہے کہ حضرت مریمؑ کے حمل کو جو کہ ایک مرد کے ذریعے ہوا خدائے پاک کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ خدائے پاک عورت کو حمل کرنے سے پاک ہے جیسا کہ سبحانہ کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ خود کبھی بھی ایسا کام نہیں کرتا جو کہ ایک مرد کے ذریعے آسانی سے ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ وہ کام کرتا ہے جو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو یعنی جس کام کو انسان نہ کر سکے۔ بھلا جب مرد عورت کو بغیر کسی تکلیف کے حاملہ کر سکتا ہے تو پھر خدا کو کیا ضرورت پڑی کہ خواہ مخواہ مرد اور عورت کے کام میں دخل دے اور ایک عورت کو اپنی قدرت سے حمل کر کے مرد کے حقوق کو تباہ کر دے۔ اور خود ہی اپنے ایسے فعل سے لوگوں کو خدا کی طرف بیٹا منسوب کرنے کا موقع بھی دیدے۔ بلاشبہ ایسا کرنا خدا کی شان کے خلاف ہے۔ کیونکہ انسان ہی انسان کو حمل کرتا ہے جیسا کہ مشہور ہے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز  کبوتر با کبوتر باز با باز

(۳) افسوس مسلمان اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت مریمؑ کو حاملہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے عیسائیوں کو خدا کے ساتھ شرک کرنے اور یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ مسیحؑ اللہ کے بیٹے تو پھر خدائے پاک کا عیسائیوں پر مذکورہ بالا ناراضگی کا اظہار کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ خدا کی طرف بیٹا منسوب کرنے کی بنیاد تو صرف اس امر پر ہے کہ حضرت مریمؑ کے حمل کو خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اللہ کبھی بھی اپنی قدرت سے وہ کام نہیں کرتا جو کہ لوگوں کے لئے شرک اور گمراہی کا موجب ہو کیا خدائے پاک کو حضرت مریمؑ کے حاملہ ہونے سے پہلے اس بات کا علم نہ تھا؟

کہ اگر میں نے اُسے اپنی قدرت سے حاملہ کر دیا تو اس سے دنیا میں شرک اور گمراہی پھیلے گی۔ اگر علم تھا تو پھر اُس نے ایسا کام کیوں کیا؟ اور جب ایسا کر دیا۔ تو پھر عیسائیوں پر ناراضگی کی کیا وجہ؟ خود ہی اپنے فعل سے لوگوں کو گمراہی کا ایک موقع دینا اور پھر خود ہی لوگوں کو ایسی گمراہی پر لعنت ملامت کرنا اُسکی شان کے شایان نہیں۔ کیونکہ خدا کے اس فعل پر یہ مثال صادق آتی ہے "خود کردہ را علاج نیست"۔

(۴) اب اکثر اہل اسلام کا یہ کہنا کہ حضرت مسیحؑ کو بلا باپ کے پیدا کر کے اللہ نے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ اللہ نے ابتدا میں ہی نہ صرف آدمؑ کو بلکہ تمام جاندار شیر ہاتھی گھوڑے۔ گدھے وغیرہ کو بغیر باپ کے ہی پیدا کر دیا تھا۔ تو کیا اُس وقت خدا کی قدرت کا ظہور نہیں ہؤا تھا؟ جب اُس وقت ہی کامل قدرت کا ظہور ہو چکا تھا تو پھر حضرت مسیحؑ کو اس وقت جبکہ حضرت مریمؑ کو حسب منشا رخاوند مل سکتا تھا کیونکہ اُس وقت مردوں کی کچھ کمی نہ تھی۔ بغیر باپ کے پیدا کرنے سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا یا سوائے اس کے کہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں یہ حجت ہو گئی کہ "مسیح اللہ کا بیٹا" اگر انہیں بغیر باپ کے پیدا نہ کیا جاتا تو کیا اللہ کی قدرت کے ظہور میں کوئی کمی رہ جاتی؟ بلا شبہ حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش معجزانہ بھی نہ تھی کیونکہ معجزہ ہمیشہ ایک نبی کے ذریعے عام لوگوں کے سامنے ظاہر کیا جاتا ہے نہ کہ پوشیدہ طور پر ایک عورت کو حمل کرنے سے علاوہ ازیں حضرت مریمؑ نبی نہ تھیں جو اُن سے کسی معجزہ کا ظہور ہوتا۔

## (۲) بحث وفد نجران دربارہ حضرت مسیح علیہ السلام

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ "پھر اگر کوئی اس کے بعد جو تیرے پاس علم آچکا اس کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کرے تو کہہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے لوگوں اور تمہارے لوگوں کو بلائیں پھر گڑ گڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں" (۳: آیت ۶۰)

مذکورہ بالا آیت کے ماتحت وفد نجران مباہلہ کے لئے آیا ذیل کی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّیِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدَانِ اَنْ یُّلَاعِنَاہُ قَالَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا بِصَاحِبِہٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ کَانَ نَبِیًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا اِنَّا نُعْطِیْكَ مَا سَاَلْتَنَا۔ حذیفہ سے روایت ہے کہا عاقب اور سید نجران[۱] کے دو رئیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں چاہتے تھے کہ آپ سے مباہلہ کریں کہا تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ (مباہلہ) نہ کرو۔ اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہوں اور ہم نے ملاعنہ کیا تو ہم اور ہمارے بعد ہماری نسل کبھی کامیاب نہ ہو گی پھر دونوں نے کہا جو آپ مطالبہ کریں ہم وہی دیں گے۔ (یعنی جزیہ) (بخاری کتاب المغازی)

اگر حضرت مسیحؑ کی ولادت خدا کی قدرت سے معجزانہ طور پر ہوئی تھی تو پھر رسول اللہ صلعم نے ۹ھ میں عیسائیوں کے وفد نجران کے سامنے اس کے خلاف کیوں فرمایا۔ کیا وہ آیات جن سے اب اکثر اہل اسلام حضرت عیسٰےؑ کی ولادت بلا باپ مانتے ہیں آنحضرت صلعم کو یاد نہ تھیں؟ مناظرہ النبی صلعم مع وفد نجران ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل قرآن پاک کی وہ آیات جن کے ساتھ یہ جوابات مطابقت رکھتے ہیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ ناظرین کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں ابن جریر نے ربیع سے ایک روایت بیان کی ہے کہ نصاریٰ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عیسٰےؑ بن مریم کے متعلق بحث کی اور کہا

---

[۱] نجران مکہ سے یمن کی جانب سات منزل کے فاصلہ پر ہے اور تہتر گاؤں پر مشتمل ہے۔ یہاں کے لوگ عیسائی تھے اور یہ وفد جو آنحضرت صلعم کی خدمت میں ۹ھ میں آیا نصاریٰ کا ہی تھا عینی میں ہے کہ یہ وفد چودہ آدمیوں پر مشتمل تھا بعض روایتوں میں ان کی تعداد چوبیس لکھی ہے عاقب اور سید انکے سرداروں میں سے تھے انہیں مسجد نبوی میں ٹھیرایا گیا۔ اور اسی کے اندر انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی۔ ابن سعد میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم نے اہل نجران کو کچھ لکھا تھا جس پر یہ وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے دن وہ ریشمی لباس پہن کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اگلے دن وہ راہبوں کا لباس پہن کر آئے تو رسول اللہ صلعم نے انہیں دعوت اسلام دی اور دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ پہلے دن نبی کریم صلعم انہیں دلائل کے ساتھ سمجھاتے رہے دوسرے دن وہ مباہلہ کیلئے تیار ہو کر آئے لیکن پھر خود ہی باہم مشورہ کر کے رک گئے۔ (از تفسیر بخاری مولانا محمد علی)

اگر وہ خدا کا بیٹا نہیں تو اس کا باپ کون ہے؟ (طبقات ابن سعد تفسیر کبیر رازی اور تفسیر روح المعانی سورہ آل عمران کی تفسیر ملاحظہ کیجئے۔

| مطابقات | جوابات |
|---|---|
| **پہلی مطابقت** ووالد وما ولد اور باپ کی اور جو اُس سے پیدا ہوا (۹۰ آیت ۳) | (پہلا جواب) قال ألستم تعلمون انہ لایکون ولد الا وھو یشبہ اباہ[1] قالوا بلیٰ۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ کوئی بیٹا نہیں مگر وہ اپنے باپ سے مشابہ ہوتا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں۔ |
| **دوسری مطابقت**۔ (الف) اَلْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اللہ ہمیشہ رہنے والا مرتا نہیں (۲۵-۵۸) (ب) فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ جب تو نے مجھے وفات دے دی (۵ آیت ۱۱۷) | دوسرا جواب۔ قال ألستم تعلمون ان اللہ حیّ لا یموت و ان عیسیٰ یأتی علیہ الفنا قالوا بلیٰ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہمیشہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور عیسیٰ پر فنا آئی۔ اُنہوں نے کہا ہاں۔ |
| **تیسری مطابقت**:۔ (الف) اَلْقَیُّوْمُ | تیسرا جواب:۔ قال ألستم |

[1] اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا بچہ انسان کے ہی صفات لے کر پیدا ہوتا ہے جیسے شیر کا بچہ شیر بھیڑیئے کا بچہ بھیڑیا اور اُونٹ کا بچہ اونٹ جب حضرت عیسٰےؑ میں کوئی خدائی صفات نہ تھے بلکہ انسانی تھے تو پھر کیوں اس بات کو تسلیم نہ کیا جائے کہ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح نطفہ سے ہی پیدا ہوئے لہٰذا اُن کا باپ بھی ایک انسان ہی تھا جس کے وہ مشابہ تھے جیسا کہ اُن کی صورت اور شکل سے ظاہر ہوتا تھا جب اللہ تبارک تعالیٰ صورت اور شکل سے ہی پاک ہے تو پھر اس کے مشابہ ہونا چہ معنی دارد؟ آخر حضرت عیسٰے علیہ السلام کو تو اُسی کے مشابہ ہونا چاہیئے۔ جس سے اُن کی ماں کو حمل ہوا۔ یہ تو کبھی ہو نہیں سکتا کہ ماں کو حمل تو خدا کی قدرت سے ہو مگر بیٹے کی شکل انسانی باپ کے مشابہ ہو۔ اگر حضرت مریم کو خدا کی قدرت سے حمل ہوتا تو پھر وہ ضرور خدا کے ہی اوصاف لے کر پیدا ہوتے جب اُن میں خدا کے اوصاف ہی نہ تھے تو پھر ایسے حمل کو خدا کی طرف منسوب کرنا کوئی عقلمندی نہیں۔

تعلمون أن ربنا قيم علی كل شیٔ یحفظه ويرزقه قالوا بلٰی فهل یملك عیسیٰ شیاء من ذٰلك قالو لا۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے اس کی نگہبانی کرتا ہے اور حفاظت کرتا ہے اور اس کو رزق دیتا ہے اُنہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ عیسےٰؑ ان میں سے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔

قائم رکھنے والا ہے۔(ب) اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا۝ "اللہ تم پر نگہبان ہے" (۴۔آیت ۱) (ج) فَاللّٰہُ خَیۡرٌ حٰفِظًا۔ "اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے" (۱۲۔آیت ۶۴) (د) اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ ثُمَّ رَزَقَکُمۡ۔ "اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا" (۳۰ آیت ۴۰) (س) ہَلۡ مِنۡ شُرَکَآئِکُمۡ مَّنۡ یَّفۡعَلُ مِنۡ ذٰلِکُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ۔ "کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو اس میں سے کچھ بھی کرتا ہے" (۳۰۔آیت ۴۰)

**چوتھا جواب:۔** ألستم تعلمون أن الله لا یخفی علیه شیٔ فی الارض وَلا فی السماء قالوا بلٰی فهل یعلم عیسیٰ شیئا من ذٰلك الا ما علم قالو لا۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالےٰ پر آسمان اور زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا کیا عیسےٰؑ کوئی بات جانتا ہے سوائے اس کے جس کا اسے علم دیا گیا؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔

**چوتھی مطابقت:۔** (ا) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡہِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ۝ "یقیناً اللہ پر نہ زمین میں کوئی چیز چھپی ہے اور نہ آسمان میں" (۳۔آیت ۴) (ب) وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ "اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے جو وہ چاہے" (۲۔آیت ۲۵۵)

**پانچواں جواب:۔** قال فان ربنا صور عیسیٰ فی الرحم کیف یشاء

**پانچویں مطابقت:۔** ہُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ ؕ

فهل تعلمون ذٰلك قالوا بلى۔ آپؐ نے فرمایا ہمارے رب نے عیسیٰ کی صورت جس طرح چاہا رحم میں بنائی کیا تم اسے نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا ہاں۔

**چھٹا جواب:۔** قال أ لستم تعلمون ان ربنا لا يأكل الطعام ولا يشرب الشراب ولا يحدث الحدث قالوا بلى۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب کھانا نہیں کھاتا اور نہ پانی پیتا ہے اور نہ قضائے حاجت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔

**ساتواں جواب:۔** قال أ لستم تعلمون ان عيسى حملته امرأة كما تحمل المرأة ووضعته كما تضع المرأة ثم غذی کما یغذی الصبی ثم کان یطعم الطعام ویشرب الشراب ویحدث الحدث قالوا بلى۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰؑ کو ایک عورت نے حمل میں لیا جس طرح عورت حمل میں لیا کرتی ہے پھر اس کو جنا جس طرح عورت اپنا بچہ جنا کرتی ہے پھر اس کو غذا دی گئی جس طرح بچوں کو غذا دی جاتی ہے۔ پھر وہ کھانا کھاتا تھا اور پانی

"وہی ہے جو تمہاری صورتیں رحموں میں جس طرح چاہتا ہے بناتا ہے" (۳۔ آیت ۵) وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔ "اور تمہاری صورتیں بنائیں تو خوب ہی تمہاری صورتیں بنائیں" (۴۰۔ آیت ۶۴)

**چھٹی مطابقت:۔** فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ۔ "آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور وہ کھانے کو دیتا ہے اور اسے کھانے کو نہیں دیا جاتا" (۶۔ آیت ۱۴)

**ساتویں مطابقت:۔** (ا) فَحَمَلَتْهُ "پھر مریم نے اسے (عیسیٰؑ کو) حمل میں لیا" (۱۹/۲۲) جس طرح عورتیں حمل میں لیتی ہیں۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى۔ "اللہ جانتا ہے جو ہر ایک مادہ حمل میں لیتی ہے" (۱۳۔ آیت ۸)

(ب) فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔ پھر درد زہ اسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا کہنے لگی اے کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی

پیتا تھا اور پاخانہ کرتا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں درحقیقت اصل درد زہ کے ہونے میں ایک نکتہ تو یہ پایا جاتا ہے کہ یہ حمل غیر معمولی نہ تھا اور دوسرا نکتہ یہ کہ حضرت مریمؑ دوسری عورتوں کی طرح ایک عورت تھیں کوئی غیر معمولی نہ تھیں اور تیسرا نکتہ یہ کہ حضرت عیسےٰؑ بھی دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہی تھے نہ کہ غیر معمولی۔ صرف فرق یہی تھا کہ اُن کو خدا کی طرف سے وحی ہوتی تھی جیسا کہ رسول اللہؐ کو اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ " کہہ میں صرف تمہاری طرح بشر ہوں (لیکن) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے" (۱۸ - آیت ۱۱۰)

آٹھواں جواب:۔ فقال فکیف یکون کما زعمتم۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا پھر جو تم دعوےٰ کرتے ہو کہ عیسےٰؑ خدا اور خدا کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟

بسری ہوتی" (۱۹ - آیت ۲۳) جس طرح عورتیں جنتی ہیں۔ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا " اُس کی ماں نے اسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور اُسے تکلیف سے جنا" (۴۶ - آیت ۱۵)

(ج) وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ " اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں" (۲ - آیت ۲۳۲)

(د) كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ " دونوں (حضرت مریمؑ اور حضرت عیسےٰؑ) کھانا کھایا کرتے تھے" (۵ آیت ۷۵) یہ فطرت کا تقاضا ہے جو کھائے گا وہ رفع حاجت کرے گا۔ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ " یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے ہو کر آئے" (۵ - آیت ۶)

آٹھویں مطابقت:۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ دیکھو کس طرح ہم اُن کے لئے باتیں بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھو یہ کس طرح الٹے پھر جاتے ہیں" (۵ - آیت ۷۵)

اب رسول اللہؐ کے مندرجہ بالا جوابات پر غور کیجئے کہ کس حکمت اور فلسفہ سے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کی گئی ہے۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسےٰؑ حضرت آدمؑ کی طرح بغیر باپ کے پیدا ہوئے یا حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا کیونکہ ان سے عیسائیوں کے باطل عقاید

پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ دراصل عیسائیت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ حضرت مریمؑ کنواری کو بغیر مرد کے چھونے کے حمل ہُوا یہی وجہ ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے عیسائیوں کو ایسا قاطع اور مدلل جواب دیا جس سے اُن کی مذہب کی بنیاد کو ہی گرا دیا کہ اُس نے اُسی طرح حمل لیا جس طرح اور اور عورتیں لیتی ہیں۔ گویا حضرت مریمؑ کنواری نہ رہی۔ بلکہ اپنے مرد سے حمل لیا اگر اُن کو خدا کی قدرت یا کسی اور غیر معمولی طریقے سے حمل ہُوا ہوتا تو پھر آنحضرتؐ اُن کے حمل کے متعلق دوسری عورتوں کے حمل کی مثال ہرگز نہ دیتے۔ اس مثال کا دنیا ہی ثابت کرتا ہے کہ حضرت مریمؑ بھی بشریت کے لحاظ سے دوسری عورتوں کی طرح ایک عورت تھی لہذا بشر کی خواہش تو بشر ہی پوری کرے گا۔ اللہ تو بشری خواہشات سے پاک ہے۔ اگر وہ دنیا بھر کی عورتوں سے ایسی انوکھی اور نرالی ہوتیں کہ اُسے مرد کی خواہش نہ ہوتی تو پھر اُنہیں ایسے انوکھے اور نرالے طریقے سے ہی حاملہ کیا جاتا جس میں مرد کا ہاتھ نہ ہوتا۔ اگر یہ نکتہ مسلمانوں کی سمجھ میں آجاتا تو پھر ہرگز عیسائیوں کو یہ کہنے کا موقع نہ دیتے کہ چونکہ حضرت مریمؑ بشریت سے بالاتر تھیں لہذا اُنہیں حاملہ بھی بالاتر طریقہ سے ہی کیا گیا۔ بھلا جب ماں غیر معمولی ہو تو پھر بیٹا غیر معمولی کیوں نہ ہو مشہور مثال ہے "جیسی کھیتی ویسا پھل"۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک تو عیسائیوں کو بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے باطل عقائد کو دنیا میں پھیلانے کا موقع مل گیا اور دوئم مسلمانوں پر یہ حجت قائم کر دی کہ ایسی بلند ہستی کو جو کہ غیر معمولی طریقے سے پیدا ہوئی ہو چھوڑ کر ایسے رسول پر جو کہ معمولی طریقے سے پیدا ہُوا ہو ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر رسول اللہ صلعم صرف اتنا فرما دیتے کہ حضرت عیسےٰ کا باپ فلاں شخص تھا تو پھر بھی اس سے عیسائیت پر کوئی زد نہ پڑتی کیونکہ عیسائی نہایت آسانی سے یہ کہہ دیتے کہ وہ تو سوتیلا باپ تھا جیسا کہ آجکل یوسف نجّار کے متعلق کہہ دیتے ہیں حالانکہ اُن کے لئے تمام بائیبل میں سوتیلا کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا۔

اب عیسائیوں کے مقابلے میں رسول اللہؐ کے جوابات کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کے اقوال پیش کرنا درحقیقت اپنے ہاتھوں سے ہی شکست کھانا ہے۔ مگر جب ایک پختہ اور تجربکار

جرنیل اس بات کو محسوس کر لیتا ہے کہ اس کی فوج کو ادنےٰ آلات حرب کی وجہ سے شکست ہو رہی ہے تو پھر وہ ایسے سامان جنگ کو بدل کر اعلیٰ پیمانے کے ہتھیاروں سے اپنی فوج کو آراستہ کر دیتا ہے جو کہ اس کی ذہانت اور عقلمندی کا نشان ہوتا ہے۔ تاکہ دشمنوں پر آسانی سے فتح پا سکے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر اہل اسلام نہ تو کلام ربانی کی آیات پر غور کرتے ہیں اور نہ رسول اللہ کے مذکورہ بالا جوابات پر بلکہ اندھا دھند ملا لوگوں کی تقلید کر کے عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کو بغیر مرد کے چھونے کے حمل ہو گیا تھا اگر ایسے صاحبان قرآنی آیات پر جو کہ انسان کی پیدائش کے متعلق جا بجا کلام الٰہی میں مذکور ہیں غور کرتے تو پھر انہیں ایسا کہنے کی ہمت نہ پڑتی بلاشبہ ایسے حضرات ایک غلطی تو یہ کرتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کے متعلق جو محکم آیات ہیں انہیں حضرت عیسےٰ کی پیدائش پر چسپاں نہیں کرتے بلکہ اُن کو ایسی آیات سے مستثنےٰ قرار دیتے ہیں۔ دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ متشابہ آیات کے ٹیڑھے معنی جو کہ عقل اور فطرت کے خلاف ہیں۔ لے کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ بغیر نطفہ کے پیدا ہوئے تھے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں کجی ہے اگر یہی حضرات ذیل کی آیات کا مطالعہ کر لیتے تو پھر کبھی بھی ایسے ٹیڑھے اور فتنہ انگیز معنی نہ کرتے جس سے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید ہوتی۔ بلاشبہ فتنہ اسی کو کہا جا سکتا ہے جس سے دنیا میں گمراہی پھیلے یا اس کی تائید ہو۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ع

"وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اُتاری اس میں سے کچھ محکم آیتیں ہیں جو کتاب کی اصل ہیں اور کچھ اور متشابہ ہیں پھر جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس میں سے متشابہ ہے فتنہ پیدا کرنے کے لئے اور یہ چاہتے ہوئے کہ اس کی من مانی تاویل کریں۔ (۳-۶)

## (۳) انسان کی پیدائش کے متعلق قرآن پاک کی محکم آیات

(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ "انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر دیکھو وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے۔ (۱۶-آیت ۴)

(۲) اَوَ لَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ "کیا انسان غور نہیں کرتا کہ ہم نے اُسے نطفہ سے پیدا کیا پھر دیکھو وہ کھلا جھگڑا کرنے والا ہے اور ہمارے لئے ایک نادر بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا" (۳۶ آیت ۷۷)

(۳) وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ۙ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی ○ اور وہی دو جوڑے پیدا کرتا ہے نر اور مادہ نطفہ سے جب وہ ڈالا جاتا ہے (۵۳ - ۴۶ و ۴۷)

(۴) نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ○ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○ "ہم نے تم کو پیدا کیا پھر کیوں تم سچ نہیں مانتے تو کیا تم نے دیکھا جو تم نطفہ ڈالتے ہو کیا تم اُسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں" (۵۶ آیت ۵۷ تا ۵۹)

(۵) اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی ○ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ○ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی ○ "کیا انسان خیال کرتا ہے کہ وہ مہمل ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ منی کا نطفہ نہ تھا جو ڈالی جاتی ہے پھر وہ ایک لوتھڑا تھا سو (اُسے) پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا تب اُس سے دو زوج بنائے مرد اور عورت کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کرے (۷۵، ۳۶ تا ۴۰)

(۶) قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ○ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ○ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ "انسان ہلاک ہو کیسا ناشکرا ہے اسے کس چیز سے پیدا کیا نطفہ سے" (۸۰ آیت ۱۷ تا ۱۹)

(۷) اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ○ "ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا اسے ہم آزماتے ہیں سو اُسے ہم نے سننے والا دیکھنے والا بنایا" (۷۶-۲)

مذکورہ بالا آیات میں انسان کی پیدائش کو نطفہ سے ٹھہرایا گیا ہے چونکہ نطفہ کھانے پینے کی چیزوں کا جو کہ زمین میں سے پیدا ہوتی ہیں۔ خلاصہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس میں مٹی اور پانی دونوں کا ہی ایک لطیف جوہر ہوتا ہے اسی لئے انسان کی پیدائش کو بعض آیات میں مٹی سے اور

بعض آیات میں پانی سے تبلایا گیا ہے جو کہ اپنے اپنے موقع محل پر بالکل درست ہیں ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے۔

## انسان کو مٹی سے بنایا

(۸) مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ○ "اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے۔ اور اسی سے ہم تمہیں دوسری دفعہ نکالیں گے۔" (۲۰۔ آیت ۵۵) اگر اس آیت سے یہ استدلال ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے تو پھر یہ استدلال کیوں نہیں ہو سکتا؟ کہ وہ بھی اسی طرح نطفہ سے پیدا کیے گئے جیسا کہ دوسرے لوگ۔ قادیانی حضرات بھی غور فرمائیں۔

(۹) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ "اے لوگو اگر تمہیں جی اٹھنے میں شک ہے تو (غور کرو) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو (کبھی) پورا بن جاتا ہے اور (کبھی) ادھورا رہتا ہے (۲۲۔ آیت ۵)

(۱۰) وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ○ "اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے ایک مضبوط ٹھہرنے کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم نے نطفہ کو لوتھڑا بنایا اور لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا بنایا اور گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں بنائیں اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے اسے ایک اور پیدائش دے کر اٹھا کھڑا کیا پس اللہ بابرکت ہے (جو) سب بنانے والوں سے بہتر ہے)"۔ (۲۳۔ آیت ۱۲ تا ۱۴)

(۱۱) وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ○ اور اس کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر دیکھو تم انسان بن کر پھیل جاتے ہو۔ (۳۰۔ ۲۰)

(۱۲) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ "اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑے بنایا اور کوئی عورت حمل میں نہیں لیتی اور نہ جنتی ہے مگر اسے علم ہوتا ہے (۳۵ آیت ۱۱)

(۱۳) هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا - وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے" (۴۰ آیت ۶۷)

(۱۴) هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ج " وہ تمہیں خوب جانتا ہے جب تمہیں زمین سے پیدا کرتا ہے اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے ہوتے ہو" (۵۳ - آیت ۳۲)

(۱۵) وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۙ اور اللہ نے تمہیں زمین سے سبزہ کے طور پر اگایا" (۷۱ - آیت ۱۷)

(۱۶) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ "انسان کو ایک لوتھڑے سے پیدا کیا" (۹۶ - آیت ۲)

## انسان کو پانی سے بنایا

(۱۷) وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ "اور ہر زندہ چیز کو ہم نے پانی سے بنایا تو کیا یہ نہیں مانتے (۲۱ - آیت ۳۰)

(۱۸) وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ "اور اللہ نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا سو کوئی اُن میں سے وہ ہے جو اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے جو چار (پاؤں) پر چلتا ہے اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - اللہ ہر چیز پر قادر ہے" (۲۴ - آیت ۴۵)

(۱۹) وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝ وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اُسے نسب اور سسرال والا بنایا اور تیرا رب قدرت والا ہے۔" (۲۵۔آیت ۵۴) کیا یہ کم قدرت ہے؟

(۲۰) اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ۝ "اللہ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری (کی حالت) سے بنایا پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنایا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا قدرت والا ہے" (۳۰/۵۴)

(۲۱) اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۝ اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ "کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر اُسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا ایک مقرر اندازے تک سو ہم اندازہ کرتے ہیں تو کیا ہی اچھا ہم اندازہ کرنے والے ہیں۔ (۷۷۔آیت ۲۰ تا ۲۲)

(۲۲) فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ گرائے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ جو پیٹھ اور پسلیوں کے بیچ میں سے نکلتا ہے۔ (۸۶ آیت ۵ و ۶)

چونکہ نطفہ مرد اور عورت کے ملاپ سے ہی ڈالا جاتا ہے لہٰذا یہ کہا گیا کہ انسان کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے۔

(۲۳) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ "اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں" (۴ آیت ۱)

(۲۴) هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا" وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اُس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے آرام حاصل کرے پھر جب وہ اس پر پردہ ڈالتا ہے تو وہ ایک ہلکا سا بوجھ اُٹھا لیتی ہے۔" (۷۔ آیت ۱۸۹)

(۲۵) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ۔ اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور سے پیدا کیا۔ (۴۹۔ آیت ۱۳)

(۲۶) هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۖ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ "وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ (۶۷۔ آیت ۲۳)

(۲۷) إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ "ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ (۷۶۔ آیت ۲)

(۲۸) وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا" اور اس نے تمہیں مختلف حالات میں سے (گذار کر) پیدا کیا ہے۔" (۷۱۔ آیت ۱۴)

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی پیدائش کا سلسلہ ابتدائی جوڑا سے ہی مرد کے ذریعے نطفہ سے رکھا گیا ہے یہی خدا کا قانون ہے جو شروع سے ہی چلا آتا ہے اب اس کے خلاف یہ کہنا کہ صرف حضرت عیسےؑ کی پیدائش کے لئے یہ قانون بدلا گیا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ اللہ اپنا قانون ہرگز نہیں بدلتا جیسا کہ اس کا ارشاد ہے۔ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ (۴۸ آیت ۲۳) دوستو! اللہ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے قائم کردہ قانون کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے ایک انسان کی خاطر بدل دے کیا اُس وقت حضرت مریمؑ کو کوئی ایسا مرد نہیں ملتا تھا جو اُن کا خاوند بننے کے قابل ہو سکتا جبکہ اللہ نے ہر ایک کا جوڑا بنایا ہے وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا ۝ اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا ۷۸۔ آیت ۸) کیا حضرت مریمؑ کا جوڑا

بنانا (نعوذ باللہ) خدا بھول گیا تھا؟ جب اس کا بھی جوڑا تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُس کا جوڑا اُس کو حاملہ نہ کرے بلا شبہ اس موقع پر اکثر اہل اسلام تین غلطیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں پہلی غلطی تو یہ کرتے ہیں کہ ایک انسان کی خاطر اللہ کے قانون کو توڑتے ہیں دوسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ اللہ کے قول کی تکذیب کرتے ہیں خدا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کا قانون بدلتا ہوا نہ پاؤ گے مگر ایسے حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش کے لئے یہ قانون بدلا گیا تیسری غلطی یہ کرتے ہیں کہ بجائے اللہ کا قانون توڑنے کے حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش کو اس قانون کے ماتحت نہیں لاتے گویا اللہ کے قانون اور اس کے قول دونوں کی تکذیب کرتے ہیں اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ آیا خدا کا قانون توڑنا آسان ہے یا اُس کی پیدائش کو اس قانون کے ماتحت لانا آسان ہے جبکہ اللہ کا ارشاد ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت پر قائم رہ جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی پیدائش کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ (۳۰۔ آیت ۳۰) اب حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش کو نطفہ سے نہ ماننا گویا عیسائیوں کے ہاتھوں میں الوہیت مسیح کی یہ دلیل دینا ہے کہ اگر وہ انسان ہوتے تو اُن کی ولادت نطفہ سے ہوتی۔ بلا شبہ یہ کہہ کر حضرت مریمؑ کو مرد یعنی نطفہ کے ذریعے حمل نہیں ہوا آیات نمبر ۲۲۔ ۲۳ اور ۲۴ کو صریحاً جھٹلانا ہے اسی طرح سے یہ کہہ کر کہ حضرت عیسےٰؑ نطفہ کی حالت میں نہیں رہے آیات نمبر ۱ و ۳ و ۵) کی کھلے طور پر تکذیب کرنا ہے۔

(۲) اتنی آیات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ حضرت عیسےٰؑ نہ تو نطفہ سے نہ مٹی سے نہ پانی سے اور نہ مرد عورت کے ملاپ سے پیدا ہوئے بلکہ اللہ کی قدرت سے حضرت مریمؑ کو حمل ہو گیا جس سے وہ پیدا ہوئے گویا قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات کو جھٹلانا ہے۔ حقیقتاً اُن کی پیدائش کو دوسرے انسانوں کی پیدائش سے مستثنےٰ قرار نہیں دیا گیا یہ کتنا ظلم ہے کہ ایک انسان کی ولادت کے لئے نہ صرف اپنے پاس سے استثنار بنایا جاتا ہے بلکہ اللہ کے قانون کو بھی توڑا جاتا ہے حالانکہ اللہ کا قانون ہرگز نہیں بدلتا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ سُنَّۃَ

مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ○ "یہی ہمارا طریق اُن رسولوں سے رہا جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا اور تو ہمارے طریق میں کوئی تبدیلی نہ پائے گا ۔۱۷۔ آیت ۷۷)

افسوس تو صرف اس امر کا ہے کہ باوجود اپنے مذہب میں ایسی تحریف کرنے اور حضرت عیسےؑ کو ایسی خصوصیت دینے سے بھی مسلمان خود کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے بلکہ اشاعت اسلام اور رسول اللہؐ کی فضیلت میں طرح طرح کی مشکلات پیدا کرتے ہیں اور عیسائیوں کو اُن کے باطل عقاید کی تقویت پہنچانے میں خواہ مخواہ کی مدد دیتے ہیں چنانچہ وہ علانیہ کہتے ہیں کہ اسی خصوصیت کا نام الوہیت ہے تو پھر ایسے مسلمان اُن کے مقابلے میں بغلیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں کیونکہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں الوہیت مسیح کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ جب اُن کی والدہ مکرمہ کو خدا کی قدرت سے حمل ہؤا تو پھر ایسے حمل سے پیدا شدہ لڑکے میں کیونکر الوہیت نہ ہو اب اس دلیل کے رد کرنے کا مسکت جواب یہی ہے کہ حضرت مریمؑ کو ایک انسان کے ذریعے حمل ہؤا۔ "نہ بانس رہے نہ بانسری بجے"۔ برادران اسلام اس بات کو بخوبی ذہن نشین کرلیں کہ حضرت عیسےؑ کا باپ ثابت کر دینے سے مذہب اسلام پر تو کوئی زد نہیں پڑتی مگر عیسائی مذہب کا خاتمہ ہو جاتا ہے بلاشبہ آجتک آپ الوہیت اور ابنیت مسیح کے خلاف بہت سے دلائل دیتے رہے ہیں اب ذرا یہ دلیل بھی جو کہ بطور مقناطیسی سرنگ کے ہے دے کر دیکھ لیں کہ کس دلیل سے عیسائیت پر پوری زد پڑتی ہے ۔ لطف یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمارے مذہبی راہ نما بڑے زور شور سے یہ کہتے ہیں۔ کہ قرآن پاک میں زیر وزبر کا بھی اپنے پاس سے زاید کرنا کفر ہے مگر دوسری طرف وہ خود ہی حضرت عیسےؑ کو انسانی پیدائش کے قانون سے مستثنےٰ قرار دیتے ہیں گویا اِلّا کا لفظ اپنے پاس سے زاید کرتے ہیں۔ کیا یہ کفر نہیں؟ ایسے صاحبان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جب خدا نے اُنہیں مستثنےٰ نہیں کیا تو پھر ہم مستثنےٰ کر کے کیوں عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید کریں ۔ بلاشبہ اہل یورپ کی سیاست قابل تعریف ہے کہ نہ صرف مذہبی بلکہ ملکی اُمور میں بھی مسلمانوں کو خوب دبا کر رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

دینِ کافر فکر و تدبیر جہاد  دینِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد

## (۴) وہ آیات جن سے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بلا باپ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے

(۱) وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ "اور جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور تجھے پاک بنایا ہے اور قوموں کی عورتوں میں سے تجھے چن لیا ہے۔" (۳-آیت ۴۱)

مذکورہ بالا آیت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اللہ نے حضرت مریمؑ کو چن لیا تھا لہٰذا خدا کی قدرت سے بغیر مرد کے چھونے کے انہیں حمل ہوا۔ اگر یہ نتیجہ درست ہے تو پھر کیوں نہ اس آیت اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ "اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ کے گھرانے اور عمران کے خاندان کو قوموں پر چن لیا۔" (۳-آیت ۳۲) سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ کے خاندان کی عورتوں کو بھی اسی طرح سے حمل ہوا تھا کیونکہ اللہ نے ان کو بھی چن لیا تھا۔ علاوہ ازیں مرد بھی تو چنے گئے تھے تو پھر ان کے ہاں بغیر بیوی کے کیوں نہ بچے پیدا ہوئے جو جواب اس کے متعلق دیا جائے وہی حضرت مریمؑ کے متعلق سمجھ لیا جائے۔

(۲) قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ "اس (حضرت مریمؑ) نے کہا میرے رب میرے بیٹا کیونکر ہو گا اور مجھے کسی انسان نے چھوا نہیں فرمایا اسی طرح ہو گا اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب کسی امر کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اُسے کہتا ہے ہو پس وہ ہو جاتا ہے۔" (۳/۴۷)

مذکورہ بالا آیت کے ان الفاظ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ "جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے" سے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے صحیح نہیں۔ کیونکہ اللہ پیدا تو نطفہ سے ہی کرتا ہے چاہے وہ لڑکے پیدا کرے چاہے لڑکیاں ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں

(۱) وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ " اور اللہ نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا سو کوئی اُن میں سے وہ ہے جو اپنے پیٹ پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور کوئی اُن میں سے وہ ہے جو چار (پاؤں) پر چلتا ہے اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ (۲۴۔ آیت ۴۵)

(۵) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ " اللہ کے لئے ہی آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ یا وہ اُنہیں ملا دیتا ہے۔ (کچھ) لڑکے اور (کچھ) لڑکیاں اور جسے چاہتا ہے بانجھ بناتا ہے۔ وہ جاننے والا قدرت والا ہے" (۴۲۔ آیت ۴۹ و ۵۰) اب چاہنے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ اللہ درختوں سے بچے پیدا کر دیتا ہے

علاوہ ازیں اسی آیت کے ان الفاظ کُنْ فَيَكُوْنُ سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حضرت عیسےٰ بلا باپ کے پیدا ہوئے حالانکہ تمام چیزوں پر جو کہ اللہ کے ارادہ سے ظاہر ہوں کُنْ فَيَكُوْنُ کے الفاظ ہی پکارے جاتے ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

(۱) بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ " مادہ کے بغیر آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اور جب ایک کام کا حکم کرتا ہے تو اُسے کہہ دیتا ہے ہو سو وہ ہو جاتا ہے"۔ (۲۔ آیت ۱۱۷)

(۲) اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ " ہمارا فرمان کسی چیز کے لئے جب ہم اس کا ارادہ کریں صرف یہی ہوتا ہے کہ ہم اُسے کہدیں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے"۔ (۱۶۔ ۴۰)

(۳) اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ " اس کا حکم جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے صرف یہی ہوتا ہے کہ اسے کہتا ہے ہو جا سو وہ ہو جاتی ہے"۔ (۳۶۔ آیت ۸۲)

حقیقتاً تمام لوگ خدا کے ارادے سے ہی پیدا ہوتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ وہ بغیر باپ کے ہی پیدا ہوتے ہیں آخر کچھ تو عقل سے کام لینا چاہئے۔ کیونکہ اللہ کی آیات

پر بہرے اور اندھے ہو کر گرنا مومن کی شان کے خلاف ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔
وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا "اور وہ کہ جب انہیں اُن کے رب کے حکموں سے نصیحت کی جاتی ہے تو اُن پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے" (۲۵ آیت ۷۳)
غور کیجئے کہ حضرت مریمؑ نے ان الفاظ "اور مجھے کسی بشر نے چھوا نہیں" سے صرف زمانہ گذشتہ میں نہ چھوئے جانے کی نفی کی ہے مگر اس سے یہ تو ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آئندہ بھی اُنہیں کسی بشر نے نہیں چھوا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ آئندہ زمانہ میں تو چھوئے جانے کی نفی نہیں کی گئی۔ اور وہ نفی بھی کیونکر کر سکتی تھیں۔ جبکہ اُنہیں کوئی علم غیب ہی نہ تھا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے۔ کہ اگر ایک شخص کو یہ دعا دی جائے کہ اللہ تمہیں لڑکا دے گا۔ اور اس کے جواب میں وہ یہ کہہ دے کہ ابھی تو میرا نکاح ہی نہیں ہوا اور بعد ازاں اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو کیا اس کا یہ مطلب سمجھا جائے گا۔ کہ اس کے ہاں بغیر جوڑے کے ہی لڑکا پیدا ہو گیا۔

دراصل معاملہ یہ ہے کہ جب حضرت مریمؑ کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی۔ تو اس وقت وہ مسجد میں کام کرتی تھیں جیسا کہ اُن کی ماں نے نذر مانی ہوئی تھی اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ "جب عمران کی ایک عورت نے کہا۔ میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے آزاد کر کے تیری نذر مانا ہے پس مجھ سے قبول فرما۔ کیونکہ تو سننے والا جاننے والا ہے" (۳ آیت ۳۵)
اور ایسی حالت میں اُنہیں شادی کی کوئی اُمید نہ تھی یہی وجہ ہے کہ لڑکے کی خوشخبری پانے پر انہوں نے نہایت تعجب سے کہا "میرے رب میرے بیٹا کیونکر ہوگا۔ اور مجھے کسی مرد نے چھوا نہیں" اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا کہ شادی کے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں چنانچہ اس کے بعد اُن کی شادی ہوئی اور بچے پیدا ہوئے حقیقتاً حضرت مریمؑ کی شادی کی مثال دے کر یہ نمونہ قائم کرنا تھا کہ کوئی عورت خدا کی عبادت یا اللہ کی راہ میں کام کر کے بھی کنواری نہ رہے۔ کیونکہ عورت کی خوبی اسی میں ہے کہ اس کا خاوند ہو۔ کہاں یہ پاک نمونہ اور کہاں آج کل "ننز" کا بغیر شادی کے

رہنا۔الا بکہ یہ کوئی خوبی نہیں - کیونکہ خواہ مخواہ بھی لوگوں کو عورت کے چال چلن پر انگشت نمائی کا موقع مل جاتا ہے اگر بغیر جوڑے کے رہنا کوئی خوبی ہے۔ تو بتلائیے -

اگر حضرت مریمؑ ۔حضرت عیسٰیؑ اور حضرت یحیٰیؑ شادی نہ کریں اور بطور رہبان کے رہیں تو پھر اللہ تعالےٰ کا عیسائیوں کو یہ الزام دینا کہ رہبانیت یعنی شادی نہ کرنے کی رسم تم نے خود نکالی غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ جب اللہ کے نبی اور حضرت مریمؑ خود شادی نہ کریں تو پھر اُن کا کیا قصور اس آیت پر غور کیجیے۔ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ط وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا۔ اور ان لوگوں (عیسائیوں) کے دلوں میں جنہوں نے اس (عیسٰیؑ) کی پیروی کی مہربانی اور رحم ڈالا اور رہبانیت (کی رسم) انہوں نے خود نکالی" (۵۷ - آیت ۲۷)

اب اکثر اہل اسلام کا یہ کہنا کہ مذکورہ بالا اشخاص نے شادی نہیں کی گویا اپنے ہاتھوں سے ہی اللہ کے قول کو جھٹلانا ہے حالانکہ اس الزام کی تصدیق کے لئے ہی اللہ نے فرمایا کہ رسولوں نے شادی کی جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے " وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ط" اور ہم نے تجھ سے پہلے رسول بھیجے اور انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی" (۱۳/۳۸) چنانچہ اس آیت میں کسی نبی اور رسول کو شادی نہ کرنے سے مستثنےٰ نہیں کیا گیا۔

غور کیجیے کہ رسول اللہؐ سے عین پہلے تو حضرت عیسٰیؑ اور حضرت یحیٰیؑ ہی نبی اور رسول تھے اگر مذکورہ بالا آیت سے ان کی شادی کا ہونا ہی ثابت نہ ہو سکے تو پھر دوسرے رسولوں کی شادی کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے ؟

بلاشبہ اللہ نے ہمیشہ رجال کو ہی نبی اور رسول بنا کر مبعوث کیا ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے۔

(الف) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ط" اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی بستیوں کے رہنے والوں میں سے مردوں کو ہی بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے " (۱۲ - آیت ۱۰۹)

(ب) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ " اور ہم نے تجھ سے پہلے مرد

ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے" (۱۶-آیت ۴۳)

(ج) وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ "۔ اور تجھ سے پہلے ہم نے کسی کو نہیں بھیجا سوائے مردوں کے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے"۔ (۲۱-آیت ۷)

حقیقتاً "رجال" وہی مرد ہو سکتا ہے جس میں قوت رجولیت ہو ورنہ نامرد کو مامور کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ ایسا شخص لوگوں کے لئے کوئی نمونہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ مشہور مثال ہے ۔ "نہ جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا" عقلمند صاحبان کے لئے غور کرنے کا مقام ہے۔

اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ نے شادی نہیں کی اور اس کے ثبوت میں اس آیت کو پیش کیا جاتا ہے " اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحۡیٰی مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝ اللہ تجھے یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ کے ایک کلام کو سچا کرنے والا اور سردار اور بدیوں سے رکنے والا اور نبی نیکوکاروں میں سے ہوگا" (۳-آیت ۳۸) درحقیقت حَصُوۡرًا کے یہ معنی ہیں کہ پاک دامنی کی وجہ سے غیر عورتوں کے پاس نہ جانے والا ۔ چونکہ حضرت یحییٰ کا قتل ایک عورت کے معاملہ میں ہوا تھا لہٰذا یہ الفاظ کہہ کر ان کو اس الزام سے بری کیا گیا ۔ چونکہ کسی اور نبی کا قتل کسی عورت کے معاملہ میں نہیں ہوا لہٰذا اُن کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے۔ آخر صفائی تو اُسی شخص کی کرنی پڑتی ہے جس پر کوئی جرم لگایا جائے ۔ انجیل کی ان آیات کو ملاحظہ کیجئے ۔ "کیونکہ ہیرودیس نے آپ آدمی بھیج کر یوحنا کو پکڑوایا اور اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے اُسے قیدخانہ میں باندھ رکھا تھا ۔ کیونکہ ہیرودیس نے اس سے بیاہ کر لیا تھا مرقس (۶-آیت ۱۷) "پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اس (یوحنا) کا سر لائے اُس نے جا کر قیدخانہ میں اُس کا سر کاٹا"۔ (۶-آیت ۲۷) یوحنا نبی کو ہی قرآن مجید میں یحییٰ کے نام سے پکارا گیا ہے۔

(۳) اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ۝ "بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال کی مانند ہے ۔ اُسے مٹی سے پیدا

کیا پھر اُسے کہا ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے" (۳-آیت ۵۸)

اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ چونکہ حضرت آدمؑ کا باپ نہ تھا اس لئے حضرت عیسےٰ کا بھی باپ نہ تھا قطعاً غلط ہے کیونکہ حضرت آدمؑ کی تو ماں ہی نہ تھی نطفہ کس میں ڈالا جاتا اور اُس وقت نطفہ ڈالنے والا بھی کوئی نہ تھا لہذا باپ کیسے ہوتا مگر اس کے برعکس حضرت عیسیٰؑ کی تو ماں تھی اور اُس وقت نطفہ ڈالنے والے بھی موجود تھے اب صرف حل طلب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ حضرت مریم کو حمل کس نے کیا؟ لہذا بغیر باپ کے پیدا ہونے کی مثال ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کو نہ تو ماں نے حمل میں لیا اور نہ جنا اور نہ دودھ پلایا مگر اس کے خلاف حضرت عیسےٰؑ کو اُس کی ماں نے حمل میں لیا۔ جنا اور دودھ پلایا۔ بلا شبہ یہاں مثال مٹی سے بنائے جانے کی دی گئی ہے جیسے حضرت آدمؑ کو مٹی سے اسی طرح حضرت عیسےٰؑ کو۔ نہ صرف اُن کو بلکہ تمام لوگوں کو مٹی سے پیدا کیا جاتا ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ "اور اس کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر دیکھو تم انسان بن کر پھیل جاتے ہو" (۳۰-آیت ۲۰) دراصل مٹی سے بنائے جانے کی مثال دے کر عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ نہ تو خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے۔ بلکہ حضرت آدمؑ کی طرح ایک بشر تھے۔ مگر افسوس اکثر اہل اسلام اس مثال کو چھوڑ کر بغیر باپ کے پیدا ہونے کی مثال کو از خود بنا لیتے ہیں۔ جس سے عیسائیوں کے باطل عقاید پر تو کوئی زد نہیں پڑتی بلکہ اُلٹی اُن کی تائید ہو جاتی ہے ایسے صاحبان اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جس کی ماں نہیں ہوتی اس کا باپ بھی نہیں ہوتا مگر جس کی ماں ہو اس کا باپ ہونا ضروری ہے کیونکہ تمام لوگ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ کے ماتحت باپ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل یہاں آدم سے مراد عام آدم مراد ہیں۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ "اور یقیناً ہم نے تم کو پیدا کیا پھر ہم نے تمہاری صورت بنائی پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو" (۷-آیت ۱۱) جو کہ عورتوں سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ حضرت عیسےٰؑ بھی ایک عورت سے ہی پیدا ہوئے

تھے علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کی پیدائش کی مثال حضرت آدمؑ کی پیدائش کی طرح ہرگز نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت آدمؑ تو ابتدا میں بنائے گئے تھے۔ اور حضرت عیسٰیؑ اس وقت جب کہ دنیا میں لوگوں کی آبادی کثرت سے بڑھ چکی تھی اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۝ اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اس کی نسل ایک نچوڑ سے ٹھہرائی (یعنی) کمزور پانی میں آجاتا ہے" (۲۱-۳۲- آیت ۸،۷)

حقیقتاً شروع میں نہ صرف حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو بلکہ تمام جاندار شیر - ہاتھی - گھوڑا اور اونٹ وغیرہ کے جوڑوں کو بھی بغیر باپ کے ہی پیدا کیا گیا تھا تاکہ ایک قانون کے ماتحت دنیا کی آبادی کا سلسلہ شروع ہو۔ چنانچہ جوڑا بنائے جانے کے بعد پیدائش کا سلسلہ نطفہ سے رکھا اور اسی کو دہرایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

(الف) قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ "کہہ اللہ ہی پہلے پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوہرا تا ہے۔ (۱۰- آیت ۳۴) فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ پھر تم کہاں سے الٹ جاتے ہو

(ب) أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ " بھلا کون مخلوق کو پہلے پیدا کرتا ہے پھر اُسے لوٹاتا رہتا ہے۔ (۲۷- آیت ۶۴)

(ج) أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝ "کیا وہ غور نہیں کرتے کس طرح اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اُسے دوبارہ پیدا کرتا ہے یہ اللہ پر آسان ہے" (۲۹- آیت ۱۹)

(د) اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ " اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے دوبارہ پیدا کرتا ہے" (۳۰- آیت ۱۱)

(ھ) وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ " اور وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ پیدا کرتا ہے اور یہ اس پر بہت آسان ہے" (۳۰- آیت ۲۷)

(و) إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ۝ وہی پہلی بار بناتا ہے اور بار بار بناتا ہے" (۸۵- آیت ۱۳)

خدا جانے مسلمانوں کو اس بات کے ماننے سے کہ بار بار دہرائے جانے والے قانون کے ماتحت حضرت عیسٰیؑ مرد کے نطفہ سے بنائے گئے تھے۔ کیا دُکھ پہنچتا ہے حالانکہ جناب رسالت مآبؐ کی پیدائش کو بغیر کسی حیل و حجت کے اسی قانون کے ماتحت تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ غیرت کی جا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ تو روح سے پیدا ہوں اور سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نطفہ سے۔

(۴) وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝ اور اُن کے کفر کے سبب اور اُن کے مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے " (۴۔ آیت ۱۵۶)

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اگر حضرت مریمؑ کا خاوند ہوتا تو پھر اُن پر زنا کا الزام نہ لگایا جاتا بالکل غلط ہے کیونکہ شادی شدہ عورتوں پر بھی زنا کا الزام لگایا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ پر بھی لگایا گیا اس آیت کو ملاحظہ کیجیے۔ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ اور جب تم نے اسے سنا تو کیوں نہ کہا کہ ہمیں یہ مناسب نہیں کہ اس کے متعلق باتیں کریں (اے اللہ) تیری ذات پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے " (۲۴۔ آیت ۱۶) دوستو! کسی عورت پر زنا کا الزام لگانے سے تو ہرگز یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اس کا خاوند نہیں۔

(۵) إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ۝ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ " مسیح عیسٰیؑ ابن مریمؑ صرف اللہ کا رسول ہے اور اس کی پیشگوئی ہے جو اس نے مریمؑ کی طرف القا کی اور اس کی طرف سے روح ہے " (۴۔ آیت ۱۷۱)

مذکورہ بالا آیت کے الفاظ کَلِمَتُهُ اور رُوحٌ مِّنْهُ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت عیسٰیؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے قطعاً غلط ہے کیونکہ اللہ کے کلمات کی تو کوئی حد ہی نہیں اور ہر انسان میں اللہ ہی روح ڈالتا ہے تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہوگا کہ تمام لوگ بلا باپ کے پیدا ہوتے ہیں۔ ذیل کی آیات پر غور کیجیے:-

(الف) فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ

لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ "سو اللہ پر ایمان لاؤ اس کے رسول نبی اُمی پر جو اللہ اور اس کے کلموں پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ" (پ ۹ - آیت ۱۵۸)

(ب) قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ "کہہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں گو ہم اسی جیسا اور اس کی مدد کو لائیں" (پ ۱۶ - آیت ۱۰۹)

(ج) وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ "اور اگر جو درخت زمین میں ہیں سب قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو اس کے بعد سات سمندر اور ہوں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں اللہ غالب حکمت والا ہے" (پ ۲۱) چونکہ تمام مخلوقات کو کُن فیکون کا کلمہ کہنے سے ہی پیدا کیا جاتا ہے اسی لئے ان کو اللہ کے کلمات کہا گیا ہے صرف اکیلے حضرت عیسیٰ ہی کلمہ نہیں۔

(د) وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ "اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر اس کی نسل ایک نچوڑ سے ٹھہرائی (جو) کمزور پانی میں آجاتا ہے پھر اُسے ٹھیک بنایا اور اپنی روح اس میں پھونکی اور تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے بہت ہی کم تم شکر کرتے ہو" (پ ۲۱ - آیت ۸ و ۹)

(ھ) فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ "سو جب میں اُسے تکمیل کو پہنچاؤں اور اپنی روح اس میں پھونکوں تو تم نے اس کے لئے فرمانبرداری کرتے ہوئے گر پڑنا" (پ ۱۵ - آیت ۲۹)

دراصل روح منہ کے الفاظ کہہ کر ایک طرف تو یہودیوں کو یہ بتلایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ ناجائز طور پر پیدا نہیں ہوئے گویا حضرت مریمؑ پر زنا کا الزام لگانے کی تردید کی گئی اور دوسری طرف عیسائیوں کو یہ بتلایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ میں بھی خدا نے ہی روح ڈالی تھی لہٰذا وہ خدا یا خدا

کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہر انسان میں خدا ہی روح ڈالتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ اب ایسے فلسفہ کو جس سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی جڑ کٹ جاتی ہے چھوڑ کر یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت عیسےٰ بلا باپ کے پیدا ہو گئے تھے کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اس سے عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کی بجائے تائید ہو جاتی ہے۔

(۶) قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا "حضرت مریم نے کہا میرے لڑکا کس طرح ہو گا حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوا نہیں اور نہ میں بدکار ہوں" (۱۹/۲۰)

یہی وہ معرکتہ الآرا آیت ہے جس سے اکثر اہل اسلام یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت مریمؑ لڑکے کی خوشخبری پانے کے بعد بھی تمام عمر کنواری رہیں اب یہ نتیجہ ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ حضرت زکریاؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے جو کہ اُنہوں نے بیٹے کی خوشخبری پانے پر کہے۔ یہ نتیجہ نکالنا اُن کی زوجہ محترمہ تمام عمر بانجھ رہیں چونکہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش میں ایک گہرا تعلق ہے یہی وجہ ہے کہ دونوں کی پیدائش کا ذکر بھی قرآن پاک میں ایک ساتھ آتا ہے اس لئے یہ زیادہ مناسب ہو گا۔ کہ ناظرین کی سہولت کے لئے ذیل میں دونوں کی پیدائش کا مقابلہ کیا جائے تاکہ آپ صاحبان کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

| بشارت اور ولادت حضرت یحییٰ علیہ السلام | بشارت اور ولادت حضرت مسیح علیہ السلام |
|---|---|
| یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اِسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکَ ۚ قَالَ رَبُّکَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا ۝ ........ یٰیَحْیٰی | قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا ۝ قَالَ کَذٰلِکِ ۚ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ ۝ ........ فَحَمَلَتْہُ فَانْتَبَذَتْ بِہٖ مَکَانًا قَصِیًّا ۝ فَاَجَآءَھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ ۚ قَالَتْ |

خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ" اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہے ہم نے اس کا کوئی نظیر پہلے نہیں بنایا کہا میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں کہا ایسا ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا ہے یہ مجھ پر آسان ہے اور پہلے میں نے تجھے پیدا کیا اور تو کچھ چیز نہ تھا۔ ........ اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ۔" (۱۹۔ آیت ۷ تا ۱۲)

یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا" اس نے کہا میں صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں (حضرت مریم نے) کہا میرے لڑکا کیسے ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی انسان نے چھوا نہیں اور نہ میں بدکار ہوں اس نے کہا ایسا ہی ہوگا تیرا رب کہتا ہے یہ مجھ پر آسان ہے ........... پھر مریم نے اُسے حمل میں لیا اور اس کے ساتھ الگ ہوکر دُور چلی گئی پھر دردِ زہ اُسے کھجور کے تنے کی طرف لے آیا کہنے لگی اے کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہوتی" (۱۹۔ آیت ۹ تا ۱۴)

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے دو اعتراض کئے کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بہت بوڑھا ہوں اسی طرح سے جب حضرت مریم کو بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے بھی دو اعتراض کئے کہ نہ تو مجھے خاوند نے چھوا اور نہ میں بدکار ہوں اعتراضوں کے جواب میں یہی کہا گیا کہ یہ اللہ پر آسان ہے یعنی بیٹوں کے پیدا ہونے کے متعلق جو رکاوٹیں ہیں اُن کا ہٹا دینا آسان ہے۔

غور کیجئے کہ جب بیمار عورت کے لئے ڈاکٹر اور کنواری عورت کے لئے خاوند کا مہیا کر دینا کوئی مشکل امر نہیں تو پھر اس بات کے کہنے کی کوئی حاجت نہیں رہتی کہ دونوں کو خدا کی قدرت سے حمل ہٹا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ کذٰلک "ایسا ہی ہوگا" جو کہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسٰی دونوں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں میں بھی یہی اشارہ پایا جاتا ہے کہ لڑکے اسی طریقہ سے پیدا ہوں گے۔ جیسا کہ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں تاکہ اللہ کے قانون لاتبدیل سنت اللہ پر کسی کو

کوئی اعتراض کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

بلاشبہ بیٹوں کی خوشخبری دیئے جانے پر ایک عورت تو بانجھ تھی اور دوسری کنواری۔ نہ تو بانجھ کے بیٹا پیدا ہو سکتا ہے اور نہ کنواری کے گویا بانجھ پن اور کنوارپن بیٹا پیدا ہونے کی رکاوٹیں تھیں چنانچہ جب تک یہ رکاوٹیں رہیں کسی کے ہاں بیٹا پیدا نہ ہوا حالانکہ بانجھ عورت کا خاوند بھی موجود تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ دونوں عورتیں بیٹوں کو خوشخبری پانے کے بعد بھی بانجھ اور کنواری رہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خوشخبری کے بعد بیٹوں کا پیدا ہونا ہی ثابت کرتا ہے کہ بانجھ پن اور کنوارپن ہٹ گیا۔ بانجھ پن ہٹنے کے متعلق اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ " سو ہم نے اُس (زکریا) کی دعا قبول کی اور اُسے یحییٰ دیا۔ اور اُس کی عورت کو اس کے لئے اچھا کر دیا" (۲۱ - آیت ۹۰) چونکہ بانجھ پن ایک بیماری تھی جس کا علاج کیا گیا اور اللہ نے شفا دی یہی وجہ ہے کہ اچھا کرنے کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا ۔ در حقیقت ہر بیمار کو شفا اللہ ہی دیتا ہے ۔ مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ بیماری کا علاج نہیں کیا گیا ۔ "اللہ نے تو کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کے لئے شفا بھی پیدا کی ہے"۔ (بخاری)

اس کے بالمقابل حضرت مریمؑ کا کنوارپن کوئی بیماری نہ تھی جو خدا کو یہ کہنے کی ضرورت پڑتی کہ ہم نے اس کا کنوارپن ہٹا دیا۔ البتہ کنوارپن کا علاج خاوند ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے لئے فَحَمَلَتْهُ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں یعنی حضرت مریمؑ نے حضرت عیسےٰؑ کو حمل میں لیا حمل میں لینا ہی ثابت کرتا ہے کہ کنوارپن جاتا رہا اور کنوارپن ہمیشہ مرد کے ہی ذریعے جاتا ہے جس کی تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کر دی۔ کہ حضرت مریمؑ کو اُسی طریق پر حمل ہوا جس طرح دوسری عورتوں کو ہوا کرتا ہے اگر اللہ نے اپنی قدرت سے انہیں حاملہ کر دیا تھا تو پھر ایسے فعل کی نسبت کو اپنی طرف کیوں منسوب نہ کیا۔ کیا (نعوذ باللہ) اللہ کو بھی کسی کا ڈر تھا؟ حالانکہ وہ قادر مطلق جو کام اپنی قدرت سے کرتا ہے اُن تمام کاموں کے کرنے کی نسبت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔

در حقیقت حَمَلَتْهُ کے معنی مرد سے ہی حمل لینے کے ہوتے ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے

(۱) اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ " اللہ جانتا ہے جو ہر ایک مادہ حمل میں لیتی ہے اور جسے رحم گھٹاتے ہیں اور جسے وہ بڑھاتے ہیں" (۱۳-۸)

(۲) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ " اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے حق میں تاکیدی حکم دیا ہے اس کی ماں ضعف پر ضعف کی حالت میں اُسے اٹھاتی ہے" (۳۱-آیت ۱۴)

(۳) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا " ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیکی کا حکم دیا ہے اس کی ماں نے اُسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور اُسے تکلیف سے جنا" (۴۶-آیت ۱۵)

آیت نمبر (۱) میں باوجود خاوند کا قرینہ نہ ہونے کے پھر بھی یہی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تمام عورتیں اپنے مردوں سے ہی حمل لیتی ہیں تو پھر حضرت مریم کے حق میں بھی اسی استدلال کو کیوں نہ سچا مانا جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بعض عورتیں ناجائز طور پر بھی حمل لے لیتی ہیں مگر پھر بھی مرد کے بغیر تو حمل نہ ہوا۔ مگر حضرت مریم کی شان میں ہرگز ایسا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہودیوں کا اُن پر یہی الزام تھا۔ جس کی تردید اللہ نے کردی۔ چنانچہ اُنہیں صدیقہ کے خطاب سے پکارا گیا۔ وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ " اور اس کی ماں صدیقہ تھی" (۵-آیت ۷۵) اگر یہ کہا جائے کہ تمام عورتیں خدا کی قدرت سے حمل لیتی ہیں تو کیا پھر اس سے یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ ایسی عورتوں کے خاوند نہیں ہوتے یا اُنہیں بغیر مرد کے چھونے کے ہی حمل ہو جاتا ہے؟

حضرت عیسےٰ کی پیدائش کے وقت اُن کی والدہ مکرمہ کو دردِ زِہ کا ہونا اور ایسی تکلیف اور سفر کی حالت میں اُن کو یہ حکم دینا وَھُزِّیْٓ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا " اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ پکی کھجوریں جھڑ پڑیں گی" (۱۹ آیت ۲۵) صاف ثابت کرتا ہے کہ یہ حمل خدا کی قدرت سے نہ تھا۔ کیونکہ اگر اس حمل میں کچھ بھی غیر معمولی طور پر قدرت کا ہاتھ ہوتا تو پھر ضرور حضرت مریم کو دردِ زِہ سے بچایا جاتا اور ہوا یا فرشتوں کے ذریعے اُن پر

پکی کھجوریں درخت سے گرادی جائیں جب حمل کا کرنا خدا کی قدرت میں تھا تو کیا ان دونوں باتوں کا کرنا اس کی قدرت سے باہر تھا۔ ایک عورت کو حاملہ کر دینا مگر دردِ زہ کے وقت اس کی کوئی مدد نہ کرنا ہرگز مقتضائے عقل نہیں حالانکہ ایک معمولی انسان بھی جب عورت کو حاملہ کرتا ہے تو دردِ زہ کے وقت اس کی ہر طرح سے خبر گیری کرتا ہے دراصل بات یہ ہے کہ جیسے دردِ زہ اور کھجوریں گرانے کے متعلق اللہ کا قانون نہیں بدلا گیا اسی طرح سے حمل کے متعلق بھی۔ مگر یہ نکتہ اکثر مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہے اگر حضرت عیسےٰؑ بغیر حمل اور دردِ زہ کے ہونے کے ہی پیدا ہو جاتے تو اس صورت میں اُن کی ولادت ایک معجزہ ہی سمجھی جاتی۔ ورنہ ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں دردِ زہ کے ہونے میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا کہ حضرت عیسےٰؑ گناہگاروں کے نجات دہندہ نہ تھے کیونکہ جب وہ اپنی ماں کو ہی اس تکلیف سے نہ بچا سکے تو پھر دوسرے لوگوں کو گناہوں کی سزا سے کیونکر بچا سکتے ہیں۔ حالانکہ دردِ زہ کا ہونا بھی گناہ کی سزا ہے۔ جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں کہ آدم کے گناہ کی وجہ سے عورت کو یہ سزا ملی تھی کہ" درد سے تو لڑکے جنے گی" (پیدائش ۳۔ آیت ۱۶) مگر افسوس حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش سے بھی حضرت آدم کے گناہ کا ازالہ نہ ہو سکا۔ اور ہوتا بھی کیونکر جبکہ اُن کی اور دوسرے لوگوں کی پیدائش میں کوئی فرق ہی نہ تھا۔

اگر یہ کہا جائے کہ ان آیات میں حضرت مریمؑ کی شادی کا کوئی ذکر نہیں تو پھر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ اُن کی شادی نہیں ہوئی اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ مذکورہ بالا مقابلہ میں حضرت یحییٰؑ کے متعلق یہ ذکر نہیں کیا گیا۔ کہ اُن کی والدہ مکرمہ نے اُن کو حمل میں لیا اور جنا تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر حمل میں لینے اور جننے کے ہی پیدا ہو گئے تھے؟ جو جواب اس کے متعلق دیا جائے وہی حضرت مریمؑ کی شادی کا ذکر نہ کرنے کے متعلق سمجھ لیا جائے۔ حضرات! آج ایک لڑکی کنواری ہے تو کل اس کی شادی ہو جاتی ہے شادی ہونے میں تو کوئی دیر نہیں لگتی صرف پانچ منٹ کا کام ہوتا ہے چنانچہ حضرت مریمؑ کا قول بھی یہی ہے کہ" مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا" گویا گذشتہ زمانہ میں نہ چھوئے جانے کی نفی کی گئی ہے مگر اس کے یہ

معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ آئندہ بھی اُن کی شادی نہیں ہوئی اور نہ رخصتانہ ہوا۔ اور نہ کسی مرد نے اُن کو چھوا۔ اسی طرح سے اگر کسی عورت کو بغیر خاوند کے چھونے کے ہی طلاق دی جائے اور بعد ازاں اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ بغیر مرد کے چھونے کے ہی بچہ پیدا ہو گیا ذیل کی آیات لاحظہ کیجیے۔

(۱) لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ "تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دے دو جب کہ تم نے ابھی اُن کو چھوا نہ ہو" (۲۔آیت ۲۳۶)

(۲) إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا "جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ پھر تم اُنہیں طلاق دے دو قبل اس کے کہ تم اُنہیں چھوؤ تو تمہارے لیے اُن پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔ (۳۳۔آیت ۴۹) اگر بعض عورتوں کو بغیر مرد کے چھونے کے ہی حمل ہو جاتا تھا تو پھر اُنہیں ان احکام سے ضرور مستثنیٰ قرار دینا چاہیے تھا۔

(۳) قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا "اس نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ تیرا رب کہتا ہے یہ مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اُسے لوگوں کے لیے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ امر فیصلہ شدہ ہے۔" (۱۹۔آیت ۲۱)

مذکورہ بالا آیت کے ان الفاظ "یہ مجھ پر آسان ہے" سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اللہ پر حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرنا آسان تھا حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ کہیں نہیں فرمایا کہ کسی شخص کو بغیر باپ کے پیدا کر دینا مجھ پر آسان ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ دنیا میں رائج شدہ طریقہ پر پیدا کر دینا آسان ہے ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے۔

(۱) أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ "کیا وہ غور نہیں کرتے کس طرح اللہ پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے دہراتا ہے۔ یہ اللہ پر آسان ہے" (۲۹۔آیت ۱۹)

(ب) وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ "اور وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے لوٹاتا رہتا ہے اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔" (۳۰۔ آیت ۲۷)

دراصل اللہ کے نزدیک حضرت مریمؑ کے لئے خاوند کا مہیا کر دینا ہی آسان تھا۔ نہ کہ بغیر باپ کے پیدا کر کے اپنے قانون کو توڑنا کیونکہ اگر اللہ خود ہی اپنے قانون کو توڑ دے تو پھر اس کا اپنے بندوں کو یہ نصیحت کرنا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں اللہ کے نزدیک یہ سخت بیزاری کی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔" (۶۱۔ آیت ۲ و ۳) اس کی شان کے شایان نہیں۔ خدا جانے اس آیت کے ایسے معنی کیوں کئے جاتے ہیں؟ جس سے ایک تو اللہ کے قانون پر زد پڑے اور دوسرے عیسائیوں کو رسول اللہ صلعم کی فضیلت پر نکتہ چینی کرنے اور اپنے باطل عقائد کو تقویت پہنچانے کا موقع مل جائے۔

اسی آیت کے ان الفاظ "تاکہ ہم اُسے لوگوں کے لئے نشان اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں" سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے قطعاً غلط ہے کیونکہ اللہ نے ہر ایک انسان کو اپنا نشان قرار دیا ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝ "اور اس کے نشانوں میں سے ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا جاتا ہے پھر دیکھو تم انسان بن کر پھیل جاتے ہو۔" (۳۰۔ آیت ۲۰) کیا اب اس آیت کا یہ مطلب ہوگا کہ تمام انسان بغیر باپ کے پیدا ہوتے ہیں؟ نہ صرف انسانوں کو بلکہ اونٹنی وغیرہ کو بھی نشان قرار دیا گیا ہے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں۔

(ا) لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝ "بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں میں پوچھنے والوں کے لئے نشان ہیں۔" (۱۲۔ آیت ۷)

(ب) قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً۔

"یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آچکی یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشان ہے" ( ۷ ۔ آیت ۷۳ )

(ج) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ "اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا" ( ۱۷ ۔ آیت ۱۲ ) حالانکہ دن رات معمولی طور پر آتے جاتے ہیں۔ حقیقتاً حضرت عیسےٰؑ اس بات کا نشان نہ تھے۔ کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے بلکہ اس بات کا نشان تھے کہ قوم بنی اسرائیل میں اُن کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ گویا وہ اپنی قوم کے لئے آخری نبی تھے جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے آخری نبی ہیں۔ علاوہ ازیں نشان کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ نبی ہوں گے۔ چنانچہ ہر نبی لوگوں کے لئے نہ صرف نشان بلکہ رحمت ہوتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرتؐ رحمت ہیں۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ؁ "اور ہم نے تجھے تمام قوموں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے" ( ۲۱ ۔ آیت ۱۰۷ )

اسی طرح سے مذکورہ بالا آیت کے ان الفاظ "اور یہ امر فیصلہ شدہ ہے" سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت عیسیٰؑ بلا باپ کے پیدا ہوئے بالکل غلط ہے کیونکہ ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ لڑکا ضرور ہوگا اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں دراصل امراً مقضیاً کے یہ معنی ہیں کہ لڑکا پیدا ہونے کے اسباب مہیا ہو چکے ہیں۔ اور تمام لوگ اسباب کے ماتحت ہی پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ کن فیکون کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔

(۸) فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ؁ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ؁ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ؕ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا ؁ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِىَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِىْ نَبِيًّا ؁ وَّجَعَلَنِىْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ؁ "پھر اسے سوار کئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی اُنہوں نے کہا اے مریم تو ایک عجیب چیز لائی ہے اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار

تھی تو اس نے اس کی طرف اشارہ کیا اُنہوں نے کہا ہم کس طرح اس سے کلام کریں جو ابھی کل، جھولے میں لڑکا تھا۔ عیسےٰ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔ اور مجھے برکت والا بنایا جہاں کہیں میں رہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں "۔ (۱۹-آیت ۲۷ تا ۳۱)

(ا) مذکورہ بالا آیات سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ حضرت عیسٰےؑ کے پیدا ہونے پر اُن کو اپنی گود میں اُٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائی تو اس کی قوم نے یہ اعتراض کیا کہ اے مریم تیرا باپ، بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی تو تم نے نا جائز طور پر یہ بیٹا کیسے جن دیا۔ اس پر ماں نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر حضرت عیسےٰؑ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔

اب اس نتیجہ پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ماں جانتی تھی کہ اُس نے حمل کیسے لیا لہٰذا جواب دینا ماں کا فرض تھا نہ کہ لڑکے کا۔ اگر یہ کہا جائے کہ لڑکے نے جواب دیا تو اس آیت کے خلاف ہے۔ وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا " اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا تم کچھ بھی نہ جانتے تھے "۔ (۱۶-آیت ۷۸) اگر بفرض محال اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ لڑکے کا جواب دینا معجزہ تھا تو پھر بھی لڑکے نے نہ تو اپنی پیدائش کے متعلق کچھ کہا اور نہ اپنی ماں کو یہودیوں کے الزام سے بری کیا بلکہ یہ کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔ اب یہودیوں کے اعتراض اور حضرت عیسٰیؑ کے جواب کا آپس میں کوئی ربط نہیں ہو سکتا گویا اس پر یہ مثال صادق آتی ہے " سوال از آسمان جواب از زمین "۔ واللہ کیا خوب ہی معجزہ ہے۔ اس پر اور کیا کہا جائے سوائے اس کے کہ یہ قلت تدبّر کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سوال اور جواب میں مطابقت کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی

(ب) ایک طرف تو مذکورہ بالا آیت کی رُو سے یہ کہنا کہ حضرت عیسٰےؑ کو پیدا ہوتے ہی کتاب

اور نبوت مل گئی تھی۔ اور دوسری طرف اس آیت، مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ۔ " تو نہ جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان " (۴۲۔ آیت ۵۲) کی رُو سے یہ کہنا کہ حضرت محمد رسول اللہؐ کو چالیس سال تک کتاب اور ایمان کا علم نہ ہو سکا۔ صریحاً حضرت عیسٰیؑ کو خود ہی فضیلت دینا ہے جس سے عیسائی مسلمانوں پر یہ حجت قائم کرتے ہیں کہ اصل نبوت تو حضرت عیسٰیؑ کی تھی جنہوں نے پیدا ہوتے ہی کہا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں اور حضرت محمدؐ کی نبوت (نعوذ باللہ) خدا کی طرف سے نہ تھی۔ بلکہ دنیاوی تجربات کی بنا پر تھی کہ چالیس سال کے اونچ نیچ دیکھنے کے بعد کہا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں حالانکہ حضرت عیسٰیؑ کے جواب سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت وہ بڑی عمر کے تھے کیونکہ دودھ پیتے بچے کو نبوت اور کتاب کا دینا ایک بے معنی بات ہے اس طرح سے اُسے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دینا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ خدا جانے حکمت والے قرآن مجید کی ان آیات کے ایسے معنی کیوں کئے جاتے ہیں؟ جن سے اہل اسلام اپنے مذہبی دلائل کو تو کوئی تقویت نہیں دیتے بلکہ عیسائیوں کو اپنے باطل عقاید کے مضبوط کرنے اور رسول اللہؐ کی نبوت اور رسالت پر خواہ مخواہ کی نکتہ چینی کرنے کا موقع دیتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ ایسی قرآن دانی پر بڑا فخر کرتے ہیں۔ ایسے حضرات اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جب قرآن کریم کے الفاظ کے کئی معنی ہو سکتے ہیں تو پھر وہ معنی کیوں کئے جائیں جو کہ عیسائیوں کے باطل عقائد کو تقویت دینے کا موجب ہوں۔ کیا کلام ربانی اسی واسطے نازل کیا گیا تھا؟

(ج) دراصل بات یہ ہے کہ حضرت مریمؑ حضرت عیسٰیؑ کو کچھ عرصہ اپنے رشتہ داروں کے پاس رہنے کے بعد گدھے پر سوار کر کے اپنی قوم کے پاس لائی تحملہ کے معنی جانور پر سوار کرنے کے ہوتے ہیں اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ " اور نہ اُن پر (الزام ہے) کہ جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو اُنہیں سواری دے تو نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا جس پر تمہیں سوار کروں " (۹/۹۲)

اس کے بعد حضرت عیسٰیؑ نے بڑے ہوکر نبوت کا دعوےٰ کیا اور یہودیوں کے مذہب کی اصلاح کرنا شروع کی جو کہ اُن کو بُری لگی اس پر انہوں نے اس کی ماں سے کہا کہ اے مریم تیرا باپ بُرا نہ تھا۔ اور نہ تیری ماں بدکار تھی مگر یہ لڑکا کیسا عجیب ہے کہ افترا کر کے ہمارے مذہب کو خراب کر رہا ہے۔ اس پر اُن کی والدہ مکرمہ نے کہا کہ اسی سے پوچھو اس پر بڑے بوڑھوں نے کہا کہ کل تو ہمارے سامنے یہ لڑکا تھا "کان" کے معنی "تھا" کے ہوتے ہیں جیسا کہ کلام الٰہی شاہد ہے: وکان من الکٰفرین "اور وہ کافروں میں سے تھا" (۲۔ آیت ۳۴) یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ "اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی نہ تھا" (۱۹۔ آیت ۲۸) اس پر حضرت عیسٰیؑ نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا اس لئے تمہارے مذہب کی اصلاح کر رہا ہوں۔ بلاشبہ یہ اعتراض اُن کی نبوت پر تھا جس کے ساتھ جواب بھی مطابقت رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ ماں نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ اس سوال کے جواب کا تعلق اُن سے نہ تھا مگر اس نکتہ پہ صرف عقلمند ہی غور کر سکیں گے۔ علاوہ ازیں انجیل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعتراض اُن کی نبوت پہ تھا گویا قرآن مجید اور مقدس بائیبل دونوں اس معاملہ میں متفق ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے

"جب یسوع تمثیلیں ختم کر چکا تو ایسا ہوا کہ وہاں سے روانہ ہو گیا اور اپنے وطن میں آکر اُن کے عبادت خانہ میں اُن کو ایسی تعلیم دینے لگا کہ وہ حیران ہو کر کہنے لگے اس میں یہ حکمت اور معجزے کہاں سے آئے اور انہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی مگر یسوع نے اُن سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور اپنے گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا اور اس نے ان کی بے اعتقادی کے سبب سے وہاں بہت سے معجزے نہ دکھائے۔ انجیل متی (۱۳۔ آیت ۵۳ و ۵۴ اور ۵۷ تا ۵۸)

(ھ) اگر حضرت مریمؑ نے (نعوذ باللہ) ناجائز طور پر حضرت عیسٰیؑ کو جنا تھا جیسا کہ یہودیوں کے مذکورہ بالا قول سے نتیجہ نکالا جاتا ہے تو پھر اللہ نے صاف طور پر اس کی تردید کر دی کہ یہ یہودیوں کا بہتان تھا جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ "اور اُن کے مریمؑ پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے" (۴۔ آیت ۱۵۶) تو اب صرف ایک ہی بات

رہ جاتی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ جائز طور پر پیدا ہوئے یعنی خاوند کے ذریعے اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ اگر کسی عورت کے حمل پر یہ شبہ ہو جائے کہ وہ ناجائز طور پر ایا گیا ہے۔ مگر بعد ازاں تحقیقات سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ جائز تھا تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اس عورت کا خاوند نہیں یا اُسے بغیر مرد کے چھونے کے ہی حمل ہو گیا؟ بفرض محال اگر حضرت مریمؑ نے بغیر خاوند کے ہی لڑکا جن دیا تھا تو پھر اُس وقت بچہ کو اپنی قوم کے پاس لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ شرمساری اور ندامت کی وجہ سے اُسے کسی اور جگہ لے جانا چاہئے تھا۔

حضرات! اللہ تبارک تعالےٰ کی شان تو اس سے بلند اور پاک ہے کہ حضرت مریمؑ کنواری کو اپنی قدرت سے حمل کر کے اُس کی بدنامی اور رسوائی کا باعث ہو اور یہودیوں کو اُن پر بہتان لگانے کا موقع بھی دیدے جس میں وہ حق بجانب تھے کیونکہ اُنہیں تو خدا کی طرف سے کوئی وحی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل کیا گیا ہے۔ دوستو کنواری عورت کو کبھی حمل نہیں ہوتا کیونکہ یہ نہ صرف خدا کی قولی بلکہ فعلی کتاب کے بھی خلاف ہے۔ اسی طرح سے نہ صرف عقل بلکہ فطرت کے بھی خلاف ہے۔ خدا را دنیا کے حالات پر غور کیجئے۔ اور دیکھئے کہ عورتوں کو حمل کس طریق سے ہوتے ہیں۔ اور اگر اس سے بھی نہ سمجھ سکیں تو پھر بطور تجربہ چند عورتوں کو مردوں سے الگ کر کے کسی مکان میں بند کر کے دیکھ لیں کہ اُن میں سے کسی کو بغیر مرد کے چھونے کے بھی حمل ہو سکتا ہے اگر مشاہدہ اس کے خلاف ہو تو پھر سمجھ لیجئے کہ حضرت مریمؑ کو بھی بغیر مرد کے چھونے کے حمل نہیں ہوُا اس کا فیصلہ اس طریقہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان مل کر یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ حضرت عیسےٰؑ کو آسمان سے اس وقت بھیجدے۔ تاکہ حیاتِ مسیحؑ کی صداقت ثابت ہو جائے اگر اس کا یہ جواب دیا جائے کہ اللہ اپنے مقرر کردہ وقت کے خلاف نہیں کرتا۔ تو پھر سمجھ لیجئے کہ اللہ اپنے مقرر کردہ قانون کے خلاف بھی نہیں کرتا لہذا حضرت مریمؑ کو حمل خاوند کے ذریعے ہوا اور حضرت عیسےٰؑ کی ولادت بھی نطفے سے ہی ہوئی۔

(۹) وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ اور اپنی ماں سے نیکی کرنے والا

رہوں) اور اُس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا" (۱۹۔ آیت ۳۲)

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا باپ نہ تھا۔ اور اس کے ثبوت میں یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا "اور یحییٰؑ اپنے ماں باپ سے نیکی کرنے والا تھا اور سرکش نافرمان نہیں تھا" (۱۹۔ آیت ۱۴) اگر غور کر کے دیکھا جائے تو ان دونوں میں بڑا فرق ہے اس لئے یہ نتیجہ غلط ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کے متعلق خدا خود کہتا ہے جو کہ کسی اعتراض کے جواب میں نہیں کہا گیا۔ مگر حضرت عیسیٰؑ کا اپنا ہی قول ہے اور یہ اُس وقت کا ہے جب کہ وہ نبی ہو چکے تھے اور اُن کا باپ فوت ہو چکا تھا اور ماں زندہ تھی یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے اُن کی ماں سے جو اعتراض کیا تھا وہ یہ سمجھ کر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ اپنی ماں کے فرمانبردار نہیں ہیں۔ لہذا اس کے جواب میں اُنہیں یہ بھی کہنا پڑا کہ میں اپنی ماں کا تابعدار رہوں باپ کا ذکر نہ کرنے سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ اُن کا باپ نہ تھا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا ذکر کئی دفعہ قرآن پاک میں آتا ہے مگر باپ کا بالکل نہیں تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اُن کا باپ نہ تھا۔ ان آیات پر غور کیجئے (۱) وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ "اور موسیٰ کی ماں کو ہم نے وحی کی" (۲۸۔ آیت ۷) (۲) فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ "سو ہم نے تجھے (موسیٰؑ) تیری ماں کی طرف لوٹایا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کرے" (۲۰۔ آیت ۴۰) کیا باپ کی آنکھ نہ تھی جو ٹھنڈی رہتی؟ (۳) وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا "اور موسیٰ کی ماں کا دل خالی ہو گیا" (۲۸۔ آیت ۱۰) کیا باپ کا دل نہ تھا؟

علاوہ ازیں قرآن مجید میں کئی ایسے رسولوں کے نام ہیں جن کے ماں باپ کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ وہ بغیر والدین کے پیدا ہوئے تھے۔ (۱) حضرت نوحؑ (۲) حضرت داؤدؑ (۳) حضرت ایوبؑ (۴) حضرت زکریاؑ۔ (۵) حضرت الیاسؑ۔ (۶) حضرت الیسعؑ (۷) حضرت یونسؑ۔ (۸) حضرت لوطؑ (۶۔ آیت ۸۵ تا ۸۸) (۹) حضرت ادریسؑ (۱۰) حضرت ذوالکفلؑ (۱۱) حضرت ذوالنونؑ (۲۱۔ آیت ۸۵ و ۸۷) (۱۲) حضرت محمد رسول اللہؐ (۴۸۔ آیت ۲۹) اُن

رسولوں کے نام جن کے باپ کا تو ذکر ہے مگر ماں کا نہیں۔ تو کیا اب اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ بغیر ماں کے ہی پیدا ہوئے تھے۔ (۱) حضرت ابراہیمؑ۔ (۲) حضرت سلیمانؑ (۳) حضرت یعقوبؑ (۶۔ آیت ۸۵) اُن رسولوں کے نام جن کی ماں کا ذکر تو ہے مگر باپ کا نہیں تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر باپ کے ہی پیدا ہوئے تھے ؟ (۱) حضرت موسیٰؑ۔ (۲) حضرت ہارونؑ

(۱۰) ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ○ یہ مریم کا بیٹا عیسےٰ ہے یہ سچائی کی بات ہے جس میں وہ جھگڑتے ہیں۔ (۱۹۔ آیت ۳۴)

ا۔ اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ چونکہ حضرت عیسےٰؑ کو مریم کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا ہے لہذا اُن کا باپ نہ تھا۔ اب یہ استدلال قطعاً غلط ہے کیونکہ اولاد ماں باپ دونوں کی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن پاک شاہد ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالو" (۱۷۔ آیت ۳۱) وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ " اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی" (۶۰۔ آیت ۱۲) البتہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ اگر ماں زیادہ مشہور ہو تو بیٹا اُس کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے چونکہ حضرت مریمؑ بیت المقدس میں تدرسانی ہوئی تھیں اور خدا کی عبادت تقوےٰ۔ پرہیزگاری کے سبب اور لوگوں سے نیک سلوک کرنے کی وجہ سے زیادہ مشہور ہو گئی تھیں مگر اُن کا خاوند ایک معمولی بڑھئی تھا جو کہ زیادہ مشہور نہ تھا۔ لہذا حضرت عیسےٰؑ مریمؑ کے بیٹے کہہ کر پکارے گئے۔ جیسا کہ حضرت موسےٰؑ کو ماں کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا اِن آیات کو ملاحظہ کیجیے۔ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ط قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ " اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اس کو اپنی طرف کھینچا اُس نے کہا ماں کے بیٹے قوم نے مجھے کمزور سمجھا" (۷۔ آیت ۱۵۰) قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑ" (۲۰۔ آیت ۹۴) نہ صرف حضرت موسےٰؑ کو بلکہ حضرت علی علیہ السلام کو بھی ماں کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا اس حدیث پر غور کیجیے۔ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ عَلِيٌّ

اِنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلاً اَجَرْتُهٗ فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ "(اُم ہانیؓ نے کہا) یا رسول اللہؐ کہتا ہے میری ماں کا بیٹا جو علی ہے یہ کہ قتل کرنے والا ہے جس کو پناہ دی ہیں نے جو فلانا بیٹا ہبیرہ کا ہے" (بخاری و مسلم) خود رسول اللہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر جب ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے رعب کی وجہ سے ڈر رہا تھا یہ فرمایا کہ مجھ سے مت ڈرو میں اُس ماں کا بیٹا ہوں جو کھانا کھایا کرتی تھیں گویا اُس کھانے کا نام لیا جیسے عام طور پر عرب میں عورتیں کھاتی تھیں۔

۲۔ دراصل ماں کا بیٹا کہہ کر پکارنا عرب کا محاورہ تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کو بھی مریمؑ کا بیٹا کہا گیا کیونکہ قرآن پاک اُسی محاورہ میں نازل ہوا تھا۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے۔ کہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ جناب رسالتمآب صلعم کی صاحبزادی ہونے کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ مشہور تھیں لہذا اُن کا خاندان بنی فاطمہؓ کے نام سے ہی مشہور ہو گیا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کو ہمیشہ ملکہ وکٹوریا کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا تھا کیونکہ اُن کا باپ زیادہ مشہور نہ تھا اسی طرح سے نواب صاحب بہادر والئے بھوپال کو جناب بیگم صاحبہ بھوپال کا صاحبزادہ ہی کہہ کہ پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کا باپ اتنا مشہور نہ تھا۔ جتنی کہ والدہ مکرمہ۔

۳۔ اب عیسےٰؑ ابن مریمؑ کے الفاظ سے صرف یہ حکمت بیان کرنا کہ اُن کا باپ نہ تھا بالکل ایک سطحی مطلب ہے جو کہ نہ صرف سنت اللہ۔ فطرت اور عقل کے خلاف ہے بلکہ اس سے نہ تو اشاعت اسلام کو کوئی تقویت پہنچتی ہے اور نہ عیسائیوں کے باطل عقائد پر کوئی زد پڑتی ہے حقیقتاً ان الفاظ میں بہت سا فلسفہ بھرا ہوا ہے۔ جس سے عیسائیوں کے تمام باطل عقائد کی جڑ کٹ جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) حضرت عیسےٰؑ خدا نہیں کیونکہ خدا کبھی عورت سے پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ کہہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہیں جنا اس

نے اور نہ وہ جنا گیا ۔ اور اُس کا کوئی ہمسر نہیں" (۱۱۲-آیت ۱ تا ۴)

(ب) حضرت عیسٰیؑ خدا کے بیٹے نہیں کیونکہ جب اللہ کی بیوی نہیں تو بیٹا کہاں سے ہو۔ اس آیت پر غور کیجئے۔ بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰی یَکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَمۡ تَکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ؕ "آسمانوں اور زمین کا عجیب پیدا کرنے والا اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے اور اُس کی جورو نہیں۔" (۶-آیت ۱۰۲)

جب اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اُس کے ہاں بغیر بیوی کے بیٹا نہیں ہو سکتا تو پھر حضرت مریمؑ کے ہاں بغیر خاوند کے کیونکر بیٹا ہو سکتا ہے؟ جو بات اللہ کے لئے ناممکن ہے وہ حضرت مریمؑ کے لئے کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟ کہ بغیر جوڑے کے ہی بچہ جن دے۔

(ج) حضرت عیسٰیؑ گنہگاروں کے نجات دہندہ نہیں۔ کیونکہ وہ عورت سے پیدا ہوئے تھے اور مقدس بائیبل میں صاف لکھا ہے" جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ٹھہرے" (ایوب ۲۵ آیت ۴) گویا ابن مریم کہہ کر عیسائیوں کی توجہ اس طرف دلائی گئی۔ تاکہ وہ دوسرے نبیوں کو گناہ گار ٹھہرا کر حضرت عیسٰیؑ کو نجات دہندہ نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی عورت سے پیدا ہوئے تھے۔

(د) علاوہ ازیں عیسٰیؑ ابن مریمؑ کہہ کر اُن لوگوں کی بھی تردید کی گئی ہے۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت مریمؑ اپنی ماں کے شکم میں تھیں تو اُسی وقت اُن کے باپ کا نطفہ اُن کے رحم میں رہ گیا تھا جب وہ جوانی کو پہنچ گئیں تو پھر اُسی نطفہ سے حضرت عیسٰیؑ پیدا ہوئے اب اس طریقہ سے پیدا ہو جانے پر ماں اور بیٹے کا تعلق نہیں رہتا بلکہ بہن بھائی کا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دونوں کا باپ تو ایک ہی ہوا۔ دراصل یہ تمام مشکلات حضرت مریمؑ کا خاوند قرار نہ دینے سے ہی پڑتی ہیں۔ حالانکہ اُن کا خاوند قرار دینے میں کوئی عیب نہیں۔ اگر بُرائی ہے تو بتلایئے۔ غرضیکہ عیسٰیؑ ابن مریمؑ کہہ کر عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کی گئی ہے۔ جن سے اعلٰے درجہ کی حکمتیں ثابت ہوتی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ایسے گمراہ کن عقائد کی تردید نہ کی جائے جب کہ اللہ خود اُن کی تردید کرتا ہے۔ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنۡ یَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ ۙ سُبۡحٰنَہٗ ؕ اِذَا

قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ؕ " اللہ کو شایاں نہیں کہ وہ کوئی بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی امر کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اُسے کہتا ہے ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔" (۱۹۔ آیت ۳۵)

(۱۱) وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَنَفَخْنَا فِیْھَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰھَا وَابْنَھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ " اور وہ (حضرت مریمؑ) جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا سو ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو قوموں کے لئے نشان بنایا۔ (۲۱۔ آیت ۹۱)

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مریمؑ عمر بھر کنواری رہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا کے معنی خاوند کے ذریعے اپنی عصمت کو محفوظ کرنے کے ہوتے ہیں جیسا کہ محصنت خاوند والی عورتوں کو کہا جاتا ہے۔ "والمحصنت من النساء" اور تمام شادی شدہ عورتیں (۴۔ آیت ۲۴) اپنی عصمت کی حفاظت کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوتے کہ کوئی شخص جائز طور پر بھی شادی نہ کرے ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ؕ "مومن مردوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔" (۲۴۔ آیت ۳۰) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ " اور مومن عورتوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔" (۲۴۔ آیت ۳۱) وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ " اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں۔" (۳۳۔ آیت ۳۵)

کیا اب ان آیات کا یہ مطلب ہوگا کہ مرد اور عورت تمام عمر کنوارے رہ کر حفاظت کریں یا شادی کے بعد حفاظت نہ کریں؟ بلاشبہ نکاح کرنے کے معنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کے ہوتے ہیں گویا نکاح نہ کرنا اپنی عصمت کی حفاظت نہ کرنا ہے اس حدیث کو ملاحظہ کیجئے۔ عَنْ عَلْقَمَۃَ قَالَ بَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ مَعَ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَآءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗٓ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ " علقمہ سے روایت ہے کہ کسی وقت میں عبداللہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ تو کہا ہم رسول اللہ صلعم کے

ساتھ تھے تو فرمایا تم میں سے جو نکاح کر سکتا ہے تو اُسے نکاح کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ نظر کو جھکا رکھتا ہے اور شرمگاہ کے لئے حفاظت کا کام دیتا ہے۔" (بخاری کتاب الصوم) اگر عصمت کی حفاظت کنوارے رہنے سے ہی کی جاتی تو پھر رسول اللہ نکاح پر اتنا زور نہ دیتے۔

اسی آیت کے ان الفاظ" سو ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی" سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ کو بغیر خاوند کے حمل ہو گیا تھا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ ہی ہر شخص میں روح پھونکتا ہے اس آیت کو ملاحظہ فرمایئے۔ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ۔" اور اپنی روح اس میں پھونکی۔" (۳۲-آیت ۹) درحقیقت بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت مریمؑ پر یہ الزام لگایا تھا کہ انہوں نے حضرت عیسےٰؑ کو ناجائز طور پر حمل میں لیا۔ لہذا اس میں شیطان کی روح ہے مذکورہ بالا الفاظ سے اس ناپاک خیال کی تردید کرتے ہوئے یہودیوں کو یہ بتلایا گیا کہ حضرت مریمؑ نے جائز طور پر حضرت عیسےٰؑ کو حمل میں لیا لہذا اُس میں روح خدا کی طرف سے ہے۔ اگر مذکورہ بالا آیت کے اِن الفاظ" اور اُسے اور اُس کے بیٹے کو قوموں کے لئے نشان بنایا۔" سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو کیا اُن کی ماں بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئی تھی کیونکہ اُسے بھی بیٹے کے ساتھ نشان قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ہر انسان کی پیدائش میں نشان لکھا گیا ہے تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہر انسان بغیر باپ کے پیدا ہوتا ہے یہ آیت ملاحظہ کیجیے۔ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَفِيْ خَلْقِكُمْ۔" یقیناً آسمانوں اور زمین میں مومنوں کے لئے نشان ہیں۔ اور تمہاری پیدائش میں۔" (۴۵-آیت ۳،۴)

## (۵) وہ آیات جن سے حضرت مریمؑ کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝" میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں اُسے اور اُس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔" (۳-آیت ۳۵)

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت مریم کی ماں نے یہ دعا مانگی

تھی اُس وقت اُن کا یہ خیال نہ تھا۔ کہ یہ لڑکی ساری عمر کنواری رہے گی۔ بلکہ یہ خیال تھا کہ کہ اس کی شادی ہو گی۔ اور اس کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مریمؑ کی شادی ہوئی اور ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوئے جیسا کہ ذریتھم کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے قرآن مجید اور مقدس انجیل کی ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔ جو کہ دونوں اس امر میں متفق ہیں۔

(ا) وَ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ......
..... وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ " اور زکریا اور یحیٰی اور عیسٰے اور الیاس کو۔ یہ سب صالحین میں سے تھے .......... اور اُن کے باپوں میں سے اور اُن کی اولاد سے اور اُن کے بھائیوں سے اور ہم نے اُن کو برگزیدہ کیا۔
(۶۔ آیت ۸۶ و ۸۸)

(ب) کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں۔
(متی ۱۳۔ آیت ۵۵ و ۵۶)

---

سلہ ناظرین تعجب کریں گے کہ باوجود انجیل میں ایسے الفاظ ہونے کے پھر بھی عیسائی کیوں یہ تبلیغ کرتے ہیں؟ کہ "عیسے اللہ کا بیٹا" اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ عیسائی اس بات کو حضرت عیسےٰؑ کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں کہ اُنہیں یوسف بڑھئی کا بیٹا کہہ کر پکارا جائے کیونکہ ایسا کہنے سے لوگ اُن پر ایمان نہیں لاتے لہٰذا اُنہوں نے یہ حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے کہ اُن کو "خدا کا بیٹا" کہہ کر پکارا جائے تاکہ اُن کی حیثیت بڑھ جائے اور لوگوں کو اُن پر ایمان لانا آسان ہو جائے۔ مزید برآں عیسائیوں کے اس عقیدے کو اہل اسلام نے یہ کہہ کر کہ حضرت عیسےٰ خدا کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے اور تقویت پہنچا دی گویا اس پر "سونے پر سہاگہ" کی مثال چسپاں ہو گئی۔ اب قرآن حکیم کی آیات سے غلط استدلال کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ کہ اللہ کو ماننے والوں کی تعداد تو دنیا میں کم ہو گئی مگر "اللہ کا بیٹا" ماننے والوں کی تعداد سب سے زیادہ (باقی بر صفحہ ۵۹)

ان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ کی ماں کی مذکورہ بالا دعا بارگاہ الٰہی میں منظور ہو گئی تھی جیسا کہ قرآن پاک شاہد ہے۔ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸

بڑھ گئی اس کا سبب یہ ہے کہ حق کی اشاعت نہیں کی گئی۔ لہذا کذب دنیا میں پھیل گیا۔ چنانچہ اب مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ اس مسئلہ کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے حالانکہ عیسائی اسی مسئلہ کو لے کر دنیا بھر میں گمراہی پھیلا رہے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں نہ تو اپنے دین کے پھیلانے کی تڑپ ہے اور نہ عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کرنے کی خواہش دوسری وجہ یہ ہے کہ عیسائی اپنے دین میں غلو کرتے ہیں جس کی انہیں ممانعت کی گئی ہے جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ "اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو اور اللہ کی نسبت سوائے حق کے کچھ نہ کہو مسیح بن مریم صرف اللہ کا رسول ہے"۔ (۴۔ آیت ۱۷۱) اور حضرت عیسےٰؑ کے متعلق مبالغہ کرتے ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ عَنْ عُمَرَؓ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ "حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ منبر پہ کہتے تھے کہ میں نے نبیؐ کو سنا فرماتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے ابن مریمؑ کے حق میں کیا ہے میں صرف اللہ کا بندہ ہوں پس تم کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول" (بخاری کتاب الانبیاء) مگر افسوس پھر بھی اہل اسلام عام طور پر حضرت عیسےٰؑ کے متعلق وہی باتیں کہتے ہیں۔ جن سے عیسائیوں کے مبالغے کو اور تقویت ہو جاتی ہے بلاشبہ حضرت عیسےٰؑ کی الوہیت اور ابنیت جس میں عیسائی غلو اور مبالغہ کرتے ہیں کی بنیاد اس امر پر ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کنواری کے حمل سے پیدا ہوئے جس کی تائید کرنا اب مسلمانوں نے اپنا ایمان سمجھا ہوا ہے حالانکہ اس کی تردید کر کے عیسائیوں کو یہ جتلانا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ حضرت عیسےٰؑ صرف رسول تھے۔ اور وہ اسی طرح سے پیدا ہوئے جس طرح سے دوسرے رسول عورتوں سے پیدا ہوئے گویا اُن کی اور دوسرے رسولوں کی پیدائش میں کوئی فرق نہ تھا یہاں تک کہ اُن کی پیدائش خلاف فطرت نہ تھی جو معجزہ قرار دی جاتی۔ حضرات! جس شخص کی پیدائش میں ہی مبالغہ کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ اس کے متعلق

باقی بر صفحہ (۶۰)

نَبَاتًا حَسَنًا ص" سو اُس کے رب نے اس (مریم) کو اچھی قبولیت سے قبول کیا۔ اور اس کو عمدہ پرورش سے بڑھایا (پ ۳۔ آیت ۳۶) مذکورہ بالا دعا کے الفاظ پر غور کیجئے۔ کیا ہر اولاد والے کی یہ فطرتی خواہش نہیں ہوتی کہ اس کی نسل آگے بڑھے اور نیک ہو کیا جب کوئی شخص اپنی اولاد کے حق میں ایسی دعا مانگتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس کی اولاد کنواری رہے؟ عقلمند صاحبان کے لئے غور کرنے کا مقام ہے۔

(۲) بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ط "آسمانوں اور زمین کا عجیب پیدا کرنے والا اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے اور اس کی کوئی جورو نہیں" (پ ۷۔ آیت ۱۰۲)

مذکورہ بالا آیت میں عیسائیوں کے عقیدے کی تردید کر کے انہیں یہ بتلایا گیا ہے۔ کہ جب اللہ کی کوئی بیوی نہیں تو پھر حضرت مسیحؑ کیونکر اللہ کے بیٹے ہو سکتے ہیں؟ اللہ تو واحد

## بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۹)

دوسری باتوں میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ اب مبالغہ کی شاخوں کو توڑنا اور اس کی جڑ کو نہ کاٹنا کوئی عقلمندی نہیں خدا جانے حضرت عیسےٰؑ کا باپ قرار دینے میں کون سی اُن کی کسر شان ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کو کیا دکھ پہنچ جاتا ہے؟ جبکہ تمام انبیاء علیہ السلام کا جو کہ عورتوں سے پیدا ہوئے باپ تسلیم کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر اللہ نے خود اپنی قدرت سے حضرت عیسےٰؑ کو بلا باپ کے پیدا کر دیا تھا۔ تو پھر عیسائیوں کو مبالغہ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ غلو کی بنیاد تو اُن کی غیر معمولی پیدائش پر ہی ہے اب غلو سے منع کرنا ہی صاف ثابت کرتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش معجزانہ نہ تھی۔ حیرت تو اس بات کی ہے کہ عیسائی تو مبالغہ کر کے حضرت عیسےٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا منوائیں۔ مگر اہل اسلام اتنی بھی ہمت نہ کریں کہ منوانا تو درکنار رہا۔ کم از کم اتنا تو کہہ سکیں کہ حضرت عیسےٰ خدا نہ تھے کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور جو خدا ہوتا ہے وہ کبھی مرتا نہیں۔ اور نہ وہ خدا کے بیٹے تھے کیونکہ اُن کا تو باپ تھا۔ آخر بشر کا باپ تو بشر ہی ہونا چاہئے۔ حقیقتاً اہل اسلام بہت سادہ اور بھولے ہیں نہ تو عیسائیوں کی مذہبی...... اور نہ سیاسی چالوں کو سمجھ سکتے ہیں۔

ہے اور بیٹا بغیر جوڑے کے نہیں ہوتا جب اللہ تعالیٰ جو قادرِ مطلق ہے اس کے ہاں بغیر بیوی کے بیٹا نہیں ہو سکتا تو پھر مریم کے ہاں کیونکر بغیر خاوند کے بیٹا ہو سکتا ہے کیا وہ خدا سے بڑھ کر قادر ہے؟ اگر حضرت مریمؑ بغیر جوڑے کے ہی بیٹا جن دے تو پھر اللہ نے جو دلیل اپنے حق میں بیٹا نہ ہونے کی دی ہے وہ باطل ٹھہرتی ہے۔ بلاشبہ اللہ کی دلیل کو باطل کرنا کوئی عقلمندی نہیں اور حضرت مریم کا جوڑا قرار دینے میں ہمارا کچھ بگڑتا نہیں جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے وَخَلَقْنٰکُمْ اَزْوَاجًا۔ ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا (۷۸۔ آیت ۸) اگر حضرت مریمؑ بغیر خاوند کے ہی بیٹا جن دے تو پھر وہ زبانِ حال سے یہ کہہ سکتی ہے کہ قادرِ مطلق خدا کے ہاں تو بیٹا بغیر جوڑے کے نہیں ہو سکتا۔ مگر میں جن سکتی ہوں۔ بھلا جو کام خدا کے لئے ناممکن ہو وہ حضرت مریمؑ کے لئے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جب تک انسان خواہ عورت ہو یا مرد اکیلا رہتا ہے اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ دنیا کا تجربہ اور مشاہدہ صاف ظاہر ہے۔ اب اس کے خلاف کوئی بات کہنا گویا عقل کو جواب دینا ہے۔

(۳) وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ ۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اپنے جوڑوں سے اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ (۲۵۔ آیت ۷۴)

مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بغیر جوڑے کے اولاد ہو نہیں سکتی یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا جوڑا قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ازواج کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

(ا) وَقُلْنَا یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۔ اور ہم نے کہا اے آدم تو اور تیری بیوی باغ میں رہو۔ (۲۔ آیت ۳۵)

(ب) قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۔ ”اللہ نے اس (عورت) کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی تھی اور

اللہ سے فریاد کرتی تھی"۔ (۵۸۔ آیت ۱) (ج) وَخَلَقْنٰکُمْ اَزْوَاجًا۔ اور ہم نے تمہیں جوڑے جوڑے پیدا کیا" (۷۸۔ آیت ۸) کے ماتحت یہ حکمت رکھی گئی ہے کہ بغیر جوڑے کے بچہ پیدا نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد بھی دونوں کی مساوی ہوتی ہے تاکہ دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں جیساکہ اللہ کا ارشاد ہے۔ فَرَجَعْنٰکَ اِلٰٓی اُمِّکَ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ط سو ہم نے تجھے (موسےؑ) تیری ماں کی طرف لوٹایا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کرے" (۲۰۔ آیت ۴۰) مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسےؑ کا باپ نہ تھا اسی طرح سے "مسیح ابن مریم" کہنے سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ اُن کا باپ نہ تھا۔ کیونکہ کسی کا ذکر نہ کرنا کسی مصلحت پر مبنی ہوتا ہے جیساکہ اس آیت میں لڑکوں کی ماں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ج اور اُن کا باپ نیک تھا" (۱۸۔ آیت ۸۲)۔ دراصل "عیسےٰ ابن مریم" کے پکارے جانے میں یہ حکمت رکھی گئی ہے۔ کہ اہل اسلام عیسائیوں کے باطل عقائد کی جن کی بنیاد حضرت مریمؑ کے غیر معمولی حمل پر رکھی ہوئی ہے۔ تردید کر کے اُنہیں اسلام کے چہرے سے منور کر دیں۔ علاوہ اس کے یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ اگر حضرت عیسےٰؑ کو "باپ کا بیٹا" کہہ کر پکارا جاتا۔ تو کیا اُس حالت میں یہ سمجھا جاتا کہ وہ بغیر ماں کے ہی پیدا ہوئے تھے؟ اگر ایسا نہ سمجھا جاتا تو پھر اب یہ کیوں کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ دوستو عورت سے پیدا ہونا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کا باپ تھا۔

(۴) (الف) فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ج وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ............ وَکَفَّلَهَا زَکَرِیَّا ط

"پھر جب اُسے جنا کہا میرے رب میں نے یہ لڑکی جنی ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اس نے جنا اور لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں۔ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے..................

اور اُسے زکریا کے سپرد کیا" (۳۔ آیت ۳۵ و ۳۶)

(ب) یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ o ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ط وَمَا کُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ

يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ "اے مریم اپنے رب کی فرمانبرداری کر اور سجدہ کر اور جھک جانے والوں کے ساتھ جھک جا۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو اُن کے پاس نہ تھا جب وہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ ان میں سے کون مریم کا کفیل[1] بنے اور نہ تو اُن کے پاس تھا جب وہ آپس میں جھگڑتے تھے۔" (۳۔آیت ۴۲ و ۴۳)

---

[1] بعض مفسرین کے نزدیک یہ اشارہ کسی ایسی کفالت کی طرف ہے جو مریمؑ کے بلوغ کو پہنچ جانے کے بعد وقوع میں آئی جب زکریا اس کی کفالت سے عاجز آگئے (یعنی پہلے کوئی جھگڑا نہیں ہوا) اور بعض نے دو دفعہ قرعہ اندازی لے کر اس آیت کو اسی دوسری قرعہ اندازی کے متعلق مانا ہے۔ اور گو روح المعانی میں اس قول کو مرجوح لکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت اسے ترجیح ہے کیونکہ قرآن کریم ایک پرنظم کلام ہے اور تمام واقعات کا ذکر ایک ترتیب سے ہوتا چلا آرہا ہے پہلے مریم کی پیدائش کا ذکر کیا پھر اس کی کفالت زکریا کا ذکر۔ اسی ذکر میں زکریا علیہ السلام کی دعا اور یحییٰ کی بشارت کا ذکر ضمنی طور پر آگیا۔ اس کے بعد پھر اصل ذکر کی طرف رجوع کیا تو مریمؑ کے اصطفا، و پاکیزگی برگزیدگی کا ذکر کیا۔ اسے فرمانبرداری اور نماز کا حکم دیا۔ یہ واقعات یقیناً زمانہ بلوغت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے اس کے بعد پھر ایک گزشتہ واقعہ کی طرف اشارہ کرنا بلاغت کے خلاف ہے۔ پس یہ آیت یقیناً اس وقت کی طرف اشارہ کرتی ہے جب مریم صدیقہ سن رشد کو پہنچ چکی تھیں۔ اب ان کی تربیت کا زمانہ ختم ہوگیا اور وہ ہیکل میں نہ رہ سکتی تھی۔ اس لئے بھی کہ بلوغت کے ساتھ ایام حیض کا آنا ضروری تھا۔ اور یہودیوں میں ایام حیض کے اندر عورت کو ناپاک سمجھ کر الگ رکھا جاتا تھا پس یہاں جس کفالت کا ذکر ہے اس سے مراد کفالت نکاح ہے۔ ایک سن بلوغ کو پہنچی ہوئی عورت کے لئے اب یہ ضروری تھا کہ اس کے نکاح کا فکر کیا جاتا۔ اور مریم کی ماں نے مریم کو خدمت دین کے لئے نذر کر دینے کے بعد بھی یہ دعا مانگ کر کہ انی اعیذھا بك وذریتھا۔ بتا دیا تھا کہ تارک بٹھانا اس کا منشا ہرگز نہ تھا۔ اور نہ تارک بٹھانے کا بنی اسرائیل میں کوئی دستور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ہیکل کی خدمت کے لئے وقف ہو چکی تھیں اس لئے اُنہیں، یہ اختیار نہ تھا نہ اُن کی والدہ کو یا والد کو اختیار تھا کہ ان کے نکاح کی تجویز کریں۔ بلکہ اس کے متعلق قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا مناسب سمجھا گیا کیونکہ وہ بہت سے کام قرعہ اندازی سے کر لیا کرتے تھے اور اسے خدائی فیصلہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خود کہانت کے کام کے سرانجام دینے میں قرعہ اندازی کو خدائی فیصلہ سمجھا جاتا تھا۔ (باقی بر صفحہ ۶۶)

مذکورہ بالا آیت نمبر (ا) سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ صغر سنی میں ہی تعلیم و تربیت کے لئے حضرت زکریاؑ کے سپرد کی گئی تھیں اور آیت نمبر (ب) سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب وہ بلوغت کو پہنچ چکی تھیں۔ اور اُن کے نکاح کے متعلق جھگڑتے تھے کہ کس کے نکاح میں دی جائے۔ کیونکہ ایام حیض کے آنے کی وجہ سے وہ مسجد میں تو رہ نہیں سکتی تھیں جیسا کہ یہودیوں میں دستور تھا۔ آخر اس جھگڑے کا بذریعہ قرعہ اندازی کے فیصلہ ہونا ہی ثابت کرتا ہے کہ حضرت مریمؑ کا نکاح ہو چکا تھا۔

(۵) قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ کہا میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھے خاوند نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں (۱۹۔ آیت ۲۰)

اس آیت کے ایک معنی جو عام طور پر کئے جاتے ہیں وہ خاکسار نے صفحہ (۲۴) پر مع تشریح کے کر دیئے ہیں جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس بشارت کے پانے پر حضرت مریمؑ کنواری تھیں اور بعد ازاں شادی ہوئی مگر اس آیت کا دوسرا قرینہ لبشرٌ کے لفظ سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اس بشارت کے پانے پر وہ شادی شدہ تھیں اور اُن کا خاوند موجود تھا۔ مگر ابھی رخصتانہ نہیں ہوا تھا اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح پہلے ہو چکا تھا مگر رخصتانہ کئی سال کے بعد ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرت مریم نے کہا کہ مجھے ابھی خاوند نے

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۶۳) جیسا کہ انجیل میں مرقوم ہے: "اور جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کہانت کے دستور کے موافق اس کے نام کا قرعہ نکلا کہ خداوند کے مقدس میں جا کر خوشبو جلائے"۔ (لوقا ۱۔ ۸ و ۹) باقی رہا ذکر خصومت سو یہ بھی کوئی بعید از قیاس بات نہیں ایسی نیک اور پاک بی بی کو اپنی زوجیت میں لانے کی خواہش بہتیرے دلوں میں پیدا ہوئی ہوگی۔ علاوہ ازیں وہ ہیکل کی نذر ہو چکی تھیں۔ گویا ماں باپ کا بھی اپنا اختیار تو اس معاملہ میں رہا نہ تھا۔ اس لئے مناسب یہی سمجھا گیا کہ بذریعہ قرعہ اندازی ہی اس کا فیصلہ ہو۔ پس یہاں گویا درحقیقت یہ ذکر ہے کہ مریم کے لئے خاوند کا فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی کیا گیا اور ضمیریں اس صورت میں عام ہیں یعنی وہ لوگ جو اس وقت تھے۔ (از بیان القرآن تفسیر مولانا محمد علی صاحب)

نہیں چھوا۔ عام طور پر وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ کے یہ معنی کئے جاتے ہیں۔ کہ مجھے کسی آدمی نے نہیں چھوا مگر جب ان الفاظ کو وَلَمْ اَکُ بَغِیًّا۔ اور نہ میں بدکار ہوں* میں پایا جاتا ہے یہی نہ تو مجھے جائز طور پر خاوند نے چھوا ہے اور نہ ناجائز طور پر کسی نے۔ اس تشریح کی تصدیق انجیل سے بھی ہو سکتی ہے جس میں صاف لکھا ہے کہ حضرت مریمؑ کی منگنی ہو چکی تھی اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔

" چھٹے مہینے میں جبرائیلؑ فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی اور اُس کنواری کا نام مریم تھا (لوقا آیت ۲۶ و ۲۷) دراصل اُس وقت بعض قوموں میں منگنی کو بھی نکاح سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ متی کی انجیل پہلا باب آیت ۱۹ میں یوسف کو مریم کا خاوند لکھا ہے۔ اور موسوی شریعت میں منگیتر کو بھی بیوی سمجھا جاتا تھا۔

(۷) (الف) وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ اور جو تم میں سے مجرد ہیں اُن کے نکاح کردو۔ ۲۴/۴

(ب) وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

" اور جو نکاح کا سامان، نہیں پاتے اپنے تئیں بچائے رکھیں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے اُنہیں غنی کردے " (۲۴ ر ۴، آیت ۳۳)

مذکورہ بالا آیت میں اُن غریب لوگوں کو جو نکاح کا سامان مہیا نہیں کر سکتے اپنی عفت کو بچائے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے یہانتک کہ اللہ اُنہیں غنی کردے چونکہ حضرت مریمؑ کے لئے نکاح کا سامان مہیا کرنا کوئی مشکل امر نہ تھا لہٰذا اُن کی شادی ہوئی او بچے پیدا ہوئے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ دراصل مفلسی کی وجہ سے شادی کا نہ کر سکنا کوئی چنداں قابل اعتراض نہیں مگر یہ سمجھ کر کہ شادی کرنے کی رسم نہیں نکاح نہ کرنا قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ علاوہ ازیں جو لوگ نکاح نہیں کرتے اُن کے ہاں اولاد بھی نہیں ہوتی۔

" اگر خدا کے علم میں کسی عورت نے مرد اور عورت کی طاقت کا مجموعہ ہونے کے باعث بغیر خاوند کے ہی بچہ جننے کے قابل ہو جانا تھا۔ یا کوئی ایسی عورتیں بھی دنیا میں پیدا

* ساتھ بالمقابل رکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ "بشر" سے مراد خاوند ہے کیونکہ کسی آدمی کے نہ چھونے کا مفہوم "اور نہ میں بدکار ہوں"

ہوتی تھیں جن کے ہاں بغیر مرد کے چھونے کے ہی بچے پیدا ہونے تھے تو پھر انہیں نہ صرف نکاح سے بلکہ طلاق۔ مہر۔ عدت اور پیغام نکاح کے احکام سے ہی مستثنےٰ قرار دینا چاہئے تھا کیونکہ اُن کے لیئے نہ تو ایسے احکام کی اور نہ سامان نکاح کے مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اُن کی ذات مبارک تو مردوں سے مستغنی ہے گویا یہ آیت اُن پر کبھی صادق آنہیں سکتی۔ وَ لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ "اور تم پر اس کے متعلق کوئی گناہ نہیں تم مقرر کرنے کے بعد آپس میں رضامند ہو جاؤ۔ اللہ جاننے والا حکمت والا ہے" (۴۔ آیت ۲۴) مگر حل طلب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ بغیر خاوند کے ایسی عورتوں کی اور اُن کے بچوں کی خبرگیری۔ ضروریات اور نان و نفقہ کا ذمہ دار کون ہوگا؟

اب ایسے احکام سے کسی عورت کو مستثنےٰ نہ کرنا صاف ثابت کرتا ہے کہ اللہ بھی اپنی قدرت سے کسی عورت کو حمل نہیں کرتا کیونکہ محبت کا مادہ جو خود اس نے عورتوں میں بھی رکھا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے" وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۚ "تمہارے درمیان محبت اور رحم پیدا کیا"۔ (۳۰۔ آیت ۲۱) بالکل رائیگاں جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی قانون اور عدالت بھی یہ ماننے کو تیار نہیں کہ بغیر مس مرد کے بھی عورت حاملہ ہو سکتی ہے۔ خواہ عورت لاکھ بار یہ کہے کہ مجھے بغیر مرد کے چھونے کے ہی حمل ہو گیا وہ بہرحال میں جھوٹی سمجھی جائے گی۔ کیونکہ اُس کے بنانے والے نے کسی مذہبی کتاب میں کوئی استثنار نہیں رکھا اور استثناء نہ رکھنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اللہ اپنے قانون کو توڑنا نہیں چاہتا۔

(۷) ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ ۔ پھر ہم نے اُن کے قدموں پر اُن کے پیچھے رسول بھیجے اور (سب سے) پیچھے عیسٰی بن مریم کو بھیجا اور اُسے انجیل دی اور اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اس کی

پیروی کی مہربانی اور رحم ڈالا اور رہبانیت اُنہوں نے خود نکالی ہم نے اُسے اُن پر لازم نہیں کیا" (۵۷ - آیت ۲۷)

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شادی نہ کرنے کی رسم کو عیسائیوں نے خود نکالا ہے۔ اب عیسائیوں پر اللہ کا یہ الزام اسی حالت میں درست رہ سکتا ہے کہ جب حضرت مریمؑ اور حضرت عیسےٰؑ بھی شادی کریں ورنہ عیسائی عورتوں کے ہاتھوں میں جو کہ شادی نہیں کرتیں اور بطور "نن" کے رہتی ہیں یہ حجت ہو جائے گی۔ کہ جب حضرت مریمؑ جن کو خدا کا اتنا قرب تھا کہ اُن پر فرشتہ نازل ہوا اور کلام کیا خود شادی نہ کریں تو پھر ہم شادی کیوں کریں اسی طرح سے عیسائی مردوں کے ہاتھوں میں جو شادی نہیں کرتے یہ دلیل ہو جائے گی۔ کہ جب حضرت عیسےٰؑ نے باوجود نبی اور رسول ہونے کے خود شادی نہیں کی تو پھر ہم کیوں کریں۔ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مریمؑ اور حضرت عیسےٰؑ اور حضرت یحییٰؑ نے شادی نہیں کی تو پھر اللہ کا رہبانیت کے متعلق یہ کہنا کہ "ہم نے اُن پر لازم نہیں کیا" کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۸) وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

"اور مریم عمران کی بیٹی کی جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا تو ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی" (۶۶-۱۲)

(۱) اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ تمام عمر کنواری رہیں حالانکہ اَحْصَنَتْ کے معنی شادی شدہ عورت کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ بَابُ رَجْمِ الْحُبْلٰى مِنَ الزِّنَا اِذَا اَحْصَنَتْ "زنا سے حاملہ کو سنگسار کرنا جب وہ شادی شدہ ہو" (بخاری کتاب المحاربین)

مذکورہ بالا آیت کے الفاظ فَنَفَخْنَا فِيْهِ میں مذکر کی ضمیر ہے اور اس آیت وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا۔ "اور وہ جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا سو ہم نے اپنی روح اس میں پھونکی" (۲۱-آیت ۹۱) کے الفاظ فَنَفَخْنَا فِيْهَا میں مؤنث کی ضمیر ہے۔ مگر اکثر اہل اسلام دونوں جگہ مؤنث کی ضمیر ہی سمجھ کر حضرت مریمؑ کی طرف پھیر دیتے

ہیں اور اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ مذکر کی ضمیر کو مؤنث پر کیوں چسپاں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ دونوں جگہ ایک ہی ترجمہ کیا جاتا ہے۔ "تو ہم نے اپنی روح مریم میں پھونکی"

(ب) دراصل بات یہ ہے کہ یہودی حضرت مریمؑ پر زنا کا الزام لگاتے تھے اور زنا کی اولاد کو بوجہ تقدیس ذات باری اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا گویا زنا کی وجہ سے نہ صرف ماں پر الزام آتا ہے بلکہ اس کا بچہ بھی بوجہ بدکاری کے شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ایک جگہ تو اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنی روح مریم میں پھونکی گویا ناجائز حمل کا الزام دور کر کے بار بار یہی کہا کہ حضرت مریمؑ نے نکاح کر کے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا یعنی زنا نہیں کیا اور دوسری جگہ یہ فرمایا کہ ہم نے اپنی روح عیسےٰ میں پھونکی یعنی ناجائز حمل سے پیدا ہونے کا عیب جو اُن پر لگایا گیا تھا۔ اس کی تردید کر کے یہ کہا کہ وہ ناجائز تعلق سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ اس پیشگوئی میں بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ "اُس نے کہا میں صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں" (۱۹۔ آیت ۱۹) لفظ پاکیزہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ جائز تعلق سے پیدا ہونگے غرضیکہ دونوں کو بہتان سے پاک ٹھہرا کر اُن کی پاکیزگی کو قایم رکھا چونکہ اور کسی نبی کی ماں پر زنا کا الزام نہیں لگایا گیا لہذا اُن کے متعلق ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے۔ آخر صفائی تو اُسی کی کرنی پڑتی ہے جس پر کوئی جرم لگایا جائے جیسا کہ دنیا کا قاعدہ ہے۔ بلاشبہ جو عورت سوائے اپنے خاوند کے اور کسی سے ناجائز تعلق نہ رکھے اسی کی نسبت یہ کہا جائیگا کہ اُس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا ذیل کی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ۔ اور روایت ہے انسؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے عورت جب نماز پڑھے پانچ وقت کی اور روزے رکھے رمضان کے اور بچائے زنا سے

اپنی شرمگاہ اور کہا مانے اپنے خاوند کا سو چلی جائے بہشت میں جس دروازے سے چاہے"۔
(ترمذی ونسائی)

جب اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کے معنی "خاوند کے ذریعے اپنی عصمت کی محافظت کرنا" کے ہوتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مریمؑ کا حاملہ ہونا خاوند کے ذریعے تسلیم نہ کیا جائے تاکہ عیسائیوں کو حضرت مسیحؑ کی الوہیت اور ابنیت کی بنیاد رکھنے کا کوئی موقع ہی نہ مل سکے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مریمؑ کو لڑکے کی خوشخبری کا دینا ہی ثابت کرتا ہے کہ اُنہیں خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ تو پھر کس واسطے اُس خوشخبری سے جو کہ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ محترمہ کو لڑکے کے متعلق دی گئی تھی یہی نتیجہ نہ نکالا جائے ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

(۱) وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ "اور یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر آئے کہا سلامتی ہو اُس نے کہا سلامتی اور دیر نہ کی کہ تلا ہوا بچھڑا لے آیا مگر جب دیکھا کہ اُن کے ہاتھ اس کی طرف نہیں اُٹھتے اُس نے اُنہیں اجنبی سمجھا اور اُن سے دل میں ڈرا انہوں نے کہا نہ ڈر ہم لوط کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور اس کی عورت کھڑی تھی سو وہ خوش ہوئی تو ہم نے اُسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے ایک پوتے یعقوب کی خوشخبری دی۔ اُس نے کہا مجھ پر تعجب! میں جنوں گی حالانکہ میں بڑھیا ہوں

اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ اُنہوں نے کہا کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے؟ اسے اہل بیت اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہیں۔ وہ تعریف کیا گیا۔ بزرگ ہے۔" (۱۱۔ آیت ۶۹ تا ۷۳)

(۲) هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرٰهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلٰمًا ۖ قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝ فَرَاغَ إِلٰى أَهْلِهِ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلٰمٍ عَلِيمٍ ۝ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذٰلِكِ ۖ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝

"کیا تیرے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب اس پر داخل ہوئے کہا سلام اُس نے (جواب میں) کہا سلام (یہ) اجنبی لوگ ہیں پس وہ اپنے گھر والوں کی طرف چپکے سے گیا اور ایک موٹا بچھڑا لایا سو اُسے اُن کے نزدیک کیا کہا کہ کیا تم کھاتے نہیں! پس دل میں اُن سے ڈرا انہوں نے کہا ڈرو نہیں اور اُسے ایک صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دی تو اس کی عورت چیخ مار کر آگے آئی اور اپنے منہ پر ہاتھ مارا اور کہا بڑھیا بانجھ (ہوں) انہوں نے کہا اسی طرح تیرے رب نے کہا ہے وہ حکمت والا علم والا ہے" (۵۱۔ آیت ۲۴ تا ۳۰)

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لڑکے کی خوشخبری کے وقت نہ صرف حضرت ابراہیمؑ ہی بوڑھے تھے بلکہ اُن کی بیوی باوجود بوڑھی ہونے کے بانجھ بھی تھیں جس کی وجہ سے اتنی عمر تک باوجود خاوند ہونے کے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خوشخبری پانے کے بعد بھی وہ بانجھ رہیں یا بانجھ پن ہٹ گیا اس کے اچھا ہو جانے کا قرآن پاک میں تو کوئی ذکر نہیں۔ اگر بانجھ پن جاتا رہا تو پھر حضرت مریمؑ کا کنوارپن ہٹ جانا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ اگر بانجھ پن رہنے کے باوجود اللہ کی قدرت سے انہیں حمل ہو گیا تو پھر ایسے حمل سے پیدا شدہ بچے کو حضرت ابراہیم کا لڑکا کیوں کہا جاتا ہے

جبکہ وہ اس کے نطفہ سے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ کیونکہ باپ کا لڑکا وہی ہوتا ہے جو کہ اس کی صلب سے پیدا ہو کیونکہ لے پالک تو اپنا بیٹا ہو نہیں سکتا۔ اِن آیات کو ملاحظہ کیجیے۔

(۱) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ .......... وَحَلَآئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ ۙ وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ "تم پر یہ عورتیں، حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں، .......... اور تمہارے اُن بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشتوں سے ہوں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو اکٹھا کرو۔ مگر جو گزر چکا اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے" (۴۔ آیت ۲۳)

(۲) وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِآبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ "اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا ہے یہ تمہاری اپنی منہ کی بات ہے اور اللہ سچ کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اُنہیں اُن کے باپوں کے نام سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے" (۳۳۔ آیت ۴ و ۵)

اگر یہ کہا جائے کہ جس کی بیوی ہو اُسی کا بیٹا کہلانا چاہئے خواہ عورت کسی طریقہ سے حاملہ ہو جائے تو پھر آریوں کے نیوگ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟ جبکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ خدا جانے یہ بات کہ بانجھ پن اور کنوارپن ہٹائے جانے کے بغیر ہی لڑکے پیدا ہو گئے تھے جو کہ نہ صرف قرآن مجید۔ حدیث شریف اور فطرت کے بلکہ عقل کے بھی خلاف ہے اکثر مسلمانوں کی سمجھ میں کیونکر آ جاتی ہے۔ مگر اس کے بالمقابل یہ بات جو کہ زیادہ قرین قیاس ہے اور عقل و سمجھ کے مطابق ہے۔ کہ اسباب پیدا ہو جانے کے ماتحت یہ دونوں رکاوٹیں دُور ہو گئیں اور لڑکے پیدا ہوئے۔ سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم عین فطرت کے مطابق ہے۔

## (۵) وہ آیات جن سے حضرت عیسیٰؑ کا باپ ثابت ہوتا ہے

(۱) وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ○ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ○ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے خلاف دی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبہ میں بلند کرتے ہیں تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے۔ اور ہم نے اُس کو اسحٰق اور یعقوب دیئے ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہم نے پہلے سے ہدایت دی اور اس کی نسل سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت دی) اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریا اور یحییٰ اور عیسےٰ اور الیاس کو (یہ) سب صالحین میں سے تھے اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور (ان) سب کو ہم نے قوموں پر فضیلت دی اور ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی نسل سے اور اُن کے بھائیوں سے اور ہم نے ان کو برگزیدہ کیا اور ہم نے اُن کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی۔"
(۶-آیت ۸۴ تا ۸۸)

اگر حضرت عیسےٰؑ کا باپ نہ تھا تو پھر اللہ نے اُن کو مذکورہ بالا اٹھارہ نبیوں میں جن کے باپ تھے شامل کیوں کیا۔ کیا خدا کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے؟ اور اُن کی والدہ مکرمہ کو خدا کی قدرت سے حمل ہُوا تھا؟ اگر یہ کہا جائے کہ بعض کے باپ تھے اور بعض کے نہ تھے تو پھر مندرجہ بالا اٹھارہ نبیوں میں سے حضرت عیسےٰؑ کو چھوڑ کر ایسے نبیوں کے نام بتلائے جائیں جو کہ بلا باپ پیدا ہوئے اور جواب دیتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ بعض کے معنی ہمیشہ ایک سے زیادہ کے ہوتے ہیں اور حضرت عیسےٰؑ تو متنازع فیہ ہیں۔ لہٰذا اُن کی مثال

دینا درست نہیں اگر یہ کہا جائے کہ بعض کے باپوں کو ہدایت دی تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ بعض کے باپوں کو ہدایت نہیں دی۔ مگر باپ تو تھے۔ خواہ ہدایت یافتہ نہ ہوں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر حضرت عیسٰیؑ کا الگ ذکر کر کے ان کے لئے ابا کا لفظ استعمال کیا جاتا تو اکثر مسلمان فوراً یہ کہہ دیتے کہ اس سے مراد اُن کا نانا یا چچا ہے مگر اللہ نے اپنی کمال حکمت سے اُن کا ذکر بھی باپ والے نبیوں کے ساتھ ہی کیا تاکہ ابا کے جو معنی دوسرے نبیوں کے حق میں لئے جائیں وہی حضرت عیسٰیؑ کے متعلق لئے جائیں۔ اللہ اکبر!

(۲) (ا) اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ۔ "وہ جن کو تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں۔" (۷۔ آیت ۱۹۴)

(ب) وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ "اور جنہیں یہ اللہ کے سوائے پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔" (۱۶۔ آیت ۲۰)

مذکورہ بالا آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو خدا کا شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ وہ بھی دوسرے انسانوں کی طرح بندے ہیں اور اُسی طرح سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ دوسرے لوگ اب غور کر کے دیکھ لیجئے۔ کہ جن لوگوں کو خدا کے سوائے پکارا جاتا ہے اُن تمام کے باپ تھے۔ تو اب کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کا جن کو عیسائی خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر اللہ کا شریک بناتے ہیں۔ باپ نہ ہو۔ ورنہ عیسائیوں کے ہاتھوں میں اس کی الوہیت کی یہ دلیل ہو جاتی ہے کہ وہ ہم جیسے انسان نہیں تھے۔ کیونکہ وہ ہماری طرح نطفہ سے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ غیر معمولی طریقہ سے پیدا ہوئے تھے لہذا اُن کو خدا کا شریک ٹھہرانا جائز۔

(۳) قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلًا ۝ "کہہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور اُن پر آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے۔" (۱۷۔ آیت ۹۵)

مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس جنس کے لوگ دنیا میں آباد ہوں گے اُسی قسم کے رسول ان کی طرف مبعوث ہوں گے۔ اب یہ کہنا کہ حضرت عیسٰے کو بغیر باپ کے پیدا کرکے ان لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا جن کے باپ تھے۔ نہ صرف مذکورہ بالا آیت کے خلاف ٹھہرتا ہے بلکہ ایسا نبی ایسی قوم کے لئے کوئی نمونہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ قوم تو باپ والی اور رسول بلا باپ ایک مضحکہ خیز سی بات ہے۔ گویا قوم کے ہاتھوں میں ایسے رسول کے نہ ماننے کی یہ دلیل بھی دینا ہے کہ چونکہ آپ کی پیدائش ہماری پیدائش سے مختلف ہے۔ لہذا آپ ہمارے رسول نہیں ہو سکتے۔ درحقیقت حضرت عیسٰےؑ کا باپ تھا تب ہی وہ ایسے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن کے باپ تھے۔ اگر حضرت عیسٰے کا باپ نہ مانا جائے تو پھر مذکورہ بالا آیت کی رُو سے وہ نبی نہیں ہو سکتے۔

(۴) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ "اُنہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے پھر اگر تم اُن کے باپوں کو نہیں جانتے تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور تمہارے دوست ہیں۔" (۳۳ آیت ۵)

مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگوں کے باپ ہوتے ہیں۔ خواہ لوگ کسی شخص کے باپ کو نہ جانیں مگر نہ جاننے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ لوگوں کے باپ نہیں ہوتے چنانچہ کئی ایسے نبی گذرے ہیں جن کے باپوں کو لوگ نہیں جانتے مثلاً حضرت موسیٰؑ حضرت زکریاؑ حضرت الیاسؑ۔ حضرت یونسؑ وغیرہ تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو گا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر کسی عورت نے بغیر خاوند کے ہی بیٹا جن دینا تھا اور یہ بات خدا کے علم میں بھی تھی تو پھر اسی آیت میں یہ الفاظ بھی ہونے چاہئے تھے کہ اگر کسی کا باپ نہ ہو تو اُسے ایسا سمجھو۔ اب قرآن پاک میں ایسے الفاظ کا نہ ہونا صاف ثابت کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی عورت نہیں جس میں مرد اور عورت کی دونوں طاقتوں کا مجموعہ

ہو اور وہ بغیر خاوند کے بیٹا جن دے اور نہ دنیا میں کوئی ایسا انسان گذرا ہے جو عورت سے بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو۔

(۵) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا رب ہے۔" (۴۴۔ آیت ۸)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ کے مردوں اور عورتوں کے باپ دادا تھے جیسا کہ آج کل ہوتے ہیں اگر حضرت عیسےٰ کا باپ نہ ہوتا تو وہ ضرور اس آیت سے بھی مستثنےٰ قرار دیئے جاتے۔ باپ کا ہونا پہلے ضروری ہے۔ کیونکہ اگر باپ نہ ہو تو پھر دادا کیسے ہو جائے۔

(۶) وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ "اور باپ کی اور جو اُس سے پیدا ہوا"۔ (۹۰۔ آیت ۳)

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو عورت سے پیدا ہوتا ہے اس کا باپ بھی ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے۔ کہ بغیر باپ کے کوئی شخص عورت سے پیدا نہیں ہو سکتا اب حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش کو بغیر والد کے ماننا گویا اس آیت کو جھٹلانا ہے۔ بلاشبہ حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش کا مسئلہ تو متنازعہ فیہ ہے اس لئے یہ بطور مثال کے پیش نہیں کیا جا سکتا البتہ قرآن اور حدیث سے کسی اور شخص کا نام بتلایا جائے۔ جو کہ عورت سے پیدا ہوا ہو مگر اس کا باپ نہ ہو

## (۷) حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش بن باپ کا عقیدہ مسلمانوں میں کیونکر رائج ہوا

(۱) شروع میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مریم نے جائز طور پر حمل لے کر حضرت عیسےٰ کو جنا چنانچہ اُن کے خاوند کو یوسف نجّار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ جو کہ حضرت عیسےٰ کے باپ تھے اور اسی سے حضرت مریمؑ کے بطن سے کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اور ان تمام کا باپ وہی تھا۔ اور رسال نے بھی حضرت عیسےٰؑ کو یوسف نجّار کا ہی بیٹا کہا اور

خود حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنے آپ کو قریباً ساٹھ مرتبہ ابن آدم یعنی انسان کا بیٹا ہی کہہ کر پکارا اور علاوہ اس کے نہ صرف اُس زمانہ کے لوگ بلکہ اُن کے حواری بھی اُنہیں یوسف نجارؒ کا ہی بیٹا سمجھتے تھے۔ جیسا کہ اس کتاب کے دوسرے حصّہ میں مقدس بائیبل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(۲) دراصل بات یہ ہے کہ یہودی نہ صرف کھلم کھلا حضرت عیسٰےؑ کا انکار ہی کرتے۔ بلکہ اُن پر طرح طرح کے الزام لگاتے تھے تو اس وقت دوسرے لوگ یہ دیکھتے ہوئے کہ یہودی اپنی ہی قوم کے ایک فرد کو جھٹلا رہے ہیں حضرت عیسٰےؑ پر ایمان نہ لاتے چنانچہ کئی سال تک عیسائی مذہب کوئی ترقی نہ کرسکا کچھ عرصہ کے بعد ایک یہودی سینٹ پال نے جسے حضرت عیسٰےؑ کی زندگی میں نہ تو ایمان لانے اور نہ اُن کی تعلیم اور صحبت سے کچھ فائدہ اُٹھانے کا موقع ملا تھا عیسائی مذہب کو اختیار کرلیا وہ ایک چلتا پرزہ ہوشیار آدمی تھا اس نے جب یہ دیکھا کہ یہودی تو اس مذہب کو نہیں مانتے تو پھر اس کے سر میں یہ خیال سمایا کہ بہتر ہوگا۔ کہ اس مذہب کو دوسری قوموں کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنی توجہ یورپ کی طرف پھیر دی۔

(۳) یورپ میں اس وقت بُت پرستی کا بہت زور تھا چنانچہ اہل یورپ اس بات کے قائل تھے۔ کہ خدا کنواری سے پیدا ہو کر بطور اوتار کے دنیا میں آتا ہے اور وہ خدا کا بیٹا کہلاتا ہے۔ سینٹ پال ذہین آدمی تو تھا ہی اس نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا اور ان تمام حالات کا مطالعہ کرکے اس نے یہ کہنا شروع کردیا۔ کہ حضرت عیسٰےؑ کنواری سے پیدا ہوئے اس لیے وہ خدا کا اوتار اور اس کا بیٹا ہے۔ بلاشبہ جب تک عیسائی اُن کو یوسف نجار کا بیٹا کہتے رہے تو کوئی ترقی نہ کرسکے اس لیے اُنہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت عیسٰےؑ کا درجہ بڑھا کر اُنہیں خدا کا بیٹا بنایا جائے تاکہ ترقی کرنے کا کوئی راستہ نکل آئے چنانچہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے یسعیاہ نبی کی اس پیشگوئی کو کہ جوان عورت حاملہ

ہوگی اور بیٹا جنے گی بدل کر یہ معنی کر دیئے کہ کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور پھر اس پیشگوئی کو حضرت عیسےٰؑ پر چسپاں کر دیا۔ چنانچہ یونان کے بادشاہ کونسٹنٹاین کو یہی بتلایا گیا اور اُسنے عیسائی مذہب کو اختیار کر لیا اگر غور کر کے دیکھا جائے تو یورپ نے کوئی نیا مذہب اختیار نہیں کیا بلکہ وہی پرانا اپنے باپ دادوں والا مذہب رکھا صرف اتنی تبدیلی کی کہ بجائے پرانے خداؤں اور پرانے بیٹوں کے حضرت عیسےٰ کو بطور ایک نیا خدا اور نیا بیٹا کے تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اب تمام دنیا میں اسی کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

(۴) جناب رسالتمآبؐ کی زندگی میں بھی عیسائیوں کے یہی عقاید تھے جیسا کہ وفد نجران کی بحث سے معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صلعم نے ان عقاید کی خوب تردید کی مگر بدقسمتی سے اہل اسلام میں اس کی اشاعت نہ ہو سکی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان نہ صرف اس تعلیم کو ہی بھول گئے۔ بلکہ اس سے دور جا پڑے چنانچہ نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ جوں جوں عرب کے عیسائی مذہب اسلام کو اختیار کرتے تھے اُسی نسبت سے وہ اپنے عقاید بھی مسلمانوں میں رائج کرتے گئے۔ کیونکہ صدیوں کے پرانے عقائد کا جو کہ نسلاً بعد نسلاً ان میں رچے ہوئے تھے اتنی جلد نکل جانا کچھ آسان نہ تھا اس حدیث کو ملاحظہ کیجیے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ سَلَکُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَکْتُمُوْہُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ۔ ابوسعید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور ان کے رستوں پر چلوگے جو تم سے پہلے تھے (ایسی موافقت ہوگی جیسے) بالشت پر بالشت اور ہاتھ پر ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہیں تو تم بھی اسی میں گھس جاؤگے ہم نے پوچھا یا رسول اللہ یہود اور انصار (مراد ہیں) فرمایا اور کون۔ (بخاری)

اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے۔ کہ جو لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے وہ بھی اپنی رسمیں مسلمانوں میں پھیلاتے رہے۔ بلاشبہ یہ عیسائیت کا ہی اثر ہے کہ حضرت مریمؑ کا خدا کی قدرت سے حاملہ ہونا

اور حضرت عیسٰےؑ کا کنواری سے پیدا ہونا اکثر مسلمان تسلیم کرتے ہیں

(۵) مسلمانوں میں ان عقاید کے پھیلنے کا دوسرا سبب یہ ہوا کہ عام طور پر مفسرین نے عیسائیوں کے عقاید سے متاثر ہو کر قرآن پاک کی آیات کے وہ معنی کئے جن سے ان خیالات کی تائید ہو شلاً "وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ" کا یہ مطلب بیان کر دیا کہ حضرت عیسٰےؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور بل رفعہ اللہ کے یہ معنی بیان کر دیئے کہ حضرت عیسٰےؑ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ مگر ایسے حضرات نے اتنا بھی نہ سوچا کہ وہ قرآن پاک کی ایسی غلط تفسیر کر کے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج عیسائی ایسے عقاید رکھنے والے مسلمانوں کو ہر میدان میں شکست پر شکست دے رہے ہیں۔ عیاں را چہ بیاں۔

(۶) تیسرا سبب یہ ہوا کہ چونکہ یہودی حضرت مریمؑ پر زنا کا بہتان لگاتے تھے اس لئے مسلمانوں نے اُن کا خاوند قرار دینے میں اُن کی کسر شان سمجھی اور عیسائیوں کے ساتھ متفق ہو کر انہیں کنواری سمجھا اور اُن کے حمل کو خدا کی طرف منسوب کر دیا گویا قرآن پاک کی اُن آیات پر جن سے حضرت مریم کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے کوئی غور نہ کیا حالانکہ حضرت مریمؑ کا خاوند قرار دینا ان کی شان کے خلاف نہیں بلکہ اُن کا خاوند قرار نہ دینا ان کی شان کے خلاف ہے غرضیکہ عیسائیوں نے بائبل کی غلط تفسیر کر کے کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا۔ جس کی تائید مسلمانوں نے بھی کر دی۔ نہ صرف یورپ کو بلکہ دنیا کے اکثر لوگوں کو حضرت عیسٰےؑ کا خدا اور خدا کا بیٹا ہونا تسلیم کرا لیا۔ اور مسلمانوں نے چند آیات کی غلط تفسیر کر کے اور یہ کہہ کر بھی کہ حضرت مریمؑ کو خدا کی قدرت سے حمل ہوا اپنے مذہب کی اشاعت کے متعلق کوئی فایدہ نہ اُٹھایا بلکہ عیسائیوں کے باطل عقاید کی تائید کی۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے۔ کہ بجائے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید کرنے کے اپنے ہاتھوں سے ہی اُن کو بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا مذہب پھیلانے کا موقع دے دیا اگر اہل اسلام قرآن کریم اور حدیث شریف کے ماتحت یہ کہہ دیتے کہ حضرت مریمؑ نے خاوند کر کے اپنی عصمت کی محافظت کی تو اس سے ایک

تو یہودیوں کے اعتراضوں کے جواب بھی دے دیتے اور دوسرے عیسائیوں کے باطل عقاید کی تردید بھی کر دیتے اور تیسرے اپنے مذہب کی اشاعت کو بھی تقویت پہنچاتے۔ اب عیسائی جتنا زور حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت پر دے رہے ہیں۔ اہل اسلام اس کا عشر عشیر بھی اللہ کی توحید منوانے پر بھی خرچ نہیں کرتے بلکہ یہ دیکھتے ہوئے کہ کس طرح باطل حق کو دبا رہا ہے پھر بھی اس کے ابھارنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے حالانکہ انہیں عیسائیوں کی مثال دے کر اپنے دین کو پھیلانے کا حکم دیا گیا تھا اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ۔ جس طرح عیسےٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا اللہ کے رستہ میں کون میرے مددگار ہیں حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں" (۶۱۔ آیت ۱۴) اب غور کر کے دیکھ لیجئے کہ کس طرح سے عیسائی اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے دنیا کے کونے کونے تک پہنچے ہوئے ہیں اور اہل اسلام ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ جب سے مسلمانوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کو چھوڑ رکھا ہے اُسی وقت سے یہ رُو بہ تنزل ہیں۔ حالانکہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم اپنے دین کی اشاعت کرو گے تو اللہ تمہیں مضبوط کر دے گا اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۔ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم مضبوط کر دے گا" (۴۷۔ آیت ۷)

(۷) چوتھا سبب یہ ہوا۔ کہ جب مسلمان قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو یہ خیال پہلے سے ہی ذہن نشین ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے لہذا اُن کے متعلق جتنی آیات اُن کے پیش نظر ہوتی ہیں اُن تمام سے وہی استدلال نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے جو کہ اُن کے پرانے خیال کے ساتھ متفق ہو سکیں کیونکہ اس کے خلاف جانا کفر سمجھا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک اس عقیدے کی اصلاح نہ ہو سکی۔ چنانچہ جب کبھی ایسے صاحبان کو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰے کا باپ تھا۔ تو حیرت میں پڑ جاتے ہیں اور تعجب سے پوچھتے ہیں۔ کہ کون تھا؟ مگر جب اس کے جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسٰےؑ کا باپ کون تھا؟ تو پھر خاموش رہ جاتے ہیں۔ دوستو! کسی کا باپ نہ جاننے سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو عورت سے تولد ہوگا وہ بغیر باپ کے نہ ہوگا۔ عقلمند صاحبان کے لئے ایک اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

(۸) پانچواں سبب یہ ہوا کہ حضرت مسیح کی پیدائش بلا باپ کے خلاف کچھ لکھنا کفر کا موجب سمجھا گیا یہی وجہ ہے کہ آج تک مسلمانوں نے نہ تو اس مسئلہ کی کوئی تحقیقات کی اور نہ اس پر کچھ روشنی ڈالی گویا لاپرواہی سے کام لیتے رہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اہل اسلام نے اس مسئلہ کو اس قابل ہی نہ سمجھا کہ اس کی طرف کوئی توجہ کریں چنانچہ اس مسئلہ کے متعلق لکھنے والوں کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں کو اپنے باطل عقاید جن کی بنیاد حضرت مسیح کی غیر معمولی پیدائش پر رکھی ہوئی ہے۔ دنیا میں پھیلانے کا خوب موقع مل گیا اور اس گمراہی کے سیلاب کو روکنے والا کوئی نہ رہا۔ آخر روکنے والے تو مسلمان ہی تھے مگر افسوس وہی ان کی تائید کرنے والے بن گئے اس طرح سے حق کی اشاعت تو دب گئی اور گمراہی دنیا میں پھیل گئی۔ بلا شبہ ہندوستان میں سب سے پہلے سرسید مرحوم نے یہ سمجھ کر کہ عیسائی نہ صرف حیات مسیح بلکہ ولادت مسیح سے بھی ناجائز فائدہ اٹھا کر دنیا بھر میں گمراہی پھیلا رہے ہیں اپنی تفسیر میں اس کی تحقیقات کی اور اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت عیسٰے کا باپ ثابت کیا۔ اس کے بعد ماسٹر محمد سعید صاحب نے "سعادت مرتبہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی بعد ازاں مولوی امام الدین صاحب گجراتی نے ایک کتاب بنام التنقیح۔ فی۔ ولادت مسیح تحریر کی۔ اس کے بعد قبلہ حضرت مولانا محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس مسئلہ کی بڑی تحقیقات کر کے اس پر خوب روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ایک

رسالہ بنام "ولادتِ مسیح" لکھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام صاحبان کو جزائے خیر دے۔ حقیقتاً ایسے صاحبان کی ایسی خدمات دنیاوی اغراض سے بے لوث ہیں کیونکہ حضرت مسیح کا باپ ثابت کرکے اُنہوں نے کوئی ذاتی فائدہ تو نہیں اُٹھایا۔ بلکہ عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کرکے اشاعت اسلام کو تقویت پہنچائی البتہ محض وفاتِ مسیح کے ثابت کرنے سے یہ غرض تو ہو سکتی ہے۔ کہ مسیح موعود کے دعوے کی بنیاد پڑ جائے۔

## (۸) قادیانی عقیدے پر ایک نظر

قادیانی حضرات تو یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مریمؑ مرد اور عورت دونوں طاقتوں کا مجموعہ تھیں حالانکہ ایسے شخص کو خنثا خیال کرکے معیوب سمجھا جاتا ہے بلاشبہ ایسے شخص کے قوئے مکمل نہیں ہوتے نہ تو مرد کے اور نہ عورت کے گویا ادھورا رہتا ہے جیساکہ قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے "یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَۃٍ" ہم نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر لوتھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے جو (کبھی) پورا بن جاتا ہے اور (کبھی) ادھورا رہتا ہے" (۲۲۔ آیت ۵) بھلا ایسے شخص کے ہاں اولاد کیسے پیدا ہو۔ چنانچہ دنیا میں کسی خنثا کے ہاں اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ مگر حضرت مریمؑ کے متعلق ایسا کہنا اُن کی شان کے خلاف ہے کیونکہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اُنہیں ایک عورت کے پورے قوئے دیئے تھے۔ جیساکہ کلام ربانی اس پر شاہد ہے۔ "فَتَقَبَّلَھَا رَبُّھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا" سو اس کے رب نے اس کو اچھی قبولیت سے قبول کیا اور اس کو عمدہ پرورش سے بڑھایا" (۳۔ آیت ۳۶)

(۲) اگر حضرت مریمؑ میں مرد اور عورت کی دونوں طاقتیں موجود تھیں جن کے ملنے سے حضرت عیسےٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوگئے تھے تو پھر کس واسطے اُن کے دوسرے بھائی اور بہنیں ان دونوں طاقتوں کے ملنے سے پیدا نہ ہوئے اور اُن کی پیدائش کے سلسلے میں کیوں یہ دونوں

طاقتیں بے کار ہوگئیں۔ اور کس واسطے اُنہیں دوسرے بچوں کے لئے خاوند کرنا پڑا۔ جس سے صاف ثابت ہوتاہے کہ حضرت مریمؑ میں دونوں طاقتیں کبھی بھی نہ تھیں اگر تمام لڑکے اور لڑکیاں بغیر خاوند کے ہی پیدا ہو جاتے تو اس وقت ایسا نتیجہ نکالنا درست ہوتا۔ علاوہ ازیں اگر ماں میں دو طاقتیں پائی جائیں۔ تو پھر اس کے بیٹے میں دونوں طاقتیں کیوں نہ ہوں چنانچہ مشہور مثال ہے جیسی کھیتی ویسا پھل۔ یہی وجہ ہے کہ اہل نصاریٰ نے حضرت عیسےؑ میں دو طاقتیں مانتے ہیں۔ کہ وہ خدا بھی تھے۔ اور انسان بھی گویا حضرت مریمؑ میں دو طاقتیں ماننے سے عیسائیوں کے باطل عقاید کی اور تائید ہو جاتی ہے اور بات وہی رہتی ہے کہ اُن کو بغیر مرد کی طاقت یعنی نطفہ کے حمل نہ ہوا۔ خدا جانے حضرت مریمؑ کے لئے الگ خاوند قرار دیتے ہیں۔ احمدی حضرات کو کیا نقصان پہنچ جاتاہے جو اُن کے متعلق یہ کہنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ مرد اور عورت دونوں کی طاقت کا مجموعہ تھیں۔ گویا "ھٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ" کی مثال اُن پر صادق آتی ہے۔ جس کا نہ تو کوئی فلسفہ ہے اور نہ اِس سے عیسائیوں کے باطل عقایدکی کوئی تردید ہوتی ہے۔

(۳) اگر خدا نے کچھ ایسی عورتیں بھی پیدا کی ہوتیں جن میں مرد اور عورت دونوں کی طاقتیں رکھی جاتیں۔ تو پھر قرآن پاک میں اُن کے نشانات کا بھی کچھ ذکر ہونا چاہئے تھا۔ تاکہ مرد سمجھ لیں کہ فلاں عورت دونوں طاقتوں کا مجموعہ ہے لہذا اس سے نکاح نہ کریں۔ کیونکہ ایسی عورتیں تو بغیر خاوند کے ہی بچہ جن دیں گی۔ اگر کوئی نشانات نہ ہوں تو پھر کئی عورتیں زنا سے بچے پیدا کرکے نہایت آسانی سے یہ کہہ دیں گی۔ کہ ہم میں دونوں طاقتوں کا مجموعہ ہے لہذا ہم نے بغیر خاوند کے بچے پیدا کر دیئے۔ علاوہ ازیں ایسی عورتوں کے متعلق یہ الفاظ بھی ہونے چاہئیں کہ جو عورتیں بغیر نطفہ ڈالنے کے ہی حاملہ ہو جائیں۔ گویا ذیل کی آیات سے اُن کو مستثنےٰ قرار دینا چاہئے تھا۔

(۱) فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا۔ پھر جب وہ (مرد) اس (عورت) کو ڈھانکتا

ہے تو وہ ایک ہلکا سا بوجھ اُٹھا لیتی ہے" (۷، آیت ۱۸۹)

(ب) اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ کیا وہ (انسان) منی کا ایک نطفہ نہ تھا۔ جو ڈالی جاتی ہے۔ (۷۵۔ آیت ۳۷)

(ج) فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ "پس انسان دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ گرائے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ (۸۶۔ آیت ۵)

نطفہ کا ڈالنا اور گرانا ہی صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ چیز عورت کے اندر موجود نہیں ہے اس حدیث کو بھی ملاحظہ کیجئے۔ مَا تُمْنُوْنَ هِيَ النُّطْفَةُ فِي الْاَرْحَامِ النِّسَاءِ" نطفہ جو تم عورتوں کے رحم میں ڈالتے ہو" (بخاری کتاب التفسیر سورہ الواقعہ۔ (۵۶ آیت ۵۸)

(۴) بلا شبہ قادیانی حضرات کے ہاتھوں میں بھی حضرت عیسےٰ کی پیدائش بن باپ کا کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ کہیں کہ "مسیح موعود" نے فرمایا ہے۔ اب یہ کوئی دلیل نہیں بلکہ تقلید ہے اور اسی نے مسلمانوں کا ستیاناس کیا اور اپنی عقل سے کچھ کام نہ لیا۔ گویا اپنی عقل دوسروں کے پاس گروی رکھ دی۔ کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب اسی واسطے دنیا میں مبعوث ہوئے تھے کہ آئندہ کے لئے فہم قرآن کا دروازہ بند کر دیں؟ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں میں تقلید کا مادہ بہت ہے اور تحقیقات کا بہت ہی کم چنانچہ "مسیح موعود" کا دم بھرنے والوں میں بھی کوئی چنداں تبدیلی نہیں ہوئی۔ کیونکہ اُن میں بھی ویسا ہی تقلید کا مادہ ہے جیسا کہ دوسرے مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں۔ کسی نے امام ابو حنیفہ کی تقلید کر لی اور کسی نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اپنا امام بنا لیا غرضیکہ تقلید کے جال میں دونوں ہی پھنسے رہے۔ ایسے صاحبان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ ایسی تقلید کا جس سے انسان اپنی عقل سے بھی کوئی کام نہ لے سکے۔ کیا فائدہ؟ حالانکہ قرآن پاک کے نازل کئے جانے کی غرض یہی ہے کہ انسان عقل اور سمجھ سے کام لے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ "ہم نے یہ قرآن عربی اُتارا ہے تاکہ تم سمجھو" (۱۲۔ آیت ۲) اگر باپ دادوں کی ہی تقلید کرنی

ہوتی تو پھر رسول اللہ صلعم بھی بجائے قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کرنے کے اپنے آباؤ اجداد کی ہی تقلید کرتے ؛

(۵) بلاشبہ حضرت مرزا غلام احمد پہلے اسی خیال پر تھے کہ حضرت عیسٰیؑ زندہ ہیں ۔ اور وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے مگر جب ہندوستان میں سب سے پہلے سر سید احمد مرحوم نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عیسےٰ کا باپ تھا اور وہ وفات پا گئے ۔ تو اس کے بعد مرزا صاحب نے کہا کہ خدا نے مجھے بذریعہ وحی کے بتلایا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ وفات پا چکے ہیں ۔ گویا خدا کی وحی اور سر سید کی عقل برابر ہو گئی چونکہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ بغیر وفات مسیحؑ کے چلتا نہیں اس لئے حضرت مرزا صاحب زندگی بھر اسی پر زور دیتے رہے اور حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے متعلق اپنے پرانے خیال پر ہی جمے رہے ۔ جیسا کہ امام الدین مرحوم گجراتی کو اس کے خط کے جواب میں لکھا کہ ابھی تک اس مسئلہ کے متعلق خدا نے مجھے کچھ نہیں بتلایا ۔ دراصل یہ حضرت مرزا صاحب کا اپنا اجتہاد تھا کہ حضرت مریمؑ مرد اور عورت دونوں کی طاقتوں کا مجموعہ تھیں ۔ جس کی وجہ سے حضرت عیسٰیؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ورنہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ؛

(۶) حضرت میرزا غلام احمد نے صاف لکھا ہے کہ حضرت مریمؑ کی منگنی ہو چکی تھی اور وہ اپنے منگیتر یوسف کے ساتھ آزادانہ پھرتی تھیں ۔ اور یوسف سے اُن کے ہاں کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اب یہ بات تو نہایت ہی بودی ہے ۔ کہ حضرت عیسٰےؑ تو خدا کی طاقت سے اور اُن کے باقی بھائی اور بہنیں یوسف کی طاقت سے پیدا ہوں ۔ اس تحریر کو ملاحظہ کیجئے ۔

(۵) ان افغانوں کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے ایام الصلح ۔ علاوہ ازیں حضرت مریم کا یوسف کی منگیتر ہونا مقدس بائیبل سے بھی صاف ثابت ہے ۔

(۷) اب احمدی حضرات کا ہر وقت وفات مسیحؑ کو ہی رٹنا صاف ثابت کرتا ہے کہ وہ بھی عیسائیوں کے ان باطل عقائد کو جو کہ کنواری کے حمل پر مبنی ہیں۔ کوئی تردید نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ خرق عادت کے طور پر بلا باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ خدا جانے احمدیوں کی عقلوں پر بھی کیا پردہ پڑ گیا۔ کہ یہ ایک معمولی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی کہ جب وفات مسیح کو اس دلیل کے ماتحت مانا اور منوایا جاتا ہے کہ حضرت عیسٰےؑ کو زندہ آسمان پر تسلیم کرنے سے انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے افضل ماننا پڑتا ہے۔ چنانچہ بڑے زور شور سے یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ فہمند ۔۔۔ مگر مدفون یثرب را نداد نداں فضیلت را

غیرت کی جا ہے عیسٰے زندہ ہو آسمان پر ۔۔۔ مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

رسول حق کو مٹی میں سلایا ۔۔۔ مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا

یہ توہین کرکے پھل ویسا ہی پایا ۔۔۔ اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

تو پھر اسی دلیل کے ماتحت حضرت عیسٰے کا باپ کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا کیونکہ اُن کی خرق عادت پیدائش بھی تو انہیں جناب رسالتمآب صلعم سے افضل ہی ٹھہراتی ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ اگر حضرت عیسٰےؑ آسمان پر اُٹھائے جانے کی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ پر کوئی فضلیت پا سکتے ہیں۔ تو پھر وہ غیر معمولی طور پر پیدا ہو جانے کی وجہ سے کیوں اُن پر کوئی فضیلت نہیں پا سکتے؟ جبکہ دونوں باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ بلکہ پیدائشی فضیلت تو بدرجہا اولیٰ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کی والدہ مکرمہ کو خرق عادت کے طور پر حمل ہوا اور حضرت محمد رسول اللہؐ کی والدہ محترمہ کو ایک خاوند کے ذریعے گویا معمولی حمل سے پیدا شدہ انسان تو معمولی اور غیر معمولی حمل سے پیدا شدہ غیر معمولی۔ جب حمل کرنے والوں میں فرق ہے۔ تو پھر بچوں میں فرق کیوں نہ ہو؟ اس شعر پر خوب غور کیجئے۔

خدا کے فعل سے فعل بشر کیونکر برابر ہو! ۔۔۔ وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

بلاشبہ عیسائیوں نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت عیسےٰ کی غیر معمولی پیدائش پر رکھی ہوئی ہے نہ کہ اُن کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے پر۔ اب عیسائیوں کے مذہب کی بنیاد کو نہ گرانا اور صرف حضرت مسیح کی وفات پر زور دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۸) علاوہ ازیں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جب حضرت مسیحؑ کی پیدائش خرق عادت کے طور پر ہو سکتی ہے تو پھر اُن کا آسمان پر اُٹھایا جانا کس واسطے خرق عادت کے طور پر نہیں ہو سکتا ایک بات کو خرق عادت ماننا اور دوسری کا انکار کرنا خلاف اصول ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اُنہیں بغیر باپ کے پیدا کرنے پر قادر تھا تو کیا اُنہیں آسمان کی طرف لے جانے پر قادر نہ تھا اس پر حامیان حیاتِ مسیح کی یہ دلیل بھی زبردست ہے کہ چونکہ حضرت عیسےٰ روح سے پیدا ہوئے تھے گویا اُن کا جسم روحانی تھا کیونکہ بغیر مرد کے نطفہ سے پیدا ہونے کی وجہ سے اُنہیں اللہ کا کلمہ اور اس کی روح کہا گیا جیسا کہ قرآن پاک شاہد ہے اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۔ "مسیح عیسےٰ بن مریم مرد اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ جو اس نے مریم کی القا کیا اور اس کی طرف سے روح ہے۔" (۴۔ آیت ۱۷۱) یہی سبب ہے کہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے کیونکہ تمام کلمات اور روح اوپر ہی چڑھتے ہیں ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَيْهِ۔ فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔" (۷۰۔ آیت ۴) اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ "اسی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے۔" (۳۵۔ آیت ۱۰) دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ جب اُن کی پیدائش مٹی سے نہیں تو پھر اُن کی وفات مٹی میں کیوں ہو۔

(۹) اب حضرت عیسےٰ کی پیدائش کو کیڑے مکوڑوں کی پیدائش سے تشبیہ دے کر بلا باپ کے ثابت کرنا اور اُن کے آسمان پر اُٹھائے جانے کو فرشتوں اور روحوں کی مثال دے کر ثابت نہ کرنا خلاف قاعدہ ہے۔ کیونکہ ایک نبی کی پیدائش کو کیڑوں سے مشابہت دینا اس کی شان

کے شایاں نہیں البتہ اُن کے آسمان پر اُٹھائے جانے کو فرشتوں اور روحوں سے تشبیہ دینا اُن کی شان کے شایاں ہے اگر یہ کہا جائے کہ اُن کی پیدائش بلا باپ کو نہ ماننا دہریہ پن ہے تو پھر اُن کا بجسد عنصری آسمان پر اُٹھایا جانا تسلیم نہ کرنا کیونکر دہریہ پن نہ ہو؟ جو جواب اس کے متعلق دیا جائے وہی پیدائش کے متعلق سمجھ لیا جائے اگر یہ کہا جائے کہ وہ فرشتے نہیں تھے جو آسمان پر چڑھ جاتے تو پھر اسی طرح سے وہ کیڑے مکوڑے بھی نہیں تھے جو بغیر باپ کے پیدا ہو جاتے۔ کیونکہ انسانی پیدائش کا قانون تو کیڑوں کی پیدائش کے قانون سے بالکل الگ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُن کی وفات قرآن پاک سے ثابت ہے۔ تو پھر اسی طرح سے اُن کا عورت کے ذریعے نطفہ سے پیدا ہونا صاف ثابت کرتا ہے کہ اُن کا باپ تھا۔

(۱۰) حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے متعلق جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت میرزا غلام احمد کے اقوال کا مقابلہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کسی صحیح نتیجے پر پہنچ کر اس بات کا فیصلہ کر سکیں کہ دونوں میں سے کس کا قول سچا ہے۔

### قول جناب رسالتمآب صلعم

حضرت عیسیٰؑ کو اُن کی والدہ نے اس طرح سے حمل میں لیا جس طرح دوسری عورتیں حمل میں لیا کرتی ہیں۔ اور اُسی طرح سے جنا جس طرح دوسری جنتی ہیں اسی طرح سے خوراک دی جس طرح دوسری عورتیں خوراک دیتی ہیں۔

جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مریمؑ میں ایک بات بھی غیر معمولی نہ تھی۔

### قول حضرت میرزا صاحب

حضرت مریمؑ کو خرق عادت کے طور پر حمل ہوا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ ایک غیر معمولی عورت تھیں۔

دراصل یہ میرزا صاحب کا اپنا اجتہاد تھا جو کہ رسول اللہؐ کی حدیث کے خلاف ہے لہذا اس کا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ اگر حضرت میرزا صاحب کی نظر اس حدیث پر پڑ جاتی تو یقیناً ایسے اجتہاد کی تردید کر دیتے۔ کیونکہ وہ حق پسند انسان تھے۔ جو کہ خدا رسیدہ لوگوں کا نشان ہوتا ہے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔" اور ہم نے تیری طرف کتاب حق کے ساتھ اُتاری اس کی تصدیق کرتی ہوئی۔ جو اس سے پہلے کتاب میں سے ہے اور اس پر نگہبان۔ (۵-آیت ۴۸)

وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ

اور بنی اسرائیل سے روایت کرو کوئی حرج نہیں۔ انجاری کتاب الانبیاء

# آیاتِ صریح

# فی

# ولادتِ مسیح

## حصہ دوئم ازروئے مقدس بائیبل

بلا شبہ حضرت مسیحؑ کی ولادت بن باپ کا افترا کرنے والے پہلے عیسائی ہیں جس سے اُن کی غرض یہ ہے کہ لوگ اس بات پر ایمان لے آئیں کہ حضرت عیسےٰؑ کنواری سے پیدا ہونے کی وجہ سے (نعوذ باللہ) خدا اور خدا کے بیٹے تھے۔ چنانچہ اس مقصد کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے انجیل سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ وہ بلا باپ کے پیدا ہوئے جس کی اکثر مسلمان بھی یہ سمجھ کر تائید کرتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا باپ تسلیم کرنا اُن کی شان کے خلاف ہے خواہ اس سے اُن کے باطل عقاید کی تائید ہی ہوتی رہے۔

### (۱) وہ آیات جن سے حضرت مسیحؑ کی پیدائش بن باپ کا نتیجہ نکالا جاتا ہے

(۱) اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی

گئی متی ۱ آیت ۱۵) اب اس پر ذیل کے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔

پہلا اعتراض۔ حضرت مسیح کو تو صلب کی رُو یعنی نطفہ سے پیدا کرنے کا وعدہ تھا روح القدس سے پیدا کر کے وعدہ شکنی کیوں کی گئی۔ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے "پس نبی ہو کر اور یہ جان کر کہ خدا نے مجھ سے قسم کھائی ہے کہ تیری نسل سے جسم کی رُو سے مسیح کو تیرے تخت پر بٹھاؤں گا۔ (اعمال ۲۔ آیت ۳۰) لفظ نسل سے نہ صرف مقدس بائیبل بلکہ قرآن مجید سے بھی نطفہ ہی مراد ہے جس سے نسل قائم رہتی ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱) "تب یہودہ نے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا اور اپنی بھاوج کا حق ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا۔ لیکن اونان نے جانا کہ یہ نسل میری نہ کہلائے گی۔ اور یوں ہوا کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو پاس جاتا تھا تو نطفے کو زمین پر ضائع کرتا تھا نہ ہووے کہ اس کا بھائی اس سے نسل پاوے" پیدائش ۳۸ آیت ۸ و ۹

(ب) "تیرے باپ کی جورو کی بیٹی جو تیرے باپ کے نطفہ سے ہے تیری بہن ہے تو اس کی برہنگی ظاہر نہ کر" احبار ۱۸۔ آیت ۱۱)

(ج) "وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝" انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔ پھر اس کی نسل ایک نچوڑے سے ٹھہرائی جو کمزور پانی میں آجاتا ہے۔ (۳۲۔ آیت ۷ و ۸)

دوسرا اعتراض:۔ روح القدس تو خود کوئی مادہ چیز نہیں اور نہ وہ مادہ چیز کو پکڑ سکتی ہے لہذا وہ حاملہ کیسے کرے یہ تو نہ صرف فطرت بلکہ عقل کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ قادر مطلق تو

---

a Therefore being a prophet, and knowing that God had sworn with an oath to him, that of the fruit of his loins, according to the flesh, he would raise up Christ to sit on his throne. (Acts 2—30)

وہی کام کرتا ہے جسے انسان نہ کر سکے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے۔" اُس نے کہا جو انسان سے نہیں ہو سکتا وہ خدا سے ہو سکتا ہے"۔ (لوقا ۱۸۔ آیت ۲۷) بلاشبہ مادی چیز ہی مادہ کو حاملہ کر سکتی ہے جب ایک مرد آسانی سے عورت کو حاملہ کر سکتا ہے تو پھر روح القدس کے حمل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور نہ عورتوں کو حمل کرنا اس کی شان کے شایاں ہے یہی وجہ ہے کہ نہ تو حضرت مریمؑ نے کبھی یہ کہا کہ اُنہیں خدا کی قدرت سے بغیر خاوند کے حمل ہوا۔ اور نہ حضرت عیسےٰؑ نے کبھی یہ کہا کہ وہ روح القدس کے بیٹے تھے۔

تیسرا اعتراض:۔ حضرت مسیحؑ کے دوسرے بھائیوں کے لئے کیوں نہ حضرت مریمؑ کو روح القدس کی قدرت سے حمل ہوا؟ کیا اُس وقت روح القدس کمزور ہو چکا تھا؟ اب صرف حضرت یسوعؑ کو روح القدس کے حمل سے ماننا اور اُن کے دوسرے بھائیوں کو یوسف نجار کے حمل سے ماننا ہرگز مقتضائے عقل نہیں۔ نہ صرف اُن کے بھائی تھے بلکہ بہنیں بھی تھیں ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

"(۱) کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اس کی ماں کا نام مریمؑ اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں"۔ (متی ۱۳۔ آیت ۵۵)

(۲) کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے اور کیا اس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟ (مرقس ۶۔ آیت ۳)

(۳) اور وہاں بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوع کی خدمت کرتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے آئی تھیں دُور سے دیکھ رہی تھیں اُن میں مریم مگدلینی تھی اور یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور زبدی کے بیٹوں کی ماں (متی ۲۷۔ آیت ۵۵ و ۵۶)

(۴) مگر اور رسولوں میں سے خداوند کے بھائی یعقوب کے سوا کسی سے نہ ملا"۔ (گلتیوں ۱-۱۹)

(۵) پھر اس (حضرت مسیحؑ) کی ماں اور اس کے بھائی آئے اور باہر کھڑے ہو کر اُسے بلوا بھیجا (مرقس۔ ۳ آیت ۳۱) اگر حضرت مسیحؑ کے مذکورہ بالا بھائی اور بہنیں بھی روح القدس کی

قدرت کے حمل سے پیدا ہوئے تھے تو پھر انہیں کس واسطے خدا کے بیٹے اور بیٹیاں نہیں کہا جاتا۔ اگر وہ اس طور پر پیدا نہیں ہوئے تھے۔ تو پھر اُن کا باپ کون تھا؟

**چوتھا اعتراض:-** کیا خاوند بیوی کی ہم بستری کے وقت لوگ انہیں دیکھا کرتے ہیں؟ یقیناً ایسی نازک اور نجی حالت کو کوئی شخص نہیں دیکھتا تو پھر حضرت مسیح کی وفات کے کئی سو سال کے بعد متی کی انجیل لکھنے والے کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ "اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی"۔ عقلمند حضرات کے لئے غور کرنے کا موقع ہے۔ اب یہ الفاظ جو کہ نہ تو خدا نے کہے اور نہ فرشتہ نے سوائے متی کی انجیل کے اور کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ بعد ازاں اس غرض سے زائد کئے گئے ہیں تاکہ حضرت مسیحؑ کا کنواری سے پیدا ہونا ثابت ہو سکے مگر افسوس متی کی انجیل کا مصنف یہ وجہ بیان نہ کر سکا کہ یوسف اور مریم کے درمیان کونسی ایسی رکاوٹ تھی کہ خاوند اپنی بیوی کے پاس نہ جائے آخر منگنی کیوں کی گئی تھی؟ اور کس واسطے یوسف نجار کو حضرت مریمؑ کا خاوند قرار دیا گیا تھا؟ اس آیت پر غور کیجئے:۔ "اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا یہ اُس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا۔ جو مسیح کہلاتا ہے"۔ (متی ۱۔ آیت ۱۶)
ناظرین اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ یوسف قبل نکاح حضرت مریمؑ کا چچا کا بیٹا بھائی تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ بہ حیثیت بہن بھائی کے پہلے بھی ملتے تھے تو پھر نکاح کے بعد کیوں نہ اُن کا آپس میں میل جول ہو۔؟

**پانچواں اعتراض:-** اگر حضرت عیسےٰؑ روح القدس کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے تو پھر دوسرے لوگ کس کی قدرت سے پیدا ہوتے ہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ وہ خدا کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے۔ تو کیا حضرت آدمؑ اور دیگر انبیاء علیہ السلام قدرت ناقصہ سے پیدا ہوئے تھے؟ علاوہ ازیں ملک صدق کو جو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا تھا۔ وہ کون سی قدرت تھی؟ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے:۔ "اور یہ ملک صدق رشالیم کا بادشاہ خدا تعالیٰ کا کاہن۔ ہمیشہ

کاہن رہتا ہے۔ جب ابراہیم بادشاہوں کو قتل کر کے واپس آتا تھا تو اُسی نے اُس کا استقبال کیا اور اس کے لئے برکت چاہی اس کو ابراہیم نے سب چیزوں کی دہیکی دی یہ اوّل تو اپنے نام کے معنی کے موافق راستبازی کا بادشاہ ہے۔ اور پھر شالیم یعنی صلح کا بادشاہ۔ یہ بے باپ۔ بے ماں بے نسبنامہ ہے نہ اُس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر۔ بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔" (عبرانیوں ۷۔ آیت ۱تا ۳)

**چھٹا** اعتراض:۔ کیا موسوی شریعت میں کنواری منگیتر کو مرد کی بیوی نہیں کہا گیا؟ ذیل کی آیات پڑھ کر جواب دیجئے۔

(۱) اور کون شخص ہے جس نے کسی عورت سے اپنی منگنی کی ہے اور وہ اُسے اپنے پاس نہیں لایا؟ تو وہ بھی روانہ ہوا اور اپنے گھر کو پھر جائے تا نہ ہو کہ وہ لڑتے وقت قتل ہو اور دوسرا مرد اُسے لے" (استثنا ۲۰۔ آیت ۷)

(۲) جو لڑکی کہ کنواری ہے اور وہ کسی کی منگیتر ہو اور کوئی شخص اُسے شہر میں پا کے اُس سے ہم صحبت ہوے تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے دروازے پر نکال لاؤ۔ اور تم اُن پر پتھراؤ کرو کہ وہ مر جائیں۔ لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی۔ اور مرد کو اس لئے کہ اُس نے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا۔ سو تو شر کو اپنے درمیان سے دفع کیجیو۔

لیکن اگر کوئی مرد ایک لڑکی کو جو کسی کی منگیتر ہے میدان میں پائے اور مرد جبر کر کے اُس سے مل بیٹھے تو فقط وہ مرد جو اُس کے ساتھ مل بیٹھا مار ڈالا جائے۔ پر اُس لڑکی کو کچھ نہ کیجیو۔ کہ لڑکی کا ایسا گناہ نہیں کہ قتل کی جاوے۔ کیونکہ یہ معاملہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنے ہمسائے پر حملہ کرے اور اُسے قتل کرے۔ کیونکہ اُس نے لڑکی کو میدان میں پایا۔ اور وہ منگیتر لڑکی چلائی۔ وہاں کوئی نہ تھا جو اُسے چھڑا دے۔ اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پائے جو کسی کی منگیتر نہ ہو اور اُسے پکڑ کر اُس سے ہمبستر ہو اور وہ پکڑے جائیں۔ تو وہ مرد جو اُس کے ساتھ ہمبستر ہوا لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال روپا دے اور وہ اُس کی جورو ہووے۔ کیونکہ اُس نے اُسے رسوا کیا اور اُسے

اپنی زندگی بھر طلاق نہ دے" (استثناء ۲۲۔ آیت ۲۳ تا ۲۹)

مذکورہ بالا آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر غیر مرد کسی کی منگیتر سے زنا کرے۔ اُسے تو سزا دینے کا حکم ہے مگر جب مرد خود اپنی منگیتر سے ہمبستر ہو تو اس کے لئے حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی کیونکہ اُسے اُس مرد کی بیوی سمجھا جاتا تھا۔ اگر ایسا حمل ناجائز سمجھا جاتا تو پھر ضرور اس کے لئے کوئی سزا مقرر ہوتی۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ کنواری منگیتر اور کنواری عورت کے ساتھ زنا کی سزائیں مختلف کیوں مقرر کی گئی ہیں۔؟ اگر عیسائی صاحبان اور برادران اسلام اُس وقت کی منگنی۔ نکاح اور شادی کی رسموں پر غور کرتے تو پھر کبھی بھی یہ کہنے کی جرأت نہ کرتے کہ حضرت مریمؑ کنواری کو حمل ہوا حالانکہ اُن کی منگنی ہو چکی تھی اور اُس وقت منگیتر کو بیوی کہا جاتا تھا۔

---

(نوٹ متعلقہ ساتواں اعتراض)

۵ اگر ہیں جول نہیں ہوتا تھا تو پھر حضرت داؤد نے بنت سبع سے صحبت کیوں کی ذیل کی آیات کا مطالعہ کیجئے۔

(۱) اور ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اُٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور وہاں سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اُس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ اُنہوں نے کہا کیا وہ الیعام کی بیٹی بنت سبع حتی اوریاہ کی جورو نہیں؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اُس عورت کو بُلا لیا۔ چنانچہ وہ اُس پاس آئی اور وہ اُسے ہمبستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔ سو اُس نے داؤد پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں" (۲ سموئیل ۱۱۔ آیت ۲ تا ۵)

(۲) "اور داؤد سے سلیمان اُس عورت سے پیدا ہوا۔ جو پہلے اُوریا کی بیوی تھی" (متی ۱۔ آیت ۷)

(۳) "اور داؤد بادشاہ بڑھا اور کہن سال ہوا۔ اور وہ اُس پر کپڑے اڑھاتے تھے۔ پر وہ گرم نہ ہوتا تھا۔ سو اُس کے خادموں نے اُسے کہا کہ ہمارے خداوند بادشاہ کے لئے ایک کنواری عورت ڈھونڈھی جائے جو کہ بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اُس کی خبر گیری کیا کرے۔ اور تیری گود میں سو رہا کرے تاکہ ہمارا خداوند بادشاہ گرم ہووے۔ چنانچہ اُنہوں نے اسرائیل کی ساری مملکت میں ایک جوان خوش شکل عورت کی تلاش کی اور شونمیت ابی شاگ کو پایا۔ سو اُسے بادشاہ پاس لائے۔ اور وہ جوان عورت بہت شکیل تھی۔ سو وہ بادشاہ کی خبر گیری اور اُس کی خدمت کرتی (باقی پر صفحہ ۹۶)

## ساتواں اعتراض:۔ کیا قبل نکاح مرد اور عورت کا آپس میں کوئی میل جول[ل۵] نہیں ہوتا تھا؟ ذیل کی آیات پر غور کر کے تبلائیے۔

ل۵ یہ نوٹ صفحہ ۹۳ پر ملاحظہ کریں۔

"پھر اُس کی ساس نعومی نے اُسے کہا میری بیٹی کیا میں تیرا چین نہ چاہوں کہ جس میں تیری

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) تھی۔ لیکن بادشاہ نے اُس سے صحبت نہ کی۔ (اول سلاطین ا۔ آیت ا تا ۵)

(۲) حضرت داؤد کے علاوہ اُن کے لڑکے کے حالات پر بھی ذیل کی آیات پڑھ کر غور کیجئے۔

"اور اس کے بعد ایسا ہُوا کہ داؤد کے بیٹے ابی سلوم کی ایک خوبصورت بہن تھی جس کا نام تمر تھا۔ اس پر داؤد کا بیٹا امنون عاشق ہُوا۔ اور امنون ایسا بے چین ہُوا کہ اپنی بہن تمر کے لئے بیمار پڑا۔ کیونکہ وہ کنواری تھی سو امنون نے اُس سے کچھ کرنا اپنے لئے دشوار جانا۔ اور داؤد کے بھائی سمعہ کا بیٹا یوندب امنون کا دوست تھا۔ اور یہ یوندب بڑا عاقل شخص تھا۔ سو اُس نے اُسے کہا کہ تو بادشاہ کا بیٹا ہو کے کیوں دن بدن دُبلا ہوتا جاتا ہے؟ کیا تو مجھے خبر کرے گا؟ تب امنون نے اُسے کہا کہ میں اپنے بھائی ابی سلوم کی بہن تمر پر عاشق ہوں۔ سو یوندب نے اُسے کہا تو بستر پر پڑا رہ اور اپنے تئیں بیمار بنا اور جب تیرا باپ تجھے دیکھنے آوے تو تو اُسے کہہ میری بہن تمر کو پروانگی دیجئے کہ آوے اور مجھے کچھ کھلاوے اور میرے سامنے کھانا پکاوے تاکہ میں دیکھوں اور اُس کے ہاتھ سے کھاؤں۔ تب امنون پڑا رہا اور اپنے تئیں بیمار بنایا۔ اور جب بادشاہ اُس کے دیکھنے کو آیا تو امنون نے بادشاہ سے کہا میری بہن تمر کو آنے دیجئے کہ وہ میرے سامنے ایک دو پھلکے پکاوے تاکہ میں اُس کے ہاتھ سے کھاؤں۔ سو داؤد نے تمر کے گھر کہلا بھیجا کہ تو ابھی اپنے بھائی امنون کے گھر جا اور اس کے لئے کھانا پکا۔ سو تمر اپنے بھائی امنون کے گھر گئی۔ اور وہ بستر پر پڑا ہُوا تھا۔ اور اُس نے آٹا لیا اور گوندھا اور اُس کے سامنے پھلکے بنائے اور پکائے۔ اور اُنہیں لیکے ایک تاپ میں دھرا اور اُس کے سامنے اُنہیں رکھدیا۔ پر اُس نے کھانے سے انکار کیا۔ تب امنون نے کہا کہ سب مرد میرے پاس سے باہر نکل جاویں۔ سو ہر ایک اُس کے پاس سے اُٹھ گیا۔ تب امنون نے تمر کو کہا کہ کھانا کوٹھڑی کے اندر لا کہ میں تیرے ہاتھ سے کھاؤں گا۔ سو تمر نے وہ پھلکے جو اُس نے پکائے تھے لئے اور کوٹھڑی میں اپنے بھائی امنون کے پاس لائی۔ اور جب وہ کھانا اُس کے سامنے لائی کہ اُسے کھلاوے تو اُس نے اُسے پکڑا اور اُس سے کہا آ اے میری بہن مجھ سے ہمبستر ہو۔ وہ بولی نہیں میرے بھائیا مجھے رسوا نہ کر۔ کہ اسرائیل میں ایسا کام کرنا اچھا نہیں۔ سو تو ایسی احمقی مت کر۔ اور میں کیا کروں گی۔ کہ میری رسوائی دفع ہو؟ اور تو اسرائیل کے احمقوں میں سے

(باقی بر صفحہ ۹۵)

بھلائی ہو؟ ۞ اب کیا بوعز ہمارے رشتہ داروں میں سے نہیں جس کی لونڈیوں کے ساتھ تو رہی تھی؟ دیکھ وہ آج کی رات کھلیہان میں جَو پھٹکیگا ۞ سو تو نہا دھو اور خوشبو لگا اور اپنی پوشاک پہن اور کھلیہان کو اُتر جا اور جب تک وہ کھا پی نہ چکے تب تک اپنے تئیں اُس مرد پر ظاہر مت کر ۞ جب وہ سونے کو جائے تو اُس جگہ کو جہاں وہ سونے جائیگا دیکھ۔ تب تو اندر جا اور اُس کے پاؤں کھول اور وہیں پڑ رہ۔ اور وہ سب جو تجھے کرنا مناسب ہے تجھ سے کہیگا ۞ اُس نے اپنی ساس سے کہا سب جو کچھ تو نے مجھ سے کہا میں کروں گی ۞ چنانچہ وہ کھلیہان کو اتر گئی اور جو کچھ کہ اُس کی ساس نے حکم دیا تھا وہ سب کیا ۞ اور جب بوعز کھا پی چکا اور اُس کا دل خوش ہُوا تو غلّے کے ڈھیر کی ایک طرف جا کے لیٹا۔ تب وہ دبے پاؤں آئی اور اُس کے پاؤں کو کھولا اور وہیں پڑ رہی ۞

اور ایسا ہُوا کہ آدھی رات کو بوعز ہراساں ہُوا اور اُس نے کروٹ لی اور کیا دیکھتا ہے؛ کہ ایک عورت اُس کے پاؤں پاس پڑی ہے ۞ تب اُس نے پوچھا تو کون ہے؟ وہ بولی میں تیری لونڈی روت۔ سو تو اپنی لونڈی پر اپنی کملی کو پھیلا۔ کیونکہ تو اُن میں سے ہے جو چھڑانے کا حق رکھتے ہیں ۞ وہ بولا خداوند تجھے برکت دے میری بیٹی۔ کہ تو نے پہلے کی نسبت اب کے وقت زیادہ مہربانی کر دکھائی کہ تو نے جوانوں کا خواہ دولتمند خواہ مسکین اُن کا پیچھا نہ کیا ۞ اب اے میری بیٹی مت ڈر۔ سب جو کچھ کہ تو چاہتی ہے میں تجھ سے کروں گا۔ کہ میری قوم کا تمام شہر جانتا ہے کہ تو پاکدامن عورت ہے ۞ اور یہ سچ ہے کہ میں چھڑانے کا حق رکھتا ہوں۔ لیکن ایک اور بھی ہے جو قرابت میں مجھ سے زیادہ نزدیک ہے ۞ اِس رات رہ جا اور صبح کو اگر وہ قرابت کا حق ادا کرنا چاہے تو خیر قرابت کا حق ادا کرے۔ اور اگر وہ تیرے ساتھ قرابت کا حق ادا کرنا نہ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴) ایک کی مانند ہوگا۔ پس اب بادشاہ سے کہیئے سو وہ مجھے تجھ سے منع نہ کرے گا ۞ لیکن اُس نے اُس کی بات نہ مانی کہ وہ اُس سے زور آور تھا۔ سو اُس سے زبردستی کی اور اُس سے ہم بستر ہُوا ۞ (۲ سموئیل ۱۳۔ آیت ۱تا۱۴)

چاہے تو زندہ خداوند کی قسم ہے مَیں قرابت کا حق ادا کروں گا صبح تک پڑی رہ ۝ سو وہ صبح تک اُس کے پاؤں پاس پڑی رہی۔ اور صبح کو ایسے سویرے کہ کوئی ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے اُٹھ کھڑی ہوئی تب اُس مرد نے کہا ظاہر ہونے نہ پائے کہ کھلیان میں کوئی عورت آئی تھی ۝ پھر اُس نے کہا چادر کو جو تیرے اوپر ہے پھیلا اور اُسے تھامے رہ۔ جب اُس نے اُسے تھاما تو اُس نے چھ پیمانے جَو کے ناپے اور اُسے اُس پر رکھ دیا۔ سو وہ شہر کو گئی ۝ جب وہ اپنی ساس پاس آئی تو اُس نے کہا اے میری بیٹی تو کون ہے؟ اُس نے سب کچھ جو اُس مرد نے اُس سے کیا تھا۔ بیان کیا ۝ اور کہا مجھ کو اُس نے یہ چھ پیمانے جَو کے دیئے کیونکہ اُس نے مجھے کہا کہ تو اپنی ساس پاس خالی ہاتھ نہ جانا ۝ تب اُس کی ساس نے کہا بیٹھی رہ میری بیٹی جب تک کہ وہ بات جو ہونہار ہے ظاہر نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ شخص جب تک اس کام کو آج ہی تمام نہ کرے کا آرام نہ لے گا ٭ (روت ۳ آیت ۱۸)

(۲) "اور تیرا گھر اُس نسل سے جو خداوند تجھے اس عورت سے دے گا۔ فارص کا سا ہو جسے تمر یہوداہ کے لئے جنی ۝ تب بوعز نے روت کو لیا سو وہ اُس کی جورو ہوئی۔ اور جب اُس نے اُس سے خلوت کی تو وہ خداوند کے فضل سے حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی ۝ اور عورتوں نے نعومی کو کہا خداوند مبارک ہے کہ جس نے آج کے دن تجھ کو بنا چھڑانے والے کے نہ چھوڑا تا کہ اُس کا نام اسرائیل میں مشہور ہو ۝ اور وہ تیری دوبارہ حیات کا باعث اور تیرے بڑھاپے کا پالنے والا ہو گا کہ تیری بہو جو تجھے چاہتی ہے اور تیرے لئے سات بیٹوں سے بہتر ہے اُسے جنی ۝ اور نعومی نے اُس لڑکے کو لیا اور اپنی گود میں رکھا اور اُس کی دائی ہوئی ۝ تب اُس کے پڑوس کی عورتیں اُس کا نام لے کے بولیں کہ نعومی کے لئے بیٹا پیدا ہؤا۔ اور اُنہوں نے اُس کا نام عوبید رکھا۔ وہ یسّی کا باپ ہؤا جو داؤد کا باپ تھا ٭

سو فارص کا نسل نامہ یہ ہے کہ فارص سے حصرون پیدا ہؤا ۝ اور حصرون سے رام پیدا ہؤا اور رام سے عمیناداب پیدا ہؤا ۝ اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہؤا۔ اور نحسون سے سلمون پیدا ہؤا ۝ اور سلمون سے بوعز پیدا ہؤا۔ اور بوعز سے عوبید پیدا ہؤا ۝ اور عوبید سے یسّی پیدا ہوا۔ اور

یسی سے داؤد پیدا ہوا۔" (روت ۱م۔ آیت ۲۱تا ۲۲) جو کہ حضرت مسیح کے نسب نامہ میں شامل ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجئے "اور سلمون سے ۔ بوعز راحاب کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور بوعز سے عوبید روت کے پیٹ سے پیدا ہوا ۔ اور عوبید سے یسّی پیدا ہوا۔ اور یسّی سے داؤد بادشاہ پیدا ہوا۔" (متی ا آیت ۵ و ۶)

(۲) "وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا۔" ( لوقا۔ آیت ۳۲ )

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت مسیح بغیر باپ کے پیدا ہوئے قطعاً غلط ہے کیونکہ نہ تو خدا نے اُنہیں کبھی اپنا بیٹا کہا اور نہ کبھی اُنہیں داؤد کا تخت نصیب ہوا ۔ اگر "خدا کا بیٹا" کہنا اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو پھر کس واسطے مندرجہ ذیل لوگوں کا بغیر باپ کے پیدا ہونا تسلیم نہیں کیا جاتا جبکہ اُنہیں بھی خدا کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا ہے ۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے ۔

(الف) تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوبصورت ہیں اور اُن سبھوں میں سے جسے جو پسند آئیں اپنے لئے جورو اں لیں۔" (پیدائش ۶۔ آیت ۲)

(ب) تب تو فرعون کو یوں کہیو کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے۔ سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے۔" (خروج ۴ آیت ۲۲ و ۲۳)

(ج) "اور ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ کے بیٹے آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں (ایوب آیت ۶)

(د) "جب صبح کے ستارے مل کے گاتے تھے اور سارے اللہ کے بیٹے خوشی کے مارے للکارتے تھے۔" (ایوب ۳۸۔ آیت ۷)

(ہ) "میں نے تو کہا کہ تم الٰہ ہو۔ اور تم سب حق تعالےٰ کے فرزند ہو۔" (زبور ۸۲ ۔ آیت ۶)

(و) "وہ مجھے پکار کے کہے گا کہ تو میرا باپ میرا خدا اور میری نجات کی چٹان ہے میں اُسے اپنا پلوٹھا بھی ٹھہراؤں گا ۔ اور زمین کے بادشاہوں سے بالا۔" (زبور ۸۹ ۔ آیت ۲۶ و ۲۷)

(ز) دیکھ تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا وہ صاحب صلح ہوگا۔ اور میں اُسے اس کی چاروں طرف کے سارے دشمنوں سے صلح دوں گا۔ کہ سلیمان اس کا نام ہوگا۔ اور امن و آرام میں اُس کے دنوں میں اسرائیل کو بخشوں گا۔ وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بناوے گا۔ وہ میرا بیٹا ہوگا اور میں اُس کا باپ ہونگا اور میں اسرائیل پر اُس کی سلطنت کا تخت ابد تک ثابت رکھوں گا"۔ (پہلی۔ تواریخ ۲۲۔ آیت ۹ و ۱۰)

(ح) (۱) کیونکہ میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پلوٹھا ہے" یرمیاہ ۳۱ آیت ۹)
(۲) کیا افرائیم میرا پیارا بیٹا ہے؟ کیا وہ پسندیدہ فرزند ہے کہ یقیناً باوجودیکہ اس پر عیب لگایا تو بھی میں اُسے جی جان سے یاد کرتا ہوں۔ اس لئے میری انتڑیاں اس کے لئے مروڑی جاتی ہیں میں یقیناً اُس پر رحمت کروں گا خداوند کہتا ہے"۔ (یرمیاہ ۳۱۔ آیت ۲۰)

(ط) اور وہ قینان کا بیٹا اور وہ انوش کا بیٹا اور وہ شیت کا اور وہ آدم کا اور وہ خدا کا بیٹا تھا۔ (لوقا ۳۔ آیت ۳۸)

(ی) مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے"۔ (متی ۵۔ آیت ۹)
(۳) اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گیا اور دیکھو اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اُس نے خدا کے روح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (متی ۳۔ آیت ۱۶ و ۱۷)
یہ آواز نہ تو خدا کی تھی اور نہ روح القدس کی بلکہ یہ محض بادلوں کی گرج تھی۔ اس آیت کو ملاحظہ کیجئے "اے باپ اپنے نام کو جلال دے پس آسمان سے آواز آئی کہ میں نے اُس کو جلال دیا ہے اور پھر بھی دوں گا۔ جو لوگ کھڑے سن رہے تھے اُنہوں نے کہا کہ بادل گرجا (یوحنا۔ ۱۲۔ آیت ۲۹)

(۴) "دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اس کا نام عمانوایل کہینگے"۔ (متی ۱ آیت ۲۳)
آج تک دنیا میں کسی کنواری نے بغیر خاوند کے ایسا بیٹا نہیں جنا جس کا نام عمانوایل

رکھا گیا ہو۔ اور نہ حضرت مسیحؑ نے کبھی اس نام کو اپنے لئے استعمال کیا اور نہ ماں باپ نہ پڑوسیوں نہ شاگردوں اور نہ دوسرے لوگوں نے کبھی اُنہیں اس نام سے پکارا۔ البتہ حضرت مسیحؑ کا نام یسوع رکھا گیا جیسا کہ فرشتہ نے خوش خبری دی تھی اور وہ عمر بھر اسی نام سے پکارے گئے۔ ان آیات کو ملاحظہ کیجئے۔

(الف) اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اس کا نام یسوع رکھنا۔" لوقا ۱۔ آیت ۳۱)

(ب) "جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اُس کے ختنے کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع رکھا گیا جو فرشتے نے اس کے پیٹ میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔" (لوقا ۲۔ آیت ۲۱)

(ج) اور جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لائے۔ (لوقا ۲۔ آیت ۲۷)

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کنواری سے عمانوایل کے پیدا ہونے کی خوش خبری حضرت مسیحؑ پر ہرگز چسپاں نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ پیشگوئی اُن کی ولادت سے پہلے پوری ہو چکی تھی۔ "اور میں نبیہ کے پاس گیا سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی" (یسعیاہ ۸۔ آیت ۳)

دراصل اُس عبرانی لفظ کے معنی جس کا ترجمہ "کنواری" کیا جاتا ہے جوان عورت کے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے خود تو کبھی بھی اپنے زندگی بھر میں اس پیشگوئی کو اپنے پر چسپاں نہیں کیا۔ اگر

## (۲) وہ آیات جن سے حضرت مریمؑ کی شادی کا ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) "اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوگئی تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی۔" ۰ (متی ۱۔ آیت ۱۸)

(الف) حقیقتاً جس وقت حضرت مریمؑ حاملہ پائی گئی تھیں اُس وقت وہ شادی شدہ تھیں جیسا کہ ذیل کی آیات سے ثابت ہوتا ہے:۔ پس اُس کے شوہر یوسف نے جو راستباز تھا اور اُسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا چپکے سے اُس کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اُسے خواب میں دکھائی دے کر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اُس کے پیٹ میں ہے وہ روح

القدس کی قدرت سے ہے (متی ۱-آیت ۱۹ و ۲۰) اب حل طلب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ جب حضرت مریمؑ حاملہ پائی گئی تھیں تو اس کے خاوند یوسف نے اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیوں کیا؟ اس کے جواب میں عیسائی یہ کہتے ہیں کہ اس کے شوہر نے یہ خیال کرکے کہ یہ حمل ناجائز ہے اس لئے اپنی بیوی کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا مگر فرشتہ کے ان الفاظ "اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر" پر کچھ روشنی نہیں ڈالتے کیونکہ ان الفاظ سے اُن کی شادی کا ہونا صاف ثابت ہوتا ہے۔

(ب) دراصل معاملہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں یہودیوں میں یہ دستور تھا کہ شادی کے بعد بیوی کو اپنے گھر لے جاتے تھے کیونکہ میکہ میں عورت کا حاملہ ہوجانا نہ صرف معیوب بلکہ ناجائز سمجھا جاتا تھا جیسا کہ آجکل بھی بعض ملکوں میں خیال کیا جاتا ہے مگر جب یوسف نے حضرت مریم کے ساتھ نکاح کیا تو اس وقت اس کی پہلی بیوی بھی موجود تھی تو اس خیال سے کہ گھر میں دونوں بیویوں کے درمیان ناچاقی۔ لڑائی اور جھگڑا نہ ہو اُس نے حضرت مریم کو اپنے میکہ میں ہی رہنے دیا اور وہ اُسی جگہ حاملہ پائی گئیں چنانچہ متی کی انجیل کے ان الفاظ "تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئیں" کا مطلب یہی ہے کہ اپنے گھر میں اکٹھے ہونے سے پیشتر یعنی میکہ میں حاملہ پائی گئی۔ جسے قابل اعتراض سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یوسف اپنی بیوی کو اپنے گھر لانے سے ڈرتا تھا کیونکہ پرانی رسم کا توڑنا بہت مشکل تھا۔ لہٰذا وہ سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے اس پر فرشتے نے خواب میں دکھائی دے کر کہا "اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے" یعنی اس کا حمل جائز ہے چنانچہ قرآن پاک کے الفاظ "روح منہ" اور مقدس بائیبل کے الفاظ "روح القدس کی قدرت سے" حمل کے متعلق شک و شبہ کا ازالہ کرکے اُسے جائز قرار دیا گیا حالانکہ وہ اپنے ملک کے دستور کے خلاف اپنے میکہ میں ہی حاملہ ہو چکی تھیں دراصل فرشتہ کے الفاظ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُس وقت حضرت مریمؑ اپنے خاوند کے

گھر میں نہیں رہتی تھیں ورنہ یوسف کا اپنی بیوی کو اپنے گھر لانا کوئی معنی نہیں رکھتا اس آیت کو ملاحظہ کیجئے "پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا خداوند کے فرشتے نے اُسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا" (متی ۱۔ آیت ۲۴)

ان آیات میں شوہر اور بیوی کے الفاظ جو کہ فرشتے نے کہے قابل غور ہیں۔ اب فرشتہ جھوٹ تو نہیں بولتا کیونکہ بغیر نکاح کے یہ الفاظ کسی مرد اور عورت پر عاید ہو نہیں سکتے۔

(۲) "چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا ۰ جس کی منگنی داؤد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نام سے ہوئی تھی۔ اور اُس کنواری کا نام مریم تھا ۰ اور فرشتے نے اُس کے پاس اندر آکے کہا۔ سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تیرے ساتھ ہے ۰ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے ۰ فرشتے نے اُس سے کہا۔ اے مریم۔ خوف نہ کر۔ کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے ۰ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اُس کا نام یسوع رکھنا ۰ (لوقا ۱۔ آیت ۲۶ تا ۳۱) "مریم نے فرشتے سے کہا۔ یہ کیونکر ہوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ ۰ اور فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔ اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ (لوقا ۱۔ آیت ۳۴-۳۵)

مذکورہ بالا آیات سے یہ صاف ثابت ہوتا کہ لڑکے کی بشارت پانے سے پہلے ہی حضرت مریم کی منگنی ہو چکی تھی۔ اور بعد ازاں شادی ہوئی۔ خدا جانے منگنی کے بعد شادی کا ہو جانا کون سا مشکل امر ہے جو عیسائیوں کی سمجھ میں نہیں آتا در اصل فرشتہ کے ان الفاظ "روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی" سے یہ بشارت بھی دی گئی تھی کہ تیرا نکاح نیک بخت اور صالح مرد سے ہوگا۔ جس کے زیر سایہ جائز طور پر لڑکا پیدا ہوگا۔ سایہ کا لفظ ہی ثابت کرتا ہے کہ وہ انسان ہوگا۔ کیونکہ روح القدس کا تو کوئی سایہ ہوتا ہی نہیں دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ خاوند کو ہی مجازی طور پر روح القدس کا سایہ قرار

دیا گیا ہے کیونکہ بائبل میں نیک لوگوں کو بھی " خدا " کہہ کر پکارا گیا ہے اس آیت کو ملاحظہ کیجیے " میں نے کہا تم خدا ہو (زبور ۸۲ - آیت ۶)

(۳) اگر بغیر مرد کے بھی عورتوں کو حاملہ کر دینا قانون الٰہی میں شامل ہوتا تو پھر اُس قادر مطلق نے حضرت لوطؑ کی لڑکیوں کو اُس وقت جبکہ اُنہیں خاوند نہیں ملتے تھے ۔ کیوں حاملہ نہ کیا تاکہ وہ زنا سے بچ جاتیں اور اُن کے باپ کی بھی رسوائی نہ ہوتی ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے ۔

(۱) اور لُوط صُغر سے اپنی دونو بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا کیونکہ صُغر میں رہنے سے اُسے دہشت ہوئی ۔ اور وہ اور اُس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں ۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے ۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلاویں اور اُس سے ہم بستر ہوویں تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اُنہوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی ۔ پر اُس نے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا ۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی ۔ آؤ آج رات بھی اس کو مے پلاویں ۔ اور تو بھی جا کے اُس سے ہمبستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اُس رات کو بھی اُنہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی اُٹھ کے اُس سے ہمبستر ہوئی اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا ۔ سو لوط کی دونو بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام مواب رکھا وہ موآبیوں کا جواب تک ہیں باپ ہوا ۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام بن عمّی رکھا وہ بنی عمّوں کا جواب تک ہیں باپ ہوا " (پیدائش ۱۹ آیت ۳۰ تا ۳۸)

جب اللہ تعالےٰ نے مذکورہ بالا کنواری لڑکیوں کو خاوند کے نہ ملنے پر بھی اپنی قدرت سے حاملہ نہ کیا تو پھر یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ قادر مطلق حضرت مریمؑ کو ایسی حالت میں جبکہ اُس کے حسب منشا خاوند بھی مل سکتا تھا کیونکہ اُس وقت مردوں کی کمی نہ تھی ۔ اپنی قدرت

سے حاملہ کر کے اپنے قانون کو توڑ دے۔ حالانکہ قانون کے توڑنے یا معجزہ کے دکھانے کا وہی موقع تھا جبکہ اُن لڑکیوں کو خاوند نہیں ملتے تھے۔

(۱۳) اور تمر سے یہ کہا گیا کہ دیکھ تیرا سسر اپنی بھیڑوں کی پشم کترنے کے لئے تمنت کو جاتا ہے تب اُس نے اپنی بیوگی کے کپڑوں کو اُتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے آپ کو لپیٹا اور عینیم کے مدخل میں جو تمنت کے راستے پر ہے جا بیٹھی۔ کیونکہ اُس نے دیکھا تھا کہ سیلہ بڑا ہوا اور مجھے اُس کی جورو نہیں کر دیا ہے ۵ یہوداہ اُسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے۔ کیونکہ وہ اپنا مُنہ چھپائے ہوئے تھی ۵ اور وہ راہ سے اُس کی طرف کو پھرا اور اُسے کہا کہ چلئے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے۔ کہ اُس نے نہ جانا کہ یہ میری بہو ہے۔ وہ بولی کہ تو جو میرے ساتھ خلوت کرے گا۔ مجھے کیا دے گا؟ ۵ وہ بولا میں گلّے میں سے بکری کا ایک بچّہ بھیجوں گا۔ اُس نے کہا کہ تو مجھے جب تک اُسے بھیجے کچھ گرو دے گا؟ ۵ وہ بولا کہ میں کیا گرو تجھے دوں؟ وہ بولی اپنی چھاپ اور اپنا بازوبند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اُس نے دیا اور اُس کے ساتھ خلوت کی اور وہ اُس سے حاملہ ہوئی ۵ پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی۔ اور بُرقع اُتار رکھا اور رانڈسالے کا جوڑا پہن لیا ۵ اور یہوداہ نے اپنے دوست، ادولامی کے ہاتھ بکری کا بچّہ بھیجا تاکہ اُس عورت کے ہاتھ سے اپنا گرو پھیر لاوے۔ پر اُس نے اُس کو نہ پایا ۵ تب اُس نے اُس جگہ کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ بیسوا جو عینیم میں راستے پر نظر آتی تھی کہاں ہے؟ وہ بولے کہ یہاں کسبی نہ تھی ۵ تب وہ یہوداہ کے پاس پھر آیا اور کہا کہ میں اُسے نہیں پا سکتا ہوں اور وہاں کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ کسبی وہاں نہیں تھی ۵ یہوداہ بولا کہ خیر وہی لیوے نہ ہو کہ ہم بدنام ہو دیں دیکھ میں نے تو بکری کا بچّہ بھیجا پر تو نے اُسے نہ پایا۔

اور یوں ہوا کہ قریب تین مہینے کے بعد یہوداہ سے کہا گیا کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور دیکھ اُسے چھنالے کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ بولا کہ اُسے باہر لاؤ کہ وہ جلائی جاوے ۵ جب وہ نکالی گئی اُس نے اپنے سسر کو کہلا بھیجا کہ مجھے اُس شخص کا حمل ہے جس کی یہ چیزیں ہیں۔ اور کہا

دریافت کیجیے کہ یہ چھاپ اور بازوبند اور یہ عصا کس کا ہے۔ تب یہوداہ نے اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ صادق ہے کیونکہ میں نے اُسے اپنے بیٹے سیلہ کو نہ دیا۔ لیکن وہ آگے کو اُس سے ہمبستر نہ ہوا۔ اور اُس کے جننے کے وقت یوں ہوا کہ اُس کے پیٹ میں توام تھے۔ اور جب وہ جننے لگی تو ایک کا ہاتھ نکلا اور دائی جنائی نے پکڑ کے اُس کے ہاتھ میں تارا باندھ کر کہا کہ یہ پہلے نکلا۔ اور یوں ہوا کہ اُس نے اپنا ہاتھ پھر کھینچ لیا۔ اور کیا دیکھتی ہے کہ وہیں اُس کا بھائی نکل آیا۔ اور وہ بولی تو کیا ہی پھاڑ تا ہے؟ یہ پھاڑ تجھ پر آوے گی۔ سو اس کا نام فارص رکھا گیا۔ بعد اِس کے اُس کا بھائی جس کے ہاتھ میں تارا باندھا تھا نکل آیا اور اُس کا نام زارہ رکھا گیا۔ (پیدائش ۳۸۔ آیت ۱۳ تا ۳۰)

اگر بغیر جوڑے کے بھی بچے کا پیدا کر دینا سنت الٰہی میں داخل ہوتا تو پھر تمر کو ایسی چالاکی سے اپنے سسر سے حاملہ ہوجانے کی کوئی ضرورت نہ تھی جبکہ اللہ کو یہ بھی علم تھا کہ اس کی اولاد حضرت مسیح کی آباؤ اجداد کہلائے گی۔ ذیل کا نسب نامہ ملاحظہ کیجیے۔

یسوع مسیح ابن داؤد ابن ابراہیم کا نسب نامہ۔ ابراہیم سے اسحاق پیدا ہوا اور اسحاق سے یعقوب پیدا ہوا اور یعقوب سے یہوداہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے اور یہوداہ سے فارص اور زارہ تمر کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ (متی ۱۔ آیت ۱ تا ۳)

(۵) اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مریمؑ کو لڑکے کی خوشخبری کا دینا ہی ثابت کرتا ہے۔ کہ انہیں خدا کی قدرت سے حمل ہوا تو پھر اُن خوش خبریوں سے جو کہ ذیل کی عورتوں کو اُن کے لڑکوں کے متعلق دی گئی تھیں کیوں نہ یہی نتیجہ نکالا جائے مندرجہ ذیل آیات کو ملاحظہ کیجیے۔

(۱) "اور دان کے گھرانے میں صرعہ کا ایک شخص تھا جس کا نام منوحہ تھا۔ اُس کی جورو بانجھ تھی اور کوئی لڑکا نہ جنی۔ اور خداوند کا فرشتہ اُس عورت کو دکھائی دیا اور اُسے کہا کہ دیکھ اب تو بانجھ ہے اور جنتی نہیں۔ پہ اب حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ سو اب خبردار رہیو اور مے یا نشے کی کوئی چیز نہ پیجیو اور ہر ایک ناپاک چیز کے کھانے سے پرہیز کیجیو۔ کیونکہ دیکھ تو حاملہ ہوگی اور

بیٹا جنے گی اُس کے سر پہ کبھی اُسترا نہ پھرے گا۔ اس واسطے کہ وہ لڑکا رحم ہی سے خدا کا نذیر ہو گا۔ اور وہ اسرائیلیوں کو فلستیوں کے ہاتھ سے رہائی دینا شروع کرے گا" (قاضیون ۱۳ آیت ۲ تا ۵)۔ "اور وہ عورت بیٹا جنی اور اُس کا نام سمسون رکھا۔ اور وہ لڑکا بڑھا اور خداوند نے اُسے مبارک کیا ۞ اور خداوند کی روح دان کی خیمہ گاہ صرعہ اور استال کے درمیان اُسے وقت بہ وقت اُبھارنے لگی"۔ (قاضیون ۱۳۔ آیت ۲۴ و ۲۵)

مذکورہ بالا آیات سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ لڑکے کی خوش خبری پانے کے بعد اس کا بانجھ پن مٹ گیا یا خاوند بیوی سے ہم بستری کی یا بیوی کو حمل ہوا یا درد زہ سے بچہ پیدا ہوا تو کیا اب اس کا یہ مطلب ہو گا کہ بغیر ان باتوں کے ہونے کے ہی لڑکا پیدا ہو گیا تھا ؟ اگر یہ تمام واقعات پورا ہونے کے بعد لڑکا پیدا ہوا تو کیا پھر حضرت مریم کے لئے منگنی کے بعد شادی کا ہونا کون سا مشکل امر تھا ؟ اگر حضرت مریمؑ شادی نہ کریں تو خدا کے یہ الفاظ" اور اپنے خصم کی طرف تیرا شوق ہو گا۔ اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا" اُن پر صادق نہیں آتے۔ حالانکہ اُنہیں ان الفاظ سے مستثنےٰ نہیں کیا گیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ کئی عورتوں کے خصم نہیں ہوتے تو پھر ایسی عورتوں کے ہاں اولاد بھی نہیں ہوتی۔ (پیدائش ۳ آیت ۱۶)

(۶) "پھر اُس نے اپنے شوہر سے کہا دیکھئے کہ مجھے دریافت ہوا ہے کہ یہ مردِ خدا جو اکثر ہماری طرف آتا ہے سو مُقدس ہے ۞ پس آؤ ہم اس کے لئے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی دیوار پر بنا دیں اور وہاں اُس کے لئے پلنگ دھریں اور ایک میز لگا دیں اور ایک چوکی رکھیں اور ایک شمعدان۔ اور جب وہ ہم پاس آیا کرے تو وہیں اُترے ۞ سو ایک دن ایسا ہوا کہ وہ وہاں گیا اور اُس مکان میں اُترا اور سو رہا ۞ تب اُس نے اپنے خادم جیحازی کو کہا اس شونمیت کو بلا۔ سو اُس نے بلایا۔ تو وہ اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی ۞ پھر اُس نے اپنے خادم سے کہا تو اُسے کہہ کہ تو نے جو ہمارے لئے اس قدر فکریں کیں۔ تو تیرے لئے کیا کیا جائے ؟ کیا تو چاہتی ہے کہ بادشاہ یا فوج کے سردار سے تیری سفارش کی جائے ؟ وہ

بولی کہ میں اپنی قوم میں رہتی ہوں ۝ پھر اُس نے کہا میں اُس کے لئے کیا کروں ؟ تب جیحازی بولا سچ ہے کہ اس کا کوئی فرزند نہیں اور اُس کا شوہر بوڑھا ہے۔ تب وہ بولا اُسے بلا۔ اور جب اُس نے اُسے بُلایا تب وہ دروازے پر کھڑی ہوئی ۝ تب وہ بولا اسی وقت کے قریب مطابق زندگی کی عادت کے تُو ایک بیٹا گود میں لے گی۔ سو وہ بولی نہیں اے میرے خداوند۔ اے مرد خدا اپنی لونڈی سے جھوٹ مت کہہ ۝ سو وہ عورت پیٹ سے ہوئی اور اُسی وقت جو الیسع نے اُسے کہا تھا زندگی کی عادت کے مطابق وہ ایک بیٹا جنی ۝ (۲ سلاطین ۴ باب آیت ۱۴ تا ۱۷)

علاوہ اس کے حضرت یعقوبؑ کی زوجہ محترمہ راحیل بھی تو بانجھ تھی۔ کیا باوجود بانجھ رہنے کے ہی اُس کے ہاں حضرت یوسفؑ پیدا ہو گئے تھے۔ اگر بانجھ پن ہٹ جانے کے بعد وہ پیدا ہوئے تھے تو پھر حضرت مریمؑ کے لئے منگنی کے بعد خاوند کے ذریعے کنوارپن کا ہٹ جانا کونسا مشکل امر تھا جو کہ عیسائیوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے۔

"اور یعقوب قدم اُٹھا کے پوربی لوگوں کے ملک میں پہنچا ۝ اور اُس نے نظر کی اور کیا دیکھا کہ میدان میں ایک کواں ہے اور کوئے کے نزدیک بھیڑوں کے تین گلّے بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ وے اُسی کوئے سے گلّوں کو پانی پلاتے تھے۔ اور کوئے کے منہ پر ایک بڑا پتھر دھرا تھا ۝ اور جب گلّے وہاں جمع ہوئے تب وہ اُس پتھر کو کوئے کے منہ پر سے ڈھلکاتے تھے اور بھیڑوں کو پانی پلا کے اُس پتھر کو اُس کی جگہ پر پھر رکھ دیتے تھے ۝ تب یعقوب نے اُن سے کہا کہ اے میرے بھائیو تم کہاں کے ہو؟ وہ بولے کہ ہم حاران کے ہیں ۝ پھر اُس نے پوچھا کہ تم نحور کے بیٹے لابن کو جانتے ہو؟ وہ بولے ہم جانتے ہیں ۝ اُس نے پوچھا کیا وہ بھلا چنگا ہے۔؟ وہ بولے بھلا چنگا ہے۔ اور دیکھ اُس کی بیٹی راخل بھیڑوں کے ساتھ چلی آتی ہے ۝ اور وہ بولا دیکھو دن ہنوز بہت ہے اور بھیڑوں کے باہم کرنے کا وقت نہیں۔ تم بھیڑوں کو پلا کے چرائی پر لیجاؤ ۝ وہ بولے ہم یوں نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ سارے گلّے جمع نہ ہوویں۔ تب وہ پتھر کو کوئے کے مُنہ پر سے ڈھلکاتے ہیں۔ اور ہم بھیڑوں کو پانی پلاتے ہیں ۝

جس وقت وہ اُن سے یہ کہہ رہا تھا راخل اپنے باپ کی بھیڑوں کے ساتھ آئی کہ وہ اُن کی نگہبان تھی ۔ اور یوں ہوا کہ جب یعقوب نے اپنے ماموں لابن کی بیٹی راخل کو اور اپنے ماموں لابن کے گلے کو دیکھا تب یعقوب نزدیک گیا اور پتھر کو کوئے کے منہ پر سے ڈھلکایا اور اپنے ماموں لابن کے گلے کو پانی پلایا ۔ اور یعقوب نے راخل کو چوما اور چلا کے رویا ۔ اور یعقوب نے راخل سے کہا کہ میں تیرے باپ کی برادری میں اور ربقہ کا بیٹا ہوں وہ دوڑی اور اپنے باپ کو اطلاع دی ۔ اور یوں ہوا کہ جب لابن نے اپنے بھانجے کی خبر سنی تب وہ اُس سے ملنے کو دوڑا اور اُس کو گلے لگایا اور اُسے چوما اور اُسے اپنے گھر میں لایا اور اُس نے لابن سے یہ سارا احوال بیان کیا ۔ اور لابن نے اُسے کہا کہ سچ تو میری ہڈی اور میرا گوشت ہے ۔ اور وہ ایک مہینہ بھر اُس کے یہاں رہا +

تب لابن نے یعقوب سے کہا کیا اس لئے کہ تو میرا بھائی ہے مفت میں میری خدمت کرے گا ، سو مجھ سے کہہ کہ تیری کیا مزدوری ہو گی ؟ ۔ اور لابن کی دو بیٹیاں تھیں بڑی کا نام لیاہ اور چھوٹی کا نام راخل تھا ۔ لیاہ کی آنکھیں چندھلی تھیں پر راخل خوبصورت اور خوشنما تھی ۔ اور یعقوب راخل پر عاشق تھا ۔ سو اُس نے کہا کہ تیری چھوٹی بیٹی راخل کے لئے میں سات برس تیری خدمت کروں گا ۔ لابن بولا کہ اُسے تجھ کو دینا اُس سے بہتر ہے کہ دوسرے مرد کو دیجائے ۔ سو تو میرے ساتھ رہا کر ۔ چنانچہ یعقوب سات برس تک راخل کے لئے خدمت کرتا رہا پر وہ اُس کی نظر میں اُس عشق کے سبب جو اُس کو اُس سے تھا تھوڑے دن معلوم ہوئے +

اور یعقوب نے لابن سے کہا میری جورو مجھ کو دیجئے کہ میرے دن پورے ہوئے تاکہ میں اُس پاس جاؤں ۔ تب لابن نے اُس جگہ کے سارے لوگوں کو جمع کر کے ضیافت کی ۔ اور شام کو یوں ہوا کہ وہ اپنی بیٹی لیاہ کو اُس پاس لایا اور وہ اُس کے پاس گیا ۔ اور لابن نے اپنی لونڈی زلفہ اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ دی تاکہ اُس کی لونڈی ہووے ۔ اور ایسا ہوا کہ

جب صبح ہوگئی تو کیا دیکھتا ہے؟ کہ لیاہ ہے۔ تب اُس نے لابن کو کہا کہ یہ کیا ہے جو تو نے مجھ سے کیا؟ کیا میں نے راخل کے لئے تیری خدمت نہیں کی۔ پھر تو نے کس لئے مجھ سے دغا کھیلا؟ ۞ لابن نے کہا ہمارے ملک میں یہ دستور نہیں کہ چھوٹی کو پلوٹھی سے پہلے بیاہ دیویں ۞ اُس کے ساتھ ایک ہفتہ پورا کر اور تیری اور بھی سات برس کی خدمت کے لئے جو تو میرے ساتھ کرے گا۔ ہم اُسے بھی تجھ کو دیں گے ۞ یعقوب نے ایسا ہی کیا اور اُس کا ہفتہ پورا کیا۔ تب اُس نے اپنی بیٹی راخل کو بھی اُسے بیاہ دیا ۞ اور لابن نے اپنی لونڈی بلہاہ اپنی بیٹی راخل کو دی کہ اُس کی لونڈی ہووے ۞ تب یعقوب راخل کے پاس بھی گیا اور راخل کو لیاہ سے زیادہ بھی چاہتا تھا۔ اور سات برس اور اُس کے ساتھ خدمت کی +

اور جب خداوند نے دیکھا کہ لیاہ سے نفرت کی گئی اُس نے اُس کا رحم کھولا مگر راخل بانجھ رہی ۞ اور لیاہ حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور اُس نے اُس کا نام روبن رکھا۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ خداوند نے میرا دکھ دیکھ لیا۔ سو میرا شوہر اب مجھے پیار کرے گا ۞ اور وہ پھر حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور بولی کہ خداوند نے سُنا کہ مجھ سے نفرت کی گئی اس لئے اُس نے مجھے یہ بھی بخشا ۞ سو اُس نے اُس کا نام شمعون رکھا۔ اور پھر اُسے حمل رہا اور بیٹا جنی اور بولی کہ اب اس بار میرا شوہر مجھ سے ملا رہے گا۔ کیونکہ میں اُس کے لئے تین بیٹے جنی۔ اس لئے اس کا نام لاوی رکھا گیا ۞ اور وہ پھر حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور بولی کہ اب میں خداوند کی ستائش کروں گی۔ اس لئے اس کا نام یہوداہ رکھا۔ تب وہ جننے سے رہ گئی + پیدائش ۲۹ تا آیت ۱ تا ۳۵

اور جب راخل نے دیکھا کہ یعقوب کی اولاد مجھ سے نہیں ہوتی تو راخل کو اپنی بہن پر رشک آیا اور یعقوب کو کہا کہ مجھے بھی بچے دے نہیں تو میں مرجاؤں گی ۞ تب یعقوب کا غصہ راخل پر بھڑکا اور اُس نے کہا کیا میں خدا کی جگہ پر ہوں جس نے تجھ کو پیٹ کے پھل سے باز رکھا ہے؟ ۞ وہ بولی کہ دیکھ میری لونڈی بلہاہ حاضر ہے۔ اُس کے پاس جا اور وہ میرے گھٹنوں پر جنے گی تا کہ میرا گھر بھی اس سے آباد ہو ۞ اور اُس نے اپنی لونڈی بلہاہ

کو اُسے دیا کہ اُس کی جورو بنے اور یعقوب اُس پاس گیا؛ اور بلہاہ حاملہ ہوئی اور یعقوب سے بیٹا جنی؛ تب راخل بولی کہ خدا نے میرا انصاف کیا اور میری آواز بھی سُنی اور مجھ کو ایک بیٹا بخشا۔ اس لئے اِس نے اس کا نام دان رکھا؛ اور راخل کی باندی بلہاہ پھر حمل سے ہوئی اور یعقوب سے دوسرا بیٹا جنی؛ تب راخل بولی میں اپنی بہن کے ساتھ کمال زور سے الجھی اور غالب آئی۔ سو اس نے اس کا نام نفتالی رکھا؛

جب لیاہ نے دیکھا کہ میں جننے سے رہ گئی تو اُس نے اپنی باندی زِلفہ کو لیکے یعقوب کو دیا کہ اُس کی جورو بنے؛ اور لیاہ کی باندی زِلفہ بھی یعقوب سے ایک بیٹا جنی؛ تب لیاہ بولی کہ لو فوج آئی۔ سو اُس نے اُس کا نام جد رکھا؛ پھر لیاہ کی باندی زلفہ یعقوب کے لئے دوسرا بیٹا جنی؛ تب لیاہ بولی کہ میں نصیب والی ہوں۔ عورتیں مجھے نصیب والی کہیں گی۔ اور اُس نے اُس کا نام آشر رکھا؛

اور روبن گیہوں کاٹنے کے موسم میں گھر سے نکلا اور کھیت میں دودیاں پائیں اور اُنہیں اپنی ماں لیاہ کے پاس لایا۔ تب راخل نے لیاہ سے کہا کہ اپنے بیٹے کی دودیوں سے مجھے کچھ دیجئے؛ اُس نے کہا کیا یہ چھوٹی بات ہے کہ تو نے میرے شوہر کو لے لیا اور میرے بیٹے کی دودیوں کو بھی لیا چاہتی ہے؛ راخل بولی کہ وہ آج رات تیرے بیٹے کی دودیوں کے بدلے میں تیرے ساتھ سوئے گا؛ اور جب یعقوب شام کو کھیت سے آیا لیاہ آگے سے اُس کے ملنے کو گئی اور بولی کہ تو میرے پاس آنا کہ میں نے اپنے بیٹے کی دودیاں دے کے تجھے کرایہ کیا ہے۔ سو وہ اُس رات اُس کے ساتھ سویا؛ اور خدا نے لیاہ کی سنی اور وہ حاملہ ہوئی اور یعقوب کے لئے پانچواں بیٹا جنی؛ تب لیاہ بولی کہ خدا نے میری مزدوری مجھے دی کیونکہ میں نے اپنے شوہر کو اپنی باندی دی ہے۔ اور اُس نے اُس کا نام اشکار رکھا؛ اور لیاہ پھر حاملہ ہوئی اور یعقوب کے لئے چھٹواں بیٹا جنی؛ تب لیاہ بولی کہ خدا نے اچھا مہر مجھے بخشا۔ اور میرا شوہر میرے ساتھ رہے گا۔ کہ میں اُس کے لئے چھ بیٹے جنی۔ سو اُس نے اُس

کا نام زبلون رکھا ۞ اور آخر کو وہ بیٹی جنی اور اُس کا نام دینہ رکھا +

اور خدا نے راخل کو یاد کیا اور خدا نے اُس کی سُن کے اس کے رحم کو کھولا ۞ اور وہ حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی۔ اور بولی کہ خدا نے مجھ سے عار کو دور کیا ۞ اور اُس نے اُس کا نام یوسف رکھا اور کہا خداوند مجھ کو ایک اور بیٹا بخشے ؛" (پیدائش ۳۰۔ آیت ۱ تا ۲۴)

## (۳) وہ آیات جن سے حضرت مسیحؑ کا باپ ثابت ہوتا ہے

(۱) (الف) "اور لیعقوب سے یوسف پیدا ہوا یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے" (متی ۱۔ آیت ۱۶)

(ب) "جب یسوع خود تعلیم دینے لگا تو برس تیس ایک کا تھا اور (جیسا کہ سمجھا جاتا تھا) یوسف کا بیٹا تھا اور وہ عیلی کا"۔ (لوقا ۳۔ آیت ۲۳)

اگر حضرت مسیحؑ کا باپ نہ تھا تو پھر اُن کا نسب نامہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی، نسب نامہ کا لکھنا ہی ثابت کرتا ہے کہ اُن کا باپ یوسف نجار تھا۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ "جیسا کہ سمجھا جاتا تھا" کے الفاظ کو بریکٹس میں دینا صاف ثابت کرتا ہے کہ یہ الفاظ لبعد ازاں اس غرض سے اس وقت زائد کئے گئے تھے جب اس بات کی تبلیغ کرنا شروع کی تھی کہ حضرت یسوع کو "اللہ کا بیٹا" لوگوں سے منوائیں۔ حالانکہ اللہ کے کلام میں خطوط واتی یعنی بریکٹس نہیں ہوتے۔ دراصل یہ بھی ایسی ہی غلطی ہے۔ جیسی کہ یوسف کے باپ کے نام کی۔ ناظرین غور کر کے دیکھ لیں کہ آیت نمبر (۱) میں یوسف کے باپ کا نام یعقوب لکھا ہے اور آیت نمبر (ب) میں اس کے باپ کا نام عیلی بیان کیا ہے۔ اور متی انجیل پہلا باب آیت ۲۰ میں فرشتہ نے یوسف کو ابن داؤد کہہ کر پکارا ہے خدا جانے دراصل اُن کا باپ کون تھا۔ اور اس کا کیا نام تھا؟

(۲) "اُس کے ماں باپ ہر برس عید فسح پر یروشلم کو جایا کرتے تھے ۞ اور جب وہ بارہ برس کا ہوا تو وہ عید کے دستور کے موافق یروشلم کو گئے ۞ جب وہ اُن دنوں کو پورا

کرکے لوٹے تو وہ لڑکا یسوع یروشلم میں رہ گیا اور اُس کے ماں باپ کو خبر نہ ہوئی ۔مگر یہ سمجھ کر کہ وہ قافلہ میں ہے ایک منزل نکل گئے اور اُسے اپنے رشتہ داروں اور جان پہچانوں میں ڈھونڈنے لگے ۔جب نہ ملا تو اُسے ڈھونڈتے ہوئے یروشلم تک واپس گئے ۔اور تین روز پیچھے ایسا ہوُا کہ اُنہوں نے اُسے ہیکل میں اُستادوں کے بیچ میں بیٹھے اُن کی سنتے اور اُن سے سوال کرتے ہوئے پایا۔ اور جتنے اُس کی سن رہے تھے اُس کی سمجھ اور اس کے جوابوں سے دنگ تھے وہ اُسے دیکھ کر حیران ہوئے اور اُس کی ماں نے اُس سے کہا بیٹیا! تو نے کیوں ہم سے ایسا کیا؟ دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے "( لوقا ۲ آیت ۴۱ تا ۴۸)

دنیا میں ماں کی گواہی سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت باپ کا نہیں ہو سکتا کیونکہ بچہ تو اپنے باپ کو جانتا نہیں جب تک کہ ماں نہ بتلائے اگر باپ کا یہ ثبوت کافی نہ ہو تو پھر عیسائی اور مسلمان جو ثبوت اپنے باپ کا دیں گے وہی ثبوت حضرت مسیحؑ کے باپ کا دیا جائیگا ۔ بلا شبہ جب کسی شخص کے باپ کا جھگڑا پڑ جائے تو اس کا فیصلہ اس کی ماں سے کرایا جاتا ہے جیساکہ دنیا بھر کی عدالتوں کا قاعدہ ہے مگر افسوس حضرت مریمؑ کی اس گواہی کو نہ تو عیسائی اور نہ اہل اسلام سچا مانتے ہیں حالانکہ حضرت مریمؑ کے یہ الفاظ "تیرا باپ اور میں" صاف ثابت کرتے ہیں کہ حضرت یسوعؑ کا باپ یوسف تھا جو کہ اس وقت بھی لڑکے کی تلاش میں اپنی بیوی کے ہمراہ تھا ۔اب عیسائیوں کا یہ کہنا کہ وہ سوتیلا باپ تھا قطعاً غلط ہے ۔کیونکہ سوتیلا کا لفظ اُن کے لئے کسی انجیل میں استعمال نہیں کیا گیا ۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر حضرت عیسٰےؑ کا باپ نہ تھا تو پھر مذکورہ بالا آیات میں ماں کے ساتھ باپ کا لفظ کیوں لکھا گیا ۔؟

(۱۴) " کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اس کی ماں کا نام مریم اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں اور کیا اس کی سب بہنیں ہمارے ہاں نہیں "( متی ۱۳۔ آیت ۵۵ و ۵۶)

(۱۵) " کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریمؑ کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون

کا بھائی ہے؟ اور کیا اُس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟"(مرقس ۶۔آیت ۳)

(۵)"اور سب نے اس پر گواہی دی اور اُن پُرفضل باتوں پر جو اس کے مُنہ سے نکلتی تھیں تعجب کر کے کہنے لگے کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں؟"(لوقا ۴۔آیت ۲۲)

اکثر صاحبان یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر ماں مر جائے تو پھر باپ کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ ایسے حضرات کی خدمت میں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ ایسی حالت میں پڑوسیوں کی گواہی کافی سمجھی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عیلے کے حق میں پڑوسی کہتے ہیں۔ تعجب تو اس امر کا ہے کہ باوجود سات بچوں کی ماں ہونے کے پھر بھی عیسائی حضرت مریمؑ کو کنواری کے خطاب سے پکارتے ہیں۔ مذکورہ بالا آیات میں حضرت یسوع کو نہ صرف"مریم کا بیٹا"بلکہ"بڑھئی کا بیٹا"بھی کہہ کر پکارا گیا ہے اب ایک بات کو سچا ماننا اور دوسری کو جھٹلانا کوئی عقلمندی نہیں علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ اگر حضرت مسیحؑ بڑھئی کے بیٹے نہ تھے تو پھر اُنہوں نے ایسا کہنے والوں کو کیوں نہ یہ کہہ کر ڈانٹا کہ"بڑھئی کا بیٹا۔بڑھئی کا بیٹا"کی کیا بکواس لگا رکھی ہے میں تو خدا کا بیٹا ہوں؟ جب اُنہوں نے اپنے لئے"بڑھئی کا بیٹا"کے خطاب سے پکارے جانے کو بُرا نہیں منایا تو پھر خدا جانے کہ اکثر عیسائی اور مسلمان ان الفاظ کو کیوں بُرا مناتے ہیں۔ بلا شبہ ایسے صاحبان پر"مدعی سست اور گواہ چست"کی مثال صادق آتی ہے۔

(۶)"فلپّس نے نتن ایل سے مل کر اُس سے کہا کہ جس کا ذکر موسےٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے"(یوحنا ۱۔آیت ۴۵)

(۷)"پس یہودی اُس پر بڑبڑانے لگے اس لئے کہ اُس نے کہا تھا کہ جو روٹی آسمان سے اُتری وہ میں ہوں اور اُنہوں نے کہا کیا یہ یوسف کا بیٹا یسوع نہیں جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں؟ اب کیوں کر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں"(یوحنا ۶۔آیت ۴۱-۴۲)

مذکورہ بالا آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی زندگی میں نہ صرف اُن کے حواری بلکہ دوسرے لوگ بھی اُنہیں یوسف کا ہی بیٹا سمجھتے تھے۔ دراصل"خدا

کے بیٹے" کا پروپیگنڈا تو بعد ازاں شروع کیا تاکہ یورپ کے بت پرستوں کو عیسوی مذہب اختیار کرنے میں آسانی ہو۔ مگر افسوس مسلمانوں نے عیسائیوں کی اس چالاکی کو آج تک نہ سمجھا۔

(۸) "جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خداوند کے فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا اُٹھ بچّے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور جب تک کہ میں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اس بچّے کی تلاش کرنے کو ہے تاکہ اس کو ہلاک کرے پس وہ اُٹھا اور رات کے وقت بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو روانہ ہو گیا اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا۔" (متی ۔ ۲ ۔ آیت ۱۳ تا ۱۵)

یہ وہی یوسف ہے جسے متی کی انجیل ۱ ۔ آیت ۱۶ میں حضرت مریم کا خاوند قرار دیا گیا ہے۔ اور جب حضرت عیسٰےؑ حمل میں تھے تو اُس وقت بھی فرشتہ نے اُنہی کو خواب میں یہ کہا کہ اپنی بیوی مریم کو لے آنے سے نہ ڈر۔ اب جو ماں کا خاوند ہو وہ لڑکے کا باپ کیوں نہ ہو؟ مگر افسوس یہ ایک آسان سی بات بھی عیسائیوں کی سمجھ میں بیٹھتی نظر نہیں آتی۔

(۹) "اور اُس (یسوع) کا باپ اور اُس کی ماں اُن باتوں پر جو اس کے حق میں کہی جاتی تھیں تعجب کرتے تھے" (لوقا ۲ ۔ آیت ۳۳)

(۱۰) "میں تم سے کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں۔" (لوقا ۷ ۔ آیت ۲۸)

اس آیت سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بقول حضرت یسوع کے حضرت یوحنّا کا درجہ اُن سے بڑا تھا اور دوسرے یہ کہ جو عورت سے پیدا ہو گا۔ اس کا باپ بھی ہو گا۔ کیونکہ یوحنّا کا باپ تھا تو اب کیا وجہ ہے کہ یسوع کا باپ نہ ہو؟

(۱۱) "جب وہ یہ باتیں کہہ رہا تھا تو ایسا ہوا کہ بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکار

کہ اُس سے کہا مبارک ہے وہ پیٹ جس میں تو رہا اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں" (لوقا ۱۱ ۲۷ و ۲۸)

اُس نے کہا ہاں مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسےؑ کو اُسی طرح سے حمل میں لیا جس طرح دوسری عورتیں حمل لیا کرتی ہیں اور اُسی طرح سے جنا جس طرح دوسری جنتی ہیں۔ اور اُسی طرح سے غذا دی جس طرح دوسری عورتیں غذا دیتی ہیں۔ کوئی خاص بات خلاف فطرت نہ تھی۔ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ دردِ زہ کے متعلق اس آیت کو ملاحظہ کیجیے۔ "اُس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور درد سے تو لڑکے جنے گی" (پیدائش ۳۔ ۱۶)

(۱۲) (الف) کیونکہ خدا نے فرمایا ہے تُو اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کر اور جو باپ یا ماں کو بُرا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے" (متی ۱۵۔ آیت ۴)

(ب) اُس نے جواب میں کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے اُنہیں بنایا اُس نے ابتداہی سے اُنہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا۔ اور وہ دونو ایک جسم ہوں گے" (متی ۱۹۔ آیت ۴ و ۵)

ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ چونکہ حضرت یسوعؑ کو اس سے مستثنےٰ نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ان کا بھی باپ تھا۔

(۱۳) "مگر افسوس اُن پر جو اُن دنوں میں حاملہ ہوں اور جو دودھ پلاتی ہوں" (متی ۲۴ آیت ۱۹)

جب اس آیت کی رو سے باوجود خاوند کا قرینہ نہ ہونے کے بھی یہ مانا جائے کہ عورتیں اپنے مردوں کے ذریعے حاملہ ہوتی ہیں۔ تو پھر حضرت مریمؑ کے حمل کے متعلق جبکہ اُن کا خاوند بھی موجود تھا کیوں نہ یہی نتیجہ نکالا جائے کہ اُنہیں بھی اپنے مرد کے ہی ذریعے حمل ہوا۔ لہٰذا حضرت عیسےؑ کا باپ تھا۔

(۱۴) "حضرت مسیحؑ نے خود اپنی زندگی میں یہ کبھی نہیں کہا کہ "میں خدا کا بیٹا ہوں" بلکہ ساتھ

مرتبہ سے بھی زیادہ یہ کہا کہ میں انسان کا بیٹا ہوں۔ بطور مثال ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے۔

(الف) ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ۔ اور شرابی آدمی۔ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار مگر حکمت اپنے کاموں سے راست ثابت ہوئی۔(متی ۱۱۔ آیت ۱۹)

(ب) یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے (متی ۲۶ آیت ۶۴)

(ج) "کیونکہ جو کوئی اس زناکار اور خطاکار قوم میں مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئے گا تو اس سے شرمائے گا۔" (مرقس ۸۔ آیت ۳۸)

(د) "پھر اس سے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم آسمان کو کھلا اور خدا کے فرشتوں کو اوپر جاتے اور ابن آدم پر اترتے دیکھو گے۔" (یوحنا ۱۔ آیت ۵۱)

(ہ) "بلکہ اسے عدالت کرنے کا بھی اختیار بخشا اس لئے کہ وہ آدم زاد ہے۔" (یوحنا ۵۔ ۲۷)

(و) "یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک تم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ اور اس کا خون نہ پیؤ تم میں زندگی نہیں۔" (یوحنا ۶۔ آیت ۵۳)

(ز) "ضرور ہے کہ ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جائے اور صلیب دیا جائے اور تیسرے دن جی اٹھے۔ (لوقا ۲۴۔ آیت ۷)

(ح) "کیونکہ ابن آدم تو جیسا اس کے واسطے مقرر ہے جاتا ہی ہے مگر اس شخص پر افسوس ہے جس کے وسیلہ سے وہ پکڑوایا جاتا ہے۔" (لوقا ۲۲۔ آیت ۲۲)

(ط) "یسوع نے اس سے کہا اے یہوداہ کیا تو بوسہ لے کر ابن آدم کو پکڑواتا ہے۔ (لوقا ۲۲۔ آیت ۴۸) "مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی جگہ نہیں۔" (متی ۸۔ آیت ۲۰)

(ی) پھر اس نے ان بارہ کو ساتھ لے کر ان سے کہا کہ دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں۔ اور جتنی باتیں نبیوں کی معرفت لکھی گئی ہیں ابن آدم کے حق میں پوری ہونگی۔" (لوقا ۱۸۔ آیت ۳۱)

(ک) "کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔" (لوقا ۱۹۔آیت ۱۰)

ایسے زبردست اقوال کی موجودگی میں حضرت مسیح کو بغیر باپ کے ماننا اور انہیں خدا کا بیٹا کہہ کر پکارنا کوئی عقلمندی نہیں۔ اگر وہ خدا کے بیٹے ہوتے تو پھر متی ۱۔آیت ایں داؤد کا بیٹا اور لوقا ۳۔آیت ۲۲ میں روح القدس کا بیٹا اور یوحنا ۱۔آیت ۴۵ میں یوسف کا بیٹا ہرگز نہ لکھا جاتا۔ آخر ایک شخص کا تو ایک ہی باپ ہونا چاہئے۔ جیسا کہ دنیا کا قاعدہ ہے البتہ آسمانی باپ سب کا ایک ہے ذیل کی آیات ملاحظہ کیجئے:۔

(الف) "پس چاہئے کہ تم کامل ہو جیسا کہ تمہارا آسمانی باپ کامل ہے۔" (متی ۵ آیت ۴۸)

(ب) "اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے۔" (متی ۲۳ آیت ۹)

(ج) "پس تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے۔" (متی ۶۔آیت ۹) اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہارے قصور معاف کرے گا"

(د) "اور جب کبھی تم کھڑے ہوئے دعا مانگتے ہو اگر تمہیں کسی سے کچھ شکایت ہو تو اُسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف کرے" (مرقس ۱۱۔آیت ۲۵)

(ہ) "یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا۔ لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔" (یوحنا ۲۰۔آیت ۱۷)

(و) "اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں۔" (متی ۵۔آیت ۱۶)

(ز) خبردار اپنے راستبازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھلانے کے لئے نہ کرو نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں ہے" (متی ۶۔آیت ۱)

(ح) "ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خدا یعنی ہمارے باپ دادا کے خدا نے اپنے خادم یسوع کو جلال دیا۔" (اعمال ۳۔آیت ۱۳)

اس آیت میں یسوع کو ابرہام۔ اسحاق اور یعقوب کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اب ان تمام کے باپ تھے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کا باپ نہ ہو۔" ہمارے باپ دادا کے خدا" کے الفاظ سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو عورت سے پیدا ہوگا اس کا باپ دادا ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پہلے لوگوں کے تھے۔

(۱۶) چونکہ حضرت مریمؑ کی نہ صرف منگنی بلکہ شادی بھی ہو چکی تھی یہی وجہ ہے۔ کہ نہ تو حضرت مریمؑ نے کبھی یہ کہا کہ اُسے کنواری کو حمل ہوُا۔ اور نہ حضرت عیلےٰؑ نے کبھی اپنی زندگی میں یہ کہا کہ وہ کنواری سے پیدا ہوئے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے۔

(الف) "اُن دنوں میں ایسا ہوُا کہ قیصر اگوستس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دُنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں ٥ یہ پہلی اسم نویسی سوریہ کے حاکم کورینس کے عہد میں ہوئی ٥ اور سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے ٥ پس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرہ سے داؤد کے شہر بیت لحم کو گیا جو یہودیہ میں ہے اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا ٥ تاکہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے ٥ جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوُا کہ اُس کے جننے کا وقت آپہنچا ٥ اور وہ پہلوٹا بیٹا جنی اور اُس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا کیونکہ اُن کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی" (لوقا ۲ آیت ۱تا۷)

(ب) "اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوُا یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوُا جو مسیح کہلاتا ہے" (متی ۱ آیت ۱۶)

(ج) وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اُسے خواب میں دکھائی دے کر کہا۔ اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر" (متی ۱ آیت ۲۰)

اگر حضرت مریمؑ کی شادی نہ ہوئی ہوتی تو پھر یوسف پر خاوند کا لفظ اور اسی طرح سے حضرت مریمؑ پر بیوی کا لفظ ہرگز اطلاق نہ پا سکتے۔

---

# (۴) متفرق اعتراضات کے جوابات

(۱) اس آیت وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسٰیؑ کو کھلے دلائل دیئے اور روح القدس کے ساتھ اس کی تائید کی۔" (۲۔ آیت ۸۷) سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بن باپ کے پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت عیسٰیؑ کو روح القدس سے مدد کی جاتی تھی بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی بھی اپنی روح سے تائید کرتا ہے تو کیا اب اس کا یہ مطلب سمجھا جائے گا۔ کہ تمام مومن بغیر باپ کے پیدا ہوتے ہیں۔ اس آیت کو ملاحظہ کیجیئے۔ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ اور اپنی روح سے اُن کی تائید کی ہے" (۵۸۔ آیت ۲۲)

(۲) اس آیت وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا۔" اور وہ لوگوں سے جھولے میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرے گا" (۳۔ آیت ۴۵) سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت عیسٰیؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ ہرگز درست نہیں کیونکہ اگر اُن کا جھولے میں باتیں کرنا معجزہ تھا تو پھر بڑے ہو کر باتیں کرنا کیونکر معجزہ نہ سمجھا جائے جبکہ دونوں الفاظ ساتھ ساتھ آئے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے حضرت مریمؑ کو یہ تسلی دی گئی تھی کہ لڑکا گونگا پیدا نہیں ہوگا۔ اور شیرخوارگی سے لے کر بڑھاپے تک تمام انسانی حالات کے ماتحت ہی زندگی گذارے گا۔ یعنی اس میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں پائی جائے گی۔ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے یا وہ انسانی سطح سے بالاتر تھا جھولے سے مراد صرف بچپن ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اطلبوا العلم من المھد الی اللحد " علم حاصل کرو جھولے سے لے کر قبر تک" اب اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ بچہ پنگوڑے میں ہی پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بچپن سے لے کر بڑی عمر تک علم حاصل کرتے رہو۔ جیسا کہ مشہور مثال ہے "ز گہوارہ تا گور دانش بیاموز"

(۳) اس آیت وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۔ "اور اپنی ماں سے نیکی کرنے والا

ا ہوں) اور اُس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔"(۱۹۔ آیت ۳۲) سے اکثر عیسائی بھی یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰیؑ کا باپ نہ تھا جو کہ قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ مقدس بائیبل کی رُو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ اپنی ماں کے فرمانبردار نہ تھے۔ ذیل کی آیات ملاحظہ کیجیے۔

(۱) "جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا تو دیکھو اُس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے اور اُس سے باتیں کرنی چاہتے تھے ○ کسی نے اُس سے کہا۔ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں۔ اُس نے خبر دینے والے کے جواب میں کہا۔ کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ ○ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں ○ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے"(متی ۱۲۔ آیت ۴۶ تا ۵۰)

(۲) "پھر تیسرے دن قانائے گلیل میں ایک شادی ہوئی۔ اور یسوع کی ماں وہاں تھی ○ اور یسوع اور اُس کے شاگردوں کی بھی اُس شادی میں دعوت تھی ○ اور جب مے ہو چکی یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُن کے پاس مے نہیں رہی ○ یسوع نے اُس سے کہا۔ اے عورت۔ مجھے تجھ سے کیا کام ہے"(یوحنا ۲۔ آیت ۱ تا ۴)

چونکہ اس الزام سے حضرت عیسٰیؑ کو بری کرنا منظور تھا۔ لہذا مذکورہ بالا الفاظ کا قرآن پاک میں ذکر کیا گیا تاکہ اُنہیں اپنی ماں کا بھی فرمانبردار سمجھا جائے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اُن کا باپ نہ تھا۔

بہرحال حضرت عیسٰیؑ نہ تو کنواری سے پیدا ہوئے اور نہ وہ خدا کے بیٹے تھے اب اُنہیں خدا کا بیٹا کہنا گویا پہلے کافروں کی نقل کرنا ہے جو کہ خدا کی بیٹیاں بھی مقرر کرتے تھے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ "وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۚ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○" اور وہ اُس کے

بندوں میں سے اس کو اولاد مقرر کرتے ہیں انسان کھلا ناشکر گزار ہے ٥ کیا اس نے اپنی مخلوق سے (اپنے لئے) بیٹیاں بنا لیں اور تمہیں بیٹوں کے لئے چن لیا؟ اور جب ان میں سے کسی کو اس کی خوشخبری دی جاتی ہے جو وہ رحمٰن کے لئے مثال بیان کرتا ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔" (۴۳-آیت ۱۵ تا ۱۷)

جیسے پہلے کافر تباہ ہوئے اسی طرح سے حضرت عیسٰیؑ کو خدا کا بیٹا ماننے والے بھی تباہ ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے " وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ ط یُضَاھِؤُنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ط قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ ط اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ٥" اور عیسائی کہتے ہیں۔ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ اُن کے مُنہ کی باتیں ہیں۔ یہ اُن کی بات کی نقل کرتے ہیں جو پہلے کافر ہوئے اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں سے اُلٹے پھرے جاتے ہیں۔" (۹-آیت ۳۰) قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ کے الفاظ صاف ثابت کرتے ہیں کہ یہ آپس کی جنگ سے ہی تباہ ہوں گے۔ چاہے ہوائی جہازوں سے چاہے آبدوزوں سے بہر صورت ذیل کے الفاظ ان پر پورے ہو کر ہی رہیں گے۔ قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّ یُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ط اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّھُمْ یَفْقَھُوْنَ ٥

"کہہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں کئی فرقے بنا کر ملا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی (کا مزہ) چکھا دے دیکھ ہم کس طرح باتوں کو بار بار بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ لیں۔" (۶-آیت ۶۵)

(الف)

# مسلم خواتین کے لئے مفید کتب!

## (۱) اسلامی پردہ

جس میں قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ " مومن مردوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں" (۲۴-آیت ۳۰) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ " اور مومن عورتوں کو کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں" (۲۴-آیت ۳۱) کے مساوی احکام کے ماتحت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلم خواتین کے چہرے کا پردہ گھروں سے باہر بھی نہیں ہے جب مرد اس حکم کی تعمیل کھلے چہرے کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتیں بھی اس مساوی حکم کی تعمیل کھلے چہرے نہ کریں یہی وجہ ہے کہ چہرہ ڈھانکنے سے مستثنےٰ کیا گیا ہے جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا " اور اپنی زینت کو نہ دکھائیں سوائے اس کے جو ظاہر ہے" (۲۴-آیت ۳۱) کیونکہ چہرہ ڈھانک کر نظریں نیچی رکھنا ایک بے معنی بات ہے

قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

## (۲) اسلامی مساوات

جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مساوی احکام کے ماتحت مسلم خواتین کو بھی یکساں حقوق دیئے گئے ہیں مثلاً وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ " اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے۔ مردوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کا حصہ ہے جو وہ کمائیں اور اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے" (۴-آیت ۳۲) کے ماتحت دونوں کو باہر بھی اپنے اپنے کام کاج اور محنت مزدوری کر کے اپنی روزی پیدا کرنے کے مساوی حقوق دیئے گئے ہیں۔

قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:- شمس بک ڈپو مصری شاہ لاہور

## (۳) اسلامی روایات

جس میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام ارشادات مبارک جو کہ مسلم خواتین کی حیثیت اور مرتبہ کے متعلق ہیں جمع کئے گئے ہیں تاکہ اُنہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے رسول نے اُنہیں کیا کیا حقوق دیئے ہیں۔ مثلاً قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکنّ۔ مسلم خواتین کو اپنی ضرورتوں کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی۔ قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

## (۴) یورپ کی ترقی کا راز

اگر آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو خاکسار کی کتاب تعلیم القرآن و عمل یورپ ملاحظہ کیجئے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اہل یورپ کے اعمال کا زیادہ حصہ قرآن مجید کی تعلیم کے قریب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ترقی کر رہے ہیں اور اہل اسلام کے اعمال کا اکثر حصہ قرآن کریم کی تعلیم سے دُور ہے یہی وجہ ہے یہ تنزل کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اس آیت کو ملاحظہ کیجئے وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اور ہم نے لوہا اُتارا اُس میں لڑائی کا سخت سامان ہے اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں (۵۷ آیت ۲۵) اب غور کیجئے کہ سامان جنگ اہل یورپ بنا رہے ہیں یا اہل سلام۔ اور لوہے سے خود فائدہ کون اُٹھا رہا ہے اور دنیا کو کون پہنچا رہا ہے بھلا جس قوم کے پاس ضروریات زمانہ کے مطابق سامان جنگ ہی نہ ہو۔ وہ اپنے دشمنوں پر فتح کیا پائے اور حکومت کیا کرے اور اپنا وقار کیونکر قائم رکھے۔

(قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:

**شمس بک ڈپو مصری شاہ لاہور**

کتبہ: غلام حسین گوجرانوالہ